مجموعہ رسائل

اعلیحضرت احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی

حصہ سوم

مرتبہ:- مفتی سید شجاعت علی قادری

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ، کراچی

مجموعہ

رسائلِ اعلیٰحضرت

حصہ سوم

اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

ابنِ مسعود مفتی سید شجاعت علی قادری

ایم۔اے

اقبال روڈ سیالکوٹ

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی

Marfat.com

۷۸۶

بار اوّل ـــــــــــــــــــ جون ۱۹۷۵ عیسوی

تعداد اشاعت ـــــــــــــــــــ ایک ہزار

مرتبہ ـــــــــــــــــــ مفتی شجاعت علی قادری

کتابت ـــــــــــــــــــ محمد ثاقب ادیب کانپوری

طابع ـــــــــــــــــــ مشہور آفسٹ پریس
میکلوڈ روڈ۔ کراچی

قیمت ....

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی

فون ۲۳۹۰۲۶

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	النہی الحاجز عن تکرار صلوٰۃ الجنائز	
۱	تقدیم	۶
۲	سوال دربارۂ تکرار نماز جنازہ	۸
۳	جواب	۹
۴	قبر پر نماز جنازہ کی صورت۔	۱۰
۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں جسد اطہر کے ساتھ زندہ ہیں۔	۱۱
۶	عالم کا گناہ ایک ہے اور جاہل کا گناہ دوگنا ہے۔	۱۷
۷	حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ دراصل درود ہی تھی۔	۲۵
۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ حضرت ابوبکر نے کسطرح ادا کی	۲۷
۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت اپنی نماز جنازہ کی بابت۔	۲۸
۱۰	شہید کو غسل نہ دینے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے میں کیا حکمت ہے؟	۳۱
۱۱	ایک بوڑھی عورت کی نماز جنازہ کا واقعہ۔	۳۵
۱۲	نمازِ جنازہ شفاعت ہے۔	۳۸
۱۳	نبی کے مال میں وراثت جاری نہ ہوگی۔	۴۲
۱۴	صحتِ حدیث کی دو قسمیں صحیح فقہی و صحیح حدیثی۔	۴۴
۱۵	حضرت حمزہؓ پر ستر نمازیں پڑھنے کا واقعہ۔	۴۵
۱۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ پونے دو دن رکھا رہا۔	۴۷
۱۷	مسلمان کے حقوق مسلمان پر۔	۴۷

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	الہادی الحاجب عن جنازۃ الغائب	
۱۸	حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو سیدہ فاطمہؓ کی نماز جنازہ کی اطلاع نہ دی۔	۵۲
۱۹	نماز جنازہ غائبانہ جائز ہے یا نہیں؟	۶۲
۲۰	جواب	۶۳
۲۱	تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔	۸۵
۲۲	امام شافعیؒ کا امام ابوحنیفہؒ کے مزار پر اپنے طریقہ کے خلاف نماز پڑھنا۔	۸۶
۲۳	نجاشی کی نماز جنازہ کی تحقیق	۹۹
۲۴	معاویہ بن معاویہ مزنی کی نماز جنازہ غائبانہ کی تحقیق۔	۱۰۱
۲۵	ایک روایت پر نفیس جرح۔	۱۰۳
۲۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے زمین کا سمٹ جانا۔	۱۰۶
۲۷	خلافِ مذہب بعض مشائخ کے	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	قول پر بھی عمل نہ ہوگا۔	۱۱۳
	تفاسیر الاحکام لفدیۃ الصلوٰۃ والصیام	
۲۸	سوالات دربارۂ فدیۂ صلوٰۃ وصوم	۱۳۰
۲۹	صاع کی تحقیق۔	۱۴۲
۳۰	حیلۂ اسقاط کا بیان۔	۱۴۷
	صفائح اللجین	
۳۱	مصافحہ کا صحیح طریقہ کیا ہے؟	۱۵۶
۳۲	اعلیحضرتؒ نے خواب میں قاضی خان کی زیارت کی۔	۱۵۷
۳۳	سچے خواب شریعت میں اہمیت رکھتے ہیں۔	۱۵۸
۳۴	ابوحمزہ کے خواب پر ابن عباس نے انکی قدردانی کی۔	۱۶۰
۳۵	مصافحہ کے فضائل میں احادیث	۱۶۱
۳۶	ایک راوی پر جرح۔	۱۶۸
۳۷	حنظلہ سدوسی پر جرح۔	۱۷۸
۳۸	امام ترمذی کی تصحیح وتحسین پر جرح۔	۱۷۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۹	ابویوسف کی علمِ حدیث میں جلالتِ شان۔	۱۹۰
۴۰	حدیث میں ابوحنیفہؒ کا مقام	۱۹۱
۴۱	امام مالکؒ کے زمانہ میں استی موطا لکھی گئیں۔	۱۹۲
۴۲	اعلیٰحضرت کا اپنے معاصر محدثین کو چیلنج	۱۹۳
۴۳	حصرِ رُواۃ بھی نہیں ہو سکتا حصرِ روایات درکنار	۱۹۴
۴۴	بعض حدیثیں جو کتابوں میں ہونیکے باوجود محدثین کو نہ ملیں۔	۱۹۵
۴۵	عبداللہ بن مسعود کا طریقِ رکوع	۱۹۷
۴۶	اعلیٰحضرت کا رسالہ تخریجِ احادیث بیں۔	۱۹۹
۴۷	حدیث سمجھنا فقہا کا کام ہے۔	۲۰۰
۴۸	مصافحہ کا طریقہ مسلمانوں نے اہلِ یمن سے سیکھا	۲۰۷
۴۹	سلام کا جواب انگلی یا ہتھیلی سے مکروہ ہے۔	۲۰۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۰	جوبات مسلمانوں میں متوارث ہوا سکے لئے کسی خاص سند کی ضرورت نہیں۔	۲۱۰
	رسالہ ختمِ نبوّت	
۵۱	استفتار دربارۂ ختمِ نبوت	۲۲۳
۵۲	احادیث دربارۂ ختمِ نبوّت	۲۲۸
۵۲	ملائکہ وکتبِ سابقہ کے علمار کے اقوال۔	۲۳۶
۵۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمار شریفہ	۲۴۷
۵۴	حضور کے نبی التوبہ ہونیکی ستّرہ وجوہات۔	۲۴۸
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے	۲۵۵
۵۵	جو خدا کا گنہگار ہے وہ حضور کا بھی گنہگار ہے۔	۲۵۸
۵۶	قثم کے معنی	۲۶۰
۵۷	حضور کے تمام انبیار میں مقدم	

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	ہونے کی وجہ	۲۶۵
۵۸	ختم نبوت پر خاص تصریحات	۲۶۹
۵۹	نبوت منقطع ہوئی	۲۷۵
۶۰	لوعاش ابراھیم لکان نبیاً پر بحث۔	۲۷۷
۶۱	حضور کے بعد جو کسی کو نبوت ملنی مانے، دجّال کذّاب ہے	۲۸۰
۶۲	نبوت کے ختم ہونے پر متواتر حدیثیں۔	۲۸۲
۶۳	یاعلی احضمک باالنبوۃ	۲۵۵
۶۴	غوث پاک کا مقام	۲۸۶
۶۵	طالب علم کی فضیلت	۲۸۷
۶۶	حفاظ کی فضیلت	۲۸۸
۶۷	صدّیق اکبرؓ کی شان	۲۸۸
۶۸	حضرت علیؓ نے شیخین سے انکو فضیلت دینے والوں کو مفتری کہا۔	۲۹۰
۶۹	حضرت علیؓ کے ارشادات	

نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار
	دربارۂ افضلیت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ	۲۹۰
۷۰	زریب بن برثملا کا عجیب واقعہ	۳۰۴
۷۱	خلافت ابی بکر کے متعلق عجیب حکایت	۳۰۶
۷۲	ابوبکر کے وفد کا ہرقل کے دربار میں آنا	۳۰۷
۷۳	جاہلوں کا اعتراض کہ اولیاء کو قدرت ملتی تو امام حسینؓ یزید کو غارت کردیتے۔	۳۰۹
۷۴	انبیاء کے مجسمے ہرقل کے پاس	۳۱۰
۷۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد مدینہ میں محفلِ میلاد	۳۱۹
۷۶	طائفہ امیر کی تکفیر۔	۳۵۴
۷۷	علم لدنی کی اقسام۔	۳۵۵
۷۸	عقیدۂ کفریہ رکھنے والے کو سید کہنا جائز نہیں۔	۳۵۸
۷۹	تقریظ شیخ احمد مکی	۳۶۹
۸۰	علماء بدایوں کا فتویٰ	۳۷۲
۸۱	فتاویٰ علماء لاہور اور حیدرآباد دکن۔	۳۷۳

Marfat.com

النّھی الحاجز

عن

تکرار صلوٰۃ الجنائز

تصنیف

★ اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

مفتی سید شجاعت علی قادری

تقدیم

یہ رسالہ نماز جنازہ کے تکرار کی ممانعت میں ہے، لیکن یہ نہ سمجھا جائے کہ اس پورے رسالہ میں صرف یہی ایک مسئلہ بیان ہوا ہے بلکہ یہ متعدد رسائل پر مشتمل ہے جنکا بیان ضمناً ہوا ہے، اعلیحضرت نے اس رسالہ میں خصوصی توجہ ایک غلط رسم کے ختم کرنے پر دی ہے اور وہ یہ کہ عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا جمعہ کے دن انتقال ہو جائے تو اسکا جنازہ نماز جمعہ کے اختتام تک رکھا رہنے دیتے ہیں تاکہ جماعت زیادہ ہو لیکن از روئے حدیث یہ غلط ہے کیونکہ حدیث شریف میں مردے کو جلد دفن کرنے کا حکم دیا گیا ہے، علاوہ ازیں یہ رسالہ کئی فقہی جزئیات پر مشتمل ہے کہ اگر آپ سالہا سال تک انھیں تلاش کریں تب بھی نہ ملیں۔

مرتب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد لمن خلق فسوی والذی قدر فہدی والصلوٰۃ علی من ما ینطق

عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحی وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین **اما بعد**

بندۂ راجی رحمت خالقِ کونین سید رضی الدین حسین ولد سید عطا حسین مرحوم ساکن موضع موہن پور بکری ضلع گیا حالمقامی مخدوم پور قاضی چک پرگنہ زہٹ ضلع گیا یوں کہتا ہے کہ اس رسالہ کی تالیف کا سبب یہ ہے کہ اس گاؤں مخدوم پور زہٹ کے رئیس سید مقبول علی کی لڑکی نے انتقال کیا اور نماز جنازہ اُس مرحومہ کی لوگوں نے مزید ثواب کی نظر سے چند بار پڑھی میں نے اس فعل کو شرع اور عقل اور رواج کیخلاف سمجھ کر منع کیا مگر میرے دوست مولوی محمد اسمٰعیل صاحب چواڑہ نے تکرار نماز جنازہ کے جواز پر بہت بڑی لمبی تقریر کی میں مولوی نہیں کہ احادیث اور آثار سے اسکا جواب افسوس مجھکو استفتار کرنا ہوا۔ عالم فاضل مولٰنا مولوی سید کریم رضا صاحب مدفیضہٗ ملیتھوی نے جو از روئے قرابت میرے بھانجے ہیں اور ان کی ذات سے میرے خاندان کو ہزار ہزار فخر اور عزت ہے میری رائے کی تائید کر کے مولٰنا احمد رضا خانصاحب بریلوی سے استفتا طلب کیا۔ مولوی صاحب موصوف نے کمال محنت اور ہمدردی سے اس مسئلہ کی تحقیق میں ایک چھوٹا سا رسالہ تصنیف فرما کر بھیجدیا یہ رسالہ نہایت جامع ہے انسان کو جو تحقیق کی قوت کا حصہ خدا نے دیا ہے وہ اس رسالہ میں صرف کی گئی ہے کوئی جملہ براہین اور ادلہ سے خالی نہیں مجھکو اور میرے عزیزوں کو مولوی صاحب کی یہ مختصر تالیف پسند ہوئی جس کا میں پوری طرح شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھکو اس

Marfat.com

بے ثبات دنیا کے انقلاب نے ایک سخت صدمہ پہنچایا ہے جس سے میں اپنے حواس خمسہ اور عقل مدرکہ سے پوری طرح کام نہیں لے سکتا (یعنی میرا ایک پیارا بچہ جوالوان سخم کے نام سے مشہور تھا دس سال کی عمر میں تاریخ چہارم ذیقعدہ ۱۳۱۴ھ میں اس جہان کو ہمیشہ کیلئے چھوڑ گیا جس کے فراق کے درد والم نے میرے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے بے طاقت بنا دیا) ورنہ میں ٹوٹے پھوٹے مضامین سے صفحے سیاہ کرکے ہدیۂ ناظرین کرتا اس رسالہ کا نام مصنف نے النہی الحاجز عن تکرار صلوٰۃ الجنائز رکھا خداوندا تو بڑا دانا اور بینا پاک بے نیاز ہے میرے دل کو اپنی رحمت سے دھو کر اپنی حقیقت اور معرفت کا نور اس میں بھر دے اور مجھ کو اور میرے سارے عزیزوں اور دوستوں کو نیک کام کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

استفتا

مسئلہ مذکورہ پرگنہ منورہ ڈاکخانہ اوبرہ ضلع گیا مرسلہ مولنا مولوی کریم رضا صاحب رجب ۱۳۱۵ھ بملاحظہ اقدس مولنا صاحب راس العلما تاج الفضلا جامع کمالات صوریہ معنویہ جناب مولنا المولوی احمد رضا خانصاحب دام اللہ تعالیٰ بالافادۃ السلام علیکم عرض ضروری یہ ہے۔ مولوی محمد اسمٰعیل مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کے بھانجے اور شاگرد جو ایک مدت سے قصبہ مرہٹ میں اقامت رکھتے ہیں غیر مقلد ہیں اور بیچارے غریب مقلدین کو اپنے مذہب میں لانا چاہتے ہیں چنانچہ فی الحال ایک رئیس کی لڑکی مرگئی تو اُن کے اصرار سے دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھی گئی انھوں نے علی رؤس الاشہاد کہہ دیا کہ تین روز تک جتنی بار جی چاہے نماز

Marfat.com

پڑھے اس لیے حضور کو تکلیف دیتا ہوں کہ جواب استفتا تحریر فرمایئے کہ ارغام و اسکات مخالفین ہو اور ترجمہ عبارات بھی تحریر فرمایئے کہ جس مقام میں یہ فتویٰ بھیجا جائیگا۔ وہاں کے لوگ فارسی جانتے ہیں۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ولی میت نے ایکبار نماز جنازہ کی لوگوں کے ساتھ پڑھی پھر دوسری بار اُنہی لوگوں کیساتھ اور دوسرے لوگوں کے ساتھ بامامت شخص آخر نماز جنازہ پڑھی تو یہ تکرار نمازِ جنازہ جائز ہے یا نہیں اور اگر ولی اس مسئلہ سے ناواقف ہے اور بہ سبب اصرار کسی عالم کے اُسنے دوبارہ نماز جنازہ پڑھی تو وہ گنہگار ہوگا یا وہ عالم یا دونوں یا کوئی نہیں اور نماز جنازہ تین روز تک جائز ہے یا نہیں۔ **بینوا توجروا**

الحمد للہ الذی جعل الارض کفاتاً واکرم المومنین احیاءً وامواتاً والصلوٰۃ والسلام علی من عمر القلوب بصلاتہ ونور بصلاتہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ واھلہ وحزبہ اجمعین اٰمین

الجواب۔ نماز جنازہ کی تکرار ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک تو مطلقاً ناجائز و نامشروع ہے مگر جبکہ اجنبی غیر احق نے بلا اذن و بلا متابعت ولی پڑھ لی ہو تو ولی اعادہ کرسکتا ہے امام اجل برہان الملۃ والدین ابوبکر ہدایہ میں فرماتے ہیں:۔

ان صلی غیر الولی والسلطان اعاد الولی ان شاء لان الحق للاولیاء وان صلی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہٗ لان الفرض یتادی بالاول والنفل	یعنی اگر ولی و حاکم اسلام کے سوا اور لوگ نماز جنازہ پڑھ لیں تو ولی کو اعادہ کا اختیار ہے کہ حق اولیاء کا ہے اور اگر ولی پڑھ چکا تو اب کسیکو جائز نہیں کہ فرض تو پہلی نماز سے ادا

Marfat.com

بها غیر مشروع ولهذا ری أینا الناس ترکوا ان اٰخرهم الصلاۃ علی قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم وھوالیوم کما وضع۔

ہو چکا اور یہ نماز بطور نفل پڑھنی مشروع نہیں لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ تمام جہان کے مسلمانوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر نماز چھوڑ دی حالانکہ حضور آج بھی ویسے ہی ہیں جیسے جسد اقدس قبر مبارک میں رکھے گئے تھے۔

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں:-

لوکان مشروعاً لما اعرض الخلق کلهم من العلماء والصالحین والراغبین فی التقرب الیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بانواع الطرق عنہ فھذا دلیل ظاھر علیہ فوجب اعتبارہٗ

یعنی اگر نماز جنازہ کی تکرار مشروع ہوتی تو مزار اقدس پر نماز پڑھنے سے تمام جہان اعراض نہ کرتا جس میں علماء و صلحا اور وہ بندے ہیں جو طرح طرح سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تقرب حاصل کر کے رغبت رکھتے ہیں تو یہ تکرار کی نامشروعی پر کھلی دلیل ہے پس اس کا اعتبار واجب ہوا۔

اقول: حاصل کلام یہ کہ نماز جنازہ جیسے قبل دفن ویسی بعد دفن قبر پر لہٰذا اگر کوئی شخص بے نماز پڑھے دفن کر دیا گیا تو فرض ہے اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھیں جبتک ظن غالب رہے کہ بدن بگڑ نہ گیا ہوگا اور نماز جنازہ ایک تو ہر مسلمان کا حق ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حق المسلم علی المسلم خمس وذکر منہا اتباع الجنائز و سیاتی۔ دوسرے مقبول بندوں کی نماز میں وہ فضل ہے کہ پڑھنے والوں کی مغفرت ہو جاتی ہے ہم عنقریب حضرت انس بن مالک وعبداللہ

ابن عباس وعبداللہ بن جابر و سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعدد احادیث ذکر کرینگے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مومن صالح کو پہلا تحفہ یہ دیا جاتا ہے، کہ جتنے لوگوں نے اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی سب بخش دیئے جاتے ہیں۔ اللہ عزوجل حیا فرماتا ہے کہ اُن میں سے کسی پر عذاب کرے اب اگر حق کا لحاظ کیجئے تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق کے برابر تمام جہان میں کس کا ہو سکتا ہے اور اگر فضل کو دیکھئے تو افضل المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے برابر کس مقبول پر نماز پڑھی ہو سکتی ہے ہاں قبر پر نماز پڑھنے سے مانع یہ ہوتا ہے کہ اتنی مدت گزر جائے جس میں میت کا بدن سلامت ہونا مظنون نہ رہے اسی کو بعض روایت میں دفن کے بعد تین دن سے تقدیر کیا اور صحیح یہ کہ کچھ مدت معین نہیں جب سلامت و عدم سلامت مشکوک ہو جائے نماز جنازہ ناجائز ہو جائے گی مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معاذ اللہ اس کا اصلاً احتمال نہیں وہ آج بھی یقیناً ایسے ہی ہیں جیسے روز دفن مبارک تھے وہ خود ارشاد فرماتے ہیں صلے اللہ علیہ وسلم :-

ان اللہ حرم علی الارض ان	بیشک اللہ تعالےٰ نے زمین پر حرام فرما
تاکل اجساد الانبیاء	دیا ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جسم
رواہ احمد ابو داؤد	مبارک کھانا۔ رواہ احمد ابو داؤد
والنسائی وابن ماجہ وابن خزیمۃ	اسے احمد، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن
وابن حبان والحاکم والدارقطنی	خزیمہ، ابن حبان، حاکم، دارقطنی، ابونعیم
وابو نعیم وصححہ ابن خزیمۃ	نے روایت کیا اور ابن خزیمہ نے ابن حبان
وابن حبان والحاکم والدارقطنی	حاکم دارقطنی اور ابن دحیہ نے اسے صحیح

وابن دحیتہ وحسنہ عبدالغنی والمنذری وغیرھم۔

کہا، عبدالغنی اور منذری وغیرہ نے اسے حسن کہا۔

جب مانع مقصود اور مقتضی اسدرجہ قوی سے موجود تو اگر نماز جنازہ کی تکرار مشروع وجائز ہوتی تو صحابہ وتابعین سے لیکر آجتک تمام جہان تمام طبقات کے تمام اور اولیاء وصلحاء وعاشقانِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا اُسکے ترک پر اجماع کیا معنی؟ جن میں لاکھوں بندے خدا کے وہ گذرے اور اب بھی ہیں جنہیں رات دن یہ فکر رہتی ہے کہ جہانتک مل سکیں وہ طریقے بجالائیں کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تقرب پائیں لاجرم تیرہ سو برس کا یہ اجماع کلی دلیل ظاہر ہے کہ تکرار نماز جنازہ جائز نہیں اسلئے مجبوراً سب باقیماندوں کو اس فضل عظیم سے محروم رہنا پڑا امام اجل نسفی وافی اور اُس کی شرح کافی میں فرماتے ہیں۔

لم یصل غیرہ بعدہ ای یصلی الولی لم یجز لغیرہ ان یصلی بعدہ لان حق المیت یتادی بالفریق الاول وسقط الفرض بالصلٰوۃ الاولٰی فصلی علیہ الفریق الثانی لکان نفلا وذا غیر مشروع کمن صلے علیہ مرۃ الخ

اسکے بعد اس کا غیر اسپر نماز پڑھیگا یعنی ولی کے بعد کسی کو حق نہیں کہ اسپر نماز پڑھے کیونکہ میت کا حق تو پہلی جماعت سے ادا ہوا، اور پہلی نماز کی ادائیگی سے فرض ساقط ہوا اب اگر فریق ثانی اس پر نماز پڑھے گا تو نفل ہوگی اور یہ ایسا ہی ناجائز ہے جیسے کہ اس شخص کیلئے جو ایک مرتبہ پڑھ چکا ہو۔

امام محمد بن حلبی ابن امیر الحاج حلیہ میں فرماتے ہیں:۔

لا یصلی قال علماؤنا اذا صلی علی	ہمارے علماء نے فرمایا جب میت پر صاحب
المیت من لہ ولایتہ ذلک لا	حق نماز پڑھ چکے پھر اور کو اُس پر نماز مشروع
تشرع الصلاۃ علیہ ثانیاً لغیرہ	نہیں۔

علامہ ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں :۔

لا یصلی علیہ لئلا یودی الی	اس پر نماز پڑھی نہ جائے کہ ایک میت پر دوبار
تکرار الصلاۃ علی میت واحد	نماز ہو کہ یہ نامشروع ہے۔
فانہ غیر مشروع۔	

درر شرح غرر و مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے :۔

الفرض یتادی بالاولی والتنفل	فرض تو پہلی نماز سے ادا ہو گیا اور یہ نماز
بھا غیر مشروع۔	نفلی طور پر مشروع نہیں۔

درمختار و فتح اللہ المعین میں ہے :۔

لیس لمن صلی علیھا ان یعید	جو پہلے پڑھ چکا وہ ولی کے ساتھ بھی اعادہ کا
مع الولی لان تکرارھا غیر	اختیار نہیں رکھتا کہ اس کا تکرار غیر
مشروع۔	مشروع ہے۔

مراقی الفلاح میں ہے۔

لا یعید من لہ حق التقدم من	جو اور کے ساتھ پڑھ چکا صاحب حق کے ساتھ
صلی مع غیرہ لان النفل بھا غیر مشروع	نہ پڑھے کہ اس نماز میں نفل مشروع نہیں۔

ایضاح و عالمگیریہ میں ہے :۔

لا یصلی علی میت الامرۃ واحدۃ	کسی میت پر ایک بار کے سوا نماز نہ پڑھی جائے

والنفل بصلاۃ الجنازۃ غیر مشروع — اور نماز جنازہ نفل ادا کرنا غیر مشروع ہے۔

فتاویٰ امام قاضی خاں ظہیریہ و شرح نقایہ برجندی و خلاصۃ ولوالجیہ و تجنیس و واقعات و بحر الرائق وغیرہا میں ہے:۔

ان کان یصلی سلطان او الامام الاعظم او القاضی او والی المصر او امام الحی لیس للولی ان یعید۔ — یعنی اگر بادشاہ اسلام یا امیر المومنین یا قاضی شرع یا اسلامی حاکم مصر یا امام الحی نماز پڑھ چکا تو اب ولی کو بھی اعادہ کا اختیار نہیں۔

شرح نقایہ علامہ قہستانی میں ہے:۔

لا یصلی علی میت الا مرۃ۔ — کسی مردے پر ایک بار سے زیادہ نماز نہ پڑھی جائے

سراج وہاج و بحر الرائق و رد المحتار و جامع الرموز و جوہرہ نیرہ و ہندیہ و مجمع الانہر وہندیہ و مجمع الانہر وغیرہا میں ہے۔

وللفظ للبحر عن السراج ان صلی الولی علیہ لم یجز ان یصلی احد بعدہ — اگر ولی نے اس پر نماز نہ پڑھ لی تو اس کے بعد اب کسی کو جائز نہیں کہ نماز جنازہ پڑھے

ان سب کتابوں میں بلفظ لم یجز و لایجوز تعبیر فرمایا۔ یعنی ناجائز ہے ایسا ہی عبارت ہدایہ سے گزرا اور یہی لایصلی ولا یعید اور لیس موکا مفاد اور یہی غیر مشروع سے مراد مگر اس میں صاف تصریح ہے جس سے تمام اوہام منصرف اور باقی عبارات کی بھی مراد مگر یوہیں قدوری[1] ہدایہ[2] منیہ[3] وقایہ[4] نقایہ[5] وافی[6] کنز[7] غرر[8] اصلاح[9] ملتقی[10] تنویر[11] نور الایضاح[12] ان بارہوں اور ان کی غیر سب میں تصریح ہے کہ نماز جنازہ جب ایکبار ہو چکی فوت ہو گئی۔ مختصر

یجوز التیمم للصحیح المقیم۔ — صحت مند مقیم کے لئے جائز ہے کہ جب جنازہ

اذا حضرت الجنازة والولی غیرہ
یخاف ان اشتغل بالوضوء ان
تفوت الصلاة ھذا تیمم الصحیح
فی المصر اذا حضرت الخ وقال
بالطہارات مکان بالوضوء وھو
اشمل منیہ الصحیح فی المصر
تیمم لصلاة الجنازة اذا خاف
الفوت الا الولی وقایہ ھو لمحدث
وجنب وحائض ونفساء لم یقدروا
علی الماء لخوف فوت صلاة الجنازة
لغیر الولی اصلاح مثلہ وقال
عجزا وعن الماء نقایہ ما یفوت
لا الی خلف کصلاة الجنازة
لغیر الولی صحیح لخوف فوت
جنازة تنویر جاز لفوت الخ وفی
مثل الکنز وزاد لم یکن ولیھا
غرر جاز لمحدث وجنب وحائض
عجز وعن الماء لخوف فوت صلاة
الجنازة لغیر الولی ملتقی یجوز

آجائے اور ولی اس کے علاوہ کوئی اور ہو، اور
یہ خطرہ ہو کہ وضو میں مشغول ہونگی صورت میں
نماز جنازہ فوت ہو جائیگی، یہ صحت مند
انسان کا تیمم ہے شہر میں جبکہ جنازہ آجائے
الخ اور بالوضو کے بجائے بالطہارۃ کہا
کیونکہ یہ زیادہ شامل ہے، منیہ، صحتمند
شہر میں نماز جنازہ کے لئے تیمم کرے گا
جب کہ نماز کے فوت ہونے کا اسے خطرہ
ہو، سوائے ولی کے، وقایہ، یہ (تیمم)
بے وضو ناپاک، حائض، نفاس والی
عورت کے لئے ہے، جو نماز جنازہ کے فوت
ہونے کے خطرہ کیوجہ سے پانی پر قادر نہ ہوں
ولی کے غیر کیلئے اس کے مثل کی اصلاح ہے۔
اور کہا کہ وہ پانی سے عاجز ہوں، نقایہ،
جو چیز فوت ہو اور اس کا خلیفہ نہ ہو جیسے
نماز جنازہ ولی کے غیر کے لئے، جنازہ کے فوت
ہونیکے خطرہ کی پیش نظر درست ہے، تنویر،
جائز بوجہ فوت کے الخ، وفی مثل الکنز
اور یہ زیادہ کیا کہ اس کا ولی نہ ہو، غرر، جائز

Marfat.com

فی المصر لخوف فوت صلاة الجنازة — ہے بے وضو ناپاک، اور حائض کیلئے جو نماز

نور الایضاح العذر المسبیح — جنازہ فوت ہونے کے خطرہ کی وجہ سے پانی

للتیمم بخوف فوت صلاۃ الجنازۃ — کے استعمال سے عاجز ہوں، یہ ولی کے غیر

کے لئے ہے، ملتقی، جائز ہے (تیمم) نماز جنازہ

کے فوت کے خطرہ کے پیش نظر شہر میں۔

ہدایہ و مجمع الانہر میں ہے لانہا لا تقضے بتحقق العجز کافی امام نسفی میں ہے صلوٰۃ الجنازۃ والعید تفوتان لا الی بدل لانہا لا تقضیان فتحقق العجز۔ مراقی الفلاح و برجندی میں ہے لانہا تفوت بلاخلف فتاوی خیریہ میں ہے لایجوز التیمم مع وجود الماء الا فی موضع یخشی الفوات الی خلف کصلوٰۃ الجنازۃ عند التحقیق۔ ان سب عبارات کا بھی وہی اصل ہے کہ نماز جنازہ دوبارہ پڑھنی صرف مکروہ ہی نہیں ہے بلکہ محض ناجائز ہے۔ برہان شرح مواہب الرحمٰن پھر شرح نظم الکنز للعلامۃ المقدسی پھر حاشیہ علامہ نوح آفندی پھر ردالمحتار افندی شافعی تحریر ہے مجہا دالکراھتہ لا یقتضی العجز المقتضی لجواز التیمم لانہا لیست اقوی من فوات لجمعۃ والوقتیہ مع عدم جوازہ لہما۔ یہ چالیس کتابوں کی عبارتیں ہیں اور خود کثرت نقول کی کیا حاجت کہ مسئلہ واضح وظاہرہ تمام کتب مذہب متون و شرح و فتاوی میں دائر و سائر صورت مستفسرہ میں کہ خود ولی پڑھ چکا تھا دوبارہ اعادہ نماز ہمارے سب ائمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اتفاق سے ناجائز وگناہ واقع ہوا ایسی ناواقفی مانع گناہ نہیں کہ مسائل سے ناواقف رہنا خود گناہ ہے اس لئے

حدیث میں آیا ہے :-

ذنب العالم ذنب واحد وذنب الجاھل ذنبان قیل ولم یارسول اللہ تعالی رکوبہ الذنب وترک التعلم، علی رکوبہ الذنب والجاھل یعذب علی رکوبہ الذنب وترک التعلم

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عالم کا گناہ ایک گناہ اور جاہل کا گناہ دو گناہ کسی نے عرض کی یارسول اللہ یہ کس لئے فرمایا - عالم پر وبال اسی کا ہے کہ گناہ کیوں کیا اور جاہل پر ایک عذاب گناہ کا اور دوسرا نہ سیکھنے کا۔

(رواہ فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

عالم جس نے تاکید واصرار کرکے ان لوگوں سے نماز جنازہ کی تکرار کرائی اگر مدعی حنفیت ہے تو خود اپنے ہی مذہب کے حاکم سے گناہگار ہے اور فرقہ غیر مقلدین سے ہے تو گنہگاری درکنار بدمذہب وگمراہ ہے اور ان دونوں صورتوں میں اُس عالم پر اتنے گناہ لازم ہوئے جس قدر شمار حضار جماعت ثانیہ کا تھا۔ اور اُس پر ایک زائد مثلاً دوسری دفعہ اس کے اصرار سے سو آدمیوں نے نماز پڑھی تو اُن میں ہر ایک پر دو گناہ ایک گناہ فعل دوسرا گناہ جہل اور اس عالم پر ایک سو ایک گناہ ایک اپنا اور سو اُن کے فعل کے آخر یہی اُنہیں داعی بگناہ ہوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

من دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل اثام من تبعہ لا ینقص ذلک من آثامھم شیئا

جو کسی ضلالت کی طرف بلائے سب ماننے والوں کے برابر گناہ ہونے کے سبب وہ گناہوں میں کچھ کمی نہ آئی۔

یعنی یہ نہ ہوگا کہ اس کی ترغیب باعث گناہ ہونے کے سبب وہ گناہ سے بچ رہیں یا

Marfat.com

اس پر صرف اپنے ہی فعل کا گناہ ہو بلکہ وہ سب اپنے اپنے گناہ میں گرفتار اور اُن سب کے برابر اس ترغیب دہندہ پر بار، والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔

(رواہ الائمۃ احمد ومسلم والاربعۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اور اگر بالفرض شافعی المذہب بھی ہوتا تو سخت جاہل ہوتا کہ دوسرے مذہب والوں کو ایسے امر پر مصر ہوا جو ان کے مذہب میں گناہ تھا اور اس کے اپنے مذہب میں بھی مکروہ امام یوسف آردبیلی شافعی کتاب الانوار لاعمال الابرار میں فرماتے ہیں :۔

لا یستحب لمن صلے جماعۃ او	یعنی جس نے نماز جنازہ جماعت سے یا
مفرداً اعادتھا جماعۃ وانفراداً	تنہا پڑھ لی اسکے لئے دوبارہ جماعت سے یا
بل مکروہ۔	تنہا پڑھنی پسندیدہ نہیں بلکہ مکروہ ہے۔

اور اگر کراہیت نہ بھی لیجئے تو اس قدر تو ضروری کہ باجماع تمام امتِ مرحومہ کسی کے نزدیک ضروری نہ تھا پھر آپ نے کس آیت حدیث کس امام کے قول سے اختیار کیا تھا کہ مذہب والوں سے باصرار ایسے امر کا ارتکاب کرائے جو اُن کے مذہب میں ناجائز اور اپنے نزدیک محض بے حاجت شافعیہ وغیرہم بعض علماء اگرچہ اس کیلئے جس نے ہنوز نماز جنازہ پڑھی نماز اول ہو جانے کے بعد بھی اجازتِ نماز دیتے ہیں مگر اس مدعی علم کا پڑھ چکنے والوں پر یہ اصرار خصوصاً ایسی حالت میں کہ خود ولی اقرب بھی انھیں میں ہے اور اسکا وہ علی رؤس الاشہاد زعم واظہار کہ تین روز تک جتنی بار چاہے نماز جنازہ پڑھے جیسا کہ فاضل سائل نے اپنے خط میں ذکر فرمایا یہ حنفی شافعی مالکی حنبلی اصلاً کسی مذہب کے مطابق نہیں نہ شرح مطہر سے اس پر

Marfat.com

کوئی دلیل ہے اگر سچا ہے تو اُس اصرار اور اُس اظہار کی دلیل پیش کرے ورنہ اپنے جہل و
سفاہت اور امر شرع میں بیباکی و جرأت کا مُقر ہو قل ھاتوا برھانکم ان کنتم
صادقین۔ حضرات غیر مقلدین بلکہ تمام طوائف مطلبین کی عادت ہے کہ جب کچھ اپنے
مفید مطلب نہیں پاتے تو الغریق یتشبث بالحشیش ڈوبتا ہوا تنکا پکڑتا ہے۔ بےعلاقہ
باتیں جنہیں اُنکے دعوے سے اصلاً مس نہیں بلکہ جوش غضب میں مدہوش ہوکر اپنے
مخالف دلیلوں سے استناد کر بیٹھے ہیں جیسے ان کے شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب
دہلوی سے اُنکے دعوے سے بڑی تالیف معیار وغیرہ میں بکثرت و بیشمار واقع ہوا،
نمونہ درکار ہو تو فقیر کا رسالہ ملاحظہ ہو حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین
جس کا لقب تاریخی طرفا الی حجۃ الحین[1] علی نذیر حسین رکھا دو برس ہوئے
بعض غیر مقلدین نے سفر میں ظہر و عصر مغرب و عشار ملا کر پڑھنے پر زور دیا اور اس
مسئلہ کی تقریر جو دہلوی صاحب نے معیار میں بہت چمک کر کے اس پر ناز تھا فقیر غفراللہ
اللہ تعالیٰ سے سوال ہوا اُس کے جواب میں یہ عجالہ لکھا گیا جس میں بحمد اللہ تعالیٰ مذہب
حنفیہ کا احقاق و اثبات اور خلاف و مخالف کا ابطال و اسکات بعون باری روشن وجہ
پر واقع ہوا کہ اس رسالہ کے سوا کہیں نہ ملیگا۔ اُسکے دیکھنے سے ان محدث صاحب کی
حدیث دانی کے جلوے کھلتے ہیں ایک ہی مسئلہ کی بحث سے روشن ہوتا ہے کہ حضرت کو
نہ احادیث پر نظر نہ اسانید سے خبر نہ علم رجال نہ طریق استدلال۔ مفید و عبث میں تمیز درکنار
نافع و مضر میں فرق دشوار مگر آئمہ اُمت و کبراء ملت پر مُنہ آنے کو تیار کذالک یطبع اللہ

[1] حَین بالفتح بمعنی مرگ ۱۲

Marfat.com

علے شکل قلب متکبر جبار بھلا اس مسئلہ میں شیخ صاحب کے لئے سلف موجود تھا
کتب شافعیہ وغیرہم کی گداگری سے اجتہاد کا بھرت پورا کرلیا۔ مسئلہ میں یہ مدعی
صاحب ایجاد بندہ بنانے کو کسی کا تیار مال نہ پائیں گے ظاہر ہے جو کچھ جوہر علم وعقل
دکھائیں گے فضول وبے معنی مہملات کے رد میں خواہی نخواہی تضیع اوقات ہوتی ہے
لہذا قصر مسافت دفع کثافت کیلئے پہلے ہی چند ہدایتیں مناسب کہ اگر بعد تنبیہ بھی
اُن سے عدول ہو تو ہمارا بھی کلام اُسکا پیشگی جواب مقبول ہو ان مجتہد صاحب کے
دعوے یہ ہیں کہ نماز جنازہ اگرچہ وجہ کامل ہو چکی اگرچہ ولی احق ادا کرچکا ہو مگر پھر
اُسے اور سب پڑھ چکنے والوں کو چاہئے کہ دوبارہ پڑھیں (امرارنہ ہوگا مگر کسی
امر ضروری یا لااقل مستحب پر معہذا جو نماز شرعاً ماذون فیہا ہوگی کم از کم مستحبہ ہوگی کہ نماز
مباح محض جس کے کرنے نکرنے میں کسی فضل وثواب کی اصلاً امید نہ ہو شرعاً زنہار معہود
نہیں (اور یہ تکرار تین روز تک متواتر جائز (اور تین روز پر شرعاً محدود پچھلے دعووں کے
ثبوت میں جو کچھ درکار وہ خود آشکار۔ دلیل معتمد شرعی چاہیے جو تین روز کی اجازت
دے اور اسی قدر پر تجدید کرے بیچارے بے علم مسلمانوں کے سامنے جو منہ پر آئے
کہدینا آسان ہے ثبوت دیتے حال کھلتا ہے۔ رہا پہلا دعوےٰ اس کے لئے کوئی حدیث
دکھائیں کہ حضور پر نور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہو نماز جنازہ
کئی کئی بار پڑھا کرو۔ یا اتنی ہی ارشاد فرمایا ہو کہ جب نماز جنازہ پڑھ لو پھر اعادہ کرو
یا اسی قدر سہی کہ پڑھنے والو جو ولی احق کے ساتھ یا اُس کے اذن سے ادا کر چکے ہو
پھر اعادہ کرو تو بہتر ہے یا اسیقدر کہ تمہارے لئے حرج نہیں یا نہ سہی اتنا ہی آتا ہو کہ
حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ بار بار یا دو ہی بار پڑھا کرتے یا اُن سے

Marfat.com

بھی دو گزرے یا اسی قدر ثابت ہو کہ ولی اتنی پڑھ چکا تھا بعدہٗ پھر اسی نے یا دیگر پڑھ چکنے والوں یا صرف اسی نے یا صرف اور بعض مصلیوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوبارہ پڑھی اور حضور نے منع نہ فرمایا، یا حضورؐ کو خبر پہونچی اور حضورؐ نے جائز رکھا۔ یہ سات صورتیں ثبوت کی ہیں جن میں چار پہلے ثبوت قولی اور پانچویں فعلی اور باقی دو تقریری ان میں جس ہلکی سے ہلکی آسان سے آسان صورت پر قدرت پاؤ پیش کرو اور جب جان لو کہ سب راہیں بند ہیں تو پھر شرع مطہر پر افترا یا اقل درجہ احکام اللہ میں بے باکی و اجترا کا اقرار کرنے سے چارہ نہیں۔ مسلمان ان مجتہد صاحب سے بغیر ثبوت لئے نہ مانیں اگر ساتوں وجہ سے عاجز پائیں تو اتنا دریافت کریں کہ حدیث سنن دارمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اجرؤکم علی الفتیا اجرؤکم علی النار جو تم میں فتوی دینے پر زیادہ جری ہے آتش دوزخ پر زیادہ جرأت رکھتا ہے۔ اس میں آپ حضرات تو داخل نہیں اگر بحکم آنکہ ع

وقت ضرورت چو نماند گریز

مجبورانہ کسی واقعہ حال کا دامن پکڑے تو اتنا یاد رہے کہ واقعہ عین لاعموم لہا وقائع خاصہ احکام عامہ نہیں ہوتے وہ ہرگونہ احتمال کے محل ہوتے ہیں اولاً آپکو ثابت کرنا ہوگا کہ پہلے اس جنازہ پر صلاۃ ہو چکی تھی مجرد استبعاد کہ بھلا صحابہ اسوقت نہ پڑھتے اقول وباللہ التوفیق یہ کافی نہوگا۔ نماز جنازہ علیشہ سے فرض نہ تھی حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے جنازہ مقدسہ پر اس لئے نماز نہ ہوئی کہ اس وقت تک اسکی فرضیت ہی نہ تھی۔ تو ایک تو بسند صحیح یہ ثابت کیجئے یہ کب کس سال کس ماہ میں اُس کی فرضیت اتری مجرد حکایات بے سند مسموع نہ ہونگی کہ آپ مجتہد ہو کر

Marfat.com

قیل وقال کی تقلید نہیں کر سکتے پھر بدلیل صریح یہ مبرہن کیجئے کہ یہ واقعہ عین بعد فرضیت ہی تھا مجرد وقوع صلاۃ مقید فرضیت نہ ہوگا۔ شرع میں اس کے نظائر موجود کہ بعض افعال بلکہ خاص نماز کا قبل فرضیت وقوع ہوا بعد کو فرضیت اُتری جیسے حضرت اسعد بن زرارہ وغیرہ انصار کرام اہلِ مدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قبل فرضیت جمعہ جمعہ پڑھنا کما رواہ عبد الرزاق ومن طریقہ عبد بن حمید فی تفسیرہ بسند صحیح وقد بیناہ فی رسالتنا لوامع البہا فی المصر للجمعۃ والاربع عقیبہا حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے جماعت تراویح اسی خیال سے ترک فرما دی کہ مداومت کیئے سے فرض نہ ہوجائے کما رواہ الستہ عن زید بن ثابت والشیخان عن ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا اگر کبھی نماز میں نفس وقوع ہی فرضیت بنادیگا کہ یہ نماز شرع میں فرض ہی ہوکر معہود ہوئی ہے نفلی طور پر اصلا مشروع نہیں **اقول** اب راہ پر آگئے اسی لئے تو ائمہ کرام اُسکی تکرار کو نامشروع فرماتے ہیں کہ شرعِ مطہر میں یہ نماز بروجہ تنفل ہیں اور اسکی فرضیت بالاجماع بسبیل الکفایہ ہے اور فرضِ کفایہ جب بعض نے ادا کرلیا ادا ہوگیا اب جو پڑھیگا نفل ہی ہوگا اور اس میں تنفل مشروع ہیں ثانیاً ثبوت دیجئے کہ اُس واقعہ میں صلاۃ بمعنی ارکان مخصوصہ تھی صلاۃ علی فلان بمعنی دعا نصوص شرعیہ میں شائع و ذائع ہے قال تعالیٰ

خذ من اموالھم صدقۃ ۔۔۔ اے نبی مسلمانوں کے مال سے زکوٰۃ تحصیل فرما

تطھرھم و تزکیھم بھا وصل علیھم ۔۔۔ کہ اُسکے سبب اے نبی تو ان کو پاک اور ستھرا کرے

ان صلوتک سکن لھم ۔۔۔ اور اُنپر صلوٰۃ کر بیشک تیری صلوٰۃ اُن کیلئے چین ہے

Marfat.com

اسی آیت کے حکم سے جب لوگ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس زکوٰۃ حاضر کرتے حضور انکے حق میں دعا فرماتے اللھم صلی علی فلان کما رواہ احمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ وغیرھم عن عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما۔ اسی طرح کریمہ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ؁

اللھم صل وسلم وبارك علیہ وعلی الہ وصحبہ وکل منھم الیہ۔ کریمہ ھو الذی یصلی علیکم وملائکتہ کریمہ ومن الاعراب من یومن باللہ والیوم الاخرہ ویتخذ ما ینفق قربات عند اللہ وصلوات الرسول یقیناً اللہ اور اس کے رسول صلوٰۃ بھیجتے ہیں نبی پر اے ایمان والو تم بھی صلوٰۃ بھیجو ان پر اور سلام بھیجو سلام بھیجنا۔ اے اللہ! درود وسلام اور برکتیں نازل فرما انپر اور ان کی آل واصحاب پر اور ان کے ہر متبع پر۔ آیت کریمہ وہی صلوٰۃ بھیجتا ہے تم پر اور اسکے فرشتے آیت کریمہ اور دیہاتیوں میں سے بعض وہ ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر اور جو خرچ کرتے ہیں اس کو اللہ کے نزدیک عبادتیں بناتے ہیں اور رسول کی صلوٰۃ وغیرہ میں صلوٰۃ بمعنی دعا ہے علمار نے حدیث مؤطا امام مالک وسنن نسائی عن ام المومنین الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

انی بعثت الی اھل البقیع لاصلے علیھم	میں اہل بقیع کی طرف بھیجا گیا کہ اُن پر صلاۃ کروں

صلاۃ کو بمعنی استغفار و دعا لیا۔

اقول بلکہ سنن نسائی کی دوسری روایت میں ہے

ان جبرئیل اتانی (فذکر الحدیث قال) فامرنی ان آتی البقیع فاستغفر لھم قلت لہ کیف اقول یارسول اللہ قال قولی السلام علی اھل الدار من المؤمنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین منا والمستاخرین وان شاء اللہ بکم لاحقون۔

یعنی حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل میرے پاس آئے مجھے حکم پہنچایا کہ بقیع جاکر اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت کروں۔ ام المومنین فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ کس طرح کہوں حضور صلے اللہ علیہ وسلم دعا زیارت قبور تعلیم فرمائی۔

یہ لو! حدیث خود بخاری و مسلم و ابی داؤد و نسائی عن عقبہ بن عامر ان النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خرج یوماً فصلی علی اھل احد صلٰوۃ علی المیت میں یہی علماء نے صلاۃ بمعنی دعا لی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے

زاد (ای البخاری) فی غزوۃ احد من طریق حیوۃ بن شریح عن یزید احد ثمان سنین والمراد انہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعالہم بدعاء صلاۃ المیت ولیس المراد صلاۃ المیت المعھودۃ کقولہ تعالیٰ وصل علیھم والاجماع یدل لہ لانہ لا یصلی

بخاری غزوہ احد میں طریق حیواۃ میں شریح عن یزید (جو آٹھ سالہ بچوں میں سے ایک کھتے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کی سی دعا ان کے لئے کی اور نماز جنازہ مراد نہیں ہے، جیسے وصل علیھم ہے، اور اجماع اس کی دلیل ہے کیونکہ ہمارے نزدیک اس پر نماز نہ پڑھی جائے گی، ابوحنیفہؒ مخالف ہیں

Marfat.com

علیہ عندنا۔ عند ابی حنیفۃ الخ لا یصلی علی القبر بعد ثلثۃ ایام | کہ قبر پر تین دن بعد نماز پڑھی جائے۔

امام نووی شرح مہذب پھر امام سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد میں فرماتے ہیں :۔

قال اصحابنا وغیرھم ان المراد من صلاۃ منہا الدعاء وقولہ صلاۃ علی المیت اے دعا لھم کدعاء صلاتہ المیت ولیس المراد صلاۃ الجنازۃ المعروفۃ بالاجماع الا مختصرا | ہمارے اصحاب وغیرہم نے فرمایا کہ صلاۃ سے مراد دعا ہے اور ان کے قول صلاۃ علی المیت سے مراد یہ کہ انھوں نے دعا کی جیسی کہ نماز جنازہ میں کیجاتی ہے، اور بالاجماع نماز جنازہ معروفہ مراد نہیں ہے۔

اسی طرح وصال اقدس کے بعد حضور پر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو صلاۃ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ادا کی ایک گروہ علماء اُسے بھی بمعنی محض درود و دعا لیتا ہے اور حدیث امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے

اخرج ابن سعد عن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عمر ابن علی بن ابی طالب عن ابیہ عن جدہ عن علی رضی اللہ عنہ قال لما وضع رسول اللہ صلی | یعنی جب حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کو غسل دیکر سریر منیر پر لٹایا حضرت مولیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کوئی امام بن نہ کھڑا ہو کہ وہ تمہارے امام ہیں اور اپنی زندگی

Marfat.com

الله عليه وسلم السرير قال لا
يقوم عليه احد هو امامكم
حيا وميتا فكان يدخل الناس
رسلا رسلا فيصلون عليه صفا
صفا ليس لهم امام ويكبرون
وعلى قائم بحيال رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول السلام
عليكم ايها النبي ورحمة الله
وبركاته اللهم انا نشهد ان
قد بلغ ما انزل اليه ونصح
لامته وجاهد في سبيل الله
حتى اعز الله دينه وتمت
كلمته اللهم فاجعلنا ممن
تبع ما انزل اليه وثبتنا بعده
واجمع بيننا وبينه فيقول الناس
امين وعلى يصلى عليه حتى صلى
عليه الرجال ثم النساء ثم الصبيان

دنیاوی اور بعد وصال بھی پس لوگ گروہ
گروہ آتے اور پرے کے پرے حضور پر صلاۃ
کرتے کوئی اُن کا امام نہ تھا علی کرم اللہ
وجہہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
سامنے عرض کرتے تھے سلام حضور پر اے
نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں
الٰہی ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور نے پہنچا دیا
جو کچھ اونکی طرف اتارا گیا اور ہر بات میں اپنی
امت کی بھلائی چاہی اور راہِ خدا میں جہاد
فرمایا تھا یہانتک کہ اللہ عزوجل نے اپنے
دین کو غالب کیا اور اللہ کا قول پورا ہوا
الٰہی تو ہمکو ان پر اتاری ہوئی کتاب کے پیروؤں
نے کر اور انکے بعد بھی اُن کے دین پر قائم
رکھ اور روز قیامت ہمیں اُن سے ملا۔
مولیٰ علی یہ دعا کرتے اور حاضرین آمین
کہتے یہانتک کہ اُن پر مردوں پھر عورتوں
پھر لڑکوں نے صلاۃ کی صلے اللہ علیہ وسلم

اور یہی ظاہر اس حدیث کا ہے جو ابن سعد و بیہقی نے محمد ابراہیم ہاشمی بدلی سے
روایت کی کہ

لما كفن رسول الله صلے الله
عليه وسلم ووضع سريرہ دخل
ابوبكر وعمر فقالا السّلام
عليك ايها النبي ورحمة وبركاته
ومعهما نفر من المهاجرين
والانصار قدر ما يسع البيت
فسلموا كما سلم ابوبكر وعمر و
هما في الصف الاول اللهم
انا نشهد ان قد بلغ ما انزل
اليه ونصح لامته وجاهد في
في سبيل الله حتى اعز الله
دينه وتمت كلمته فاومن
به وحده لا شريك له فاجعلنا
يا ايها الرحمن نتبع القول الذي
انزل واجمع بيننا وبينه حتى
نعرفه نها فانه كان بالمؤمنين
رؤفا رحيما لا نبغي بالايمان
بدلا ولا نشتري به ثمنا ابدا
فيقول الناس آمين آمين

یعنی جب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم
کو کفن دیکر سریر مبارک پر رکھا صدیق
وفاروق رضی اللہ عنہما نے حاضر ہو کر عرض
کی سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی مہر
اور اس کی افزونیاں اور دونوں حضرات
کے ساتھ ایک گروہ مہاجرین اور انصار کا
تھا جس قدر اس حجرۂ پاک میں سما جاتا اُن
سب نے بھی یونہیں سلام عرض کیا اور
صدیق وفاروق پہلی صف میں رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے یہ دعا
کرتے کہ الٰہی میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ
تو نے اپنے نبی پر اتارا حضور نے امت کو
پہنچایا اور اسکی خیر خواہی میں رہے،
اور راہِ خدا میں جہاد فرمایا یہانتک کہ اللہ
تعالیٰ نے اپنے دین کو غلبہ دیا اور اللہ کی باتیں
پوری ہوئیں میں ایک اللہ پر ایمان لاتا ہوں
اُسکا کوئی شریک نہیں تو اے معبود ہمارے ہمیں
اُنکی کتاب کے پیروؤں میں کر جو اُنکے اوپر اُتری
اور ہمیں اُن سے ملا کہ ہم انھیں پہچانیں اور تو

Marfat.com

ثم یخرجون ویدخل علیہ آخرون حتی صلوا علیہ الرجال ثم النساء ثم الصبیان۔

ہماری پہچان اکفین کرادے کہ وہ مسلمانوں پر مہربان رحم دل تھے ہم نہ ایمان کسی چیز سے بدلنا چاہیں نہ اسکے عوض کچھ قیمت لینا لوگ اس دعا پر آمین آمین کہتے پھر باہر جاتے اور آتے یہاں تک کہ مردوں پھر عورتوں پھر بچوں نے حضور پر صلوٰۃ کی۔

بزار و حاکم و ابن سعد و ابن منیع و بیہقی اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اذا غسلتمونی کفنتمونی فضعونی علی سریری ثم اخرجوا عنی فان اول من یصلی علی جبرئیل ثم میکائیل ثم اسرافیل ثم ملک الموت مع جنودہ من الملائکۃ باجمعھم ثم ادخلوا علی فوجا بعد فوج فصلوا علی وسلموا تسلیما۔

جب میرے غسل و کفن سے فارغ ہو مجھے نعش مبارک پر رکھ کر باہر چلے جاؤ سب میں پہلے مجھ پر جبرئیل صلوٰۃ کریں گے پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت اپنے سارے لشکروں کے ساتھ پھر گروہ گروہ میرے پاس حاضر ہو کر مجھ پر درود سلام عرض کرتے جاؤ۔

امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں:-

قال البیہقی تفرد بہ سلام

بیہقی نے کہا اس کے ساتھ سلام طویل

Marfat.com

الطويل عبد الملك بن عبد الرحمٰن	عبد الملک بن عبد الرحمٰن متفرد ہوئے اور
وتعقبه ابن حجر فی المطالب	ابن حجر نے مطالب عالیہ میں تعاقب کیا.
العالیة بان ابن منیع اخرجه	کہ ابن منیع نے اس کو بطریق سلمہ بن
من طریق سلمة بن صالح بن	صالح بن عبد الملک نے روایت کیا تو
عبد الملک به فهذه متابعة	یہ سلام طویل کی متابعت ہے اور اسے
لسلام الطویل واخرجه البزاز	بزار نے دوسرے طریق سے ابن مسعود
من وجه اخر عن ابن مسعود	رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
رضی الله عنه۔	کیا۔م۔

اس حدیث سے بھی ظاہر کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے جنازہ اقدس کی نسبت اسی قدر تعلیم فرمائی کہ گروہ گروہ حاضر ہوکر درود وسلام پڑھتے جانا شرح مؤطائے امام مالک العلامہ الزرقانی میں بعد ذکر حدیث مذکور امیر المومنین علی ہے:۔

ظاهر هذا ان المراد بالصلاة	اس سے ظاہر ہے کہ حضور پر صلوٰۃ سے مراد
علیه صلے الله علیه وسلم	وہی جو علماء کی ایک جماعت نے فرمایا کہ
ما ذهب الیه جماعة ان من	آپ پر نماز جنازہ قطعاً نہیں پڑھی گئی بس
خصائصه انه لم یصل علیه صلا	لوگ آتے اور دعا اور تصدیق کرتے تھے،
وانما کان الناس یدخلون فید	باجی نے کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ ہر شہید
عون ویصدقون قال الباجی	سے افضل ہیں اور شہید نماز جنازہ سے
ولهذا وجهه وهو انه افضل	مستغنی ہے، بنی غسل کے معاملہ میں شہید

Marfat.com

من کل شهید والشهید الغنیہ
فضله عن الصلاة وانما فارق
الشهید فی الغسل لانہ حذر
من غسله ازالة الدم عنه
وهو مطلوب بقاؤہ بطیبہ ولانه
عنوان الشهادۃ فی الاٰخرۃ
ولیس علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم
ما یکرہ ازالته عنه فافترقا
انتهی ۔ اے ما افاد الامام ابوالولید
ثم نقل عنه جوابان المقصود من
الصلوٰۃ علیہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم
عود التشریف علی المسلمین مع ان
الکامل یقبل زیادۃ التکمیل ثم
اثر عن القاضی عیاض تصحیح
ان صلاۃ کانت ھی المعروفۃ لا
مجرد الدعاء اقول اما الجواب
فلا یمس ما ینحوالیہ ابوالولید فانہ
لا یدعی احالته الصلاۃ المعروفۃ
علیہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے اس لئے جدا ہے کہ شہید کا خون زائل
ہو جانے کے خطرہ سے اسے غسل دیا نہیں
جاتا ہے کیونکہ یہ اُس خون سمیت اللہ کے
حضور لیجایا جائے گا اور یہ اس کی شہادت
کی نشانی ہے، اور حضورؐ کے جسم اقدس
پر کوئی ایسی چیز نہیں جس کا ازالہ مکروہ ہو
لہٰذا دونوں میں فرق ہوا۔ یہانتک
ابوالولید کا قول ختم ہوا، پھر اُن سے دو
جواب نقل کئے کہ حضورؐ پر صلوٰۃ کا مقصد
مسلمانوں کو شرافت اور عزت کا عطا کرنا
ہے، پھر کامل زیادتی کمال حاصل کرلیتا ہے
پھر قاضی عیاض سے بافادۂ تصحیح منقول ہے
کہ نماز معروف تھی محض دعا رنہ تھی،
میں کہتا ہوں، اس جواب کو ابوالولید
کے اشارہ سے کچھ تعلق نہیں، کیونکہ
وہ دعویٰ نہیں کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ
علیہ وسلم پر معروف نماز محال ہے اور
اس کی کوئی وجہ نہیں، اُس کا
جواز ثابت کیا جائے اور اس کی توجیہ ذکر

Marfat.com

وانها لا وجه لها حتی یثبت جوازها
ویذکر توجیها وانما یقول ان لترکها
وجها ان قم وهو کذالک ولا ینافیه
ان یفعلها ایضا او وجوها ان حصل
علما ان ماذکر المجیب متمش فی الشهید
القیاء الکلام علی مذهب من یقول
لا یصلی علیه اما قبول الزیادة فبدیهی
واما انتفاع المسلمین فکذالک
وقد روی الامام الترمذی محمد
بن علی عن انس رضی الله عنه قال
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اوّل تحفة المومنین ان یغفر لمن
صلی علیه ورواه عبد بن حمید
عن ابن عباس رضی الله عنهما
عن النبی صلی الله علیه وسلم بلفظ
اوّل ما یتحف به المومن اذا دخل قبره
ان یغفر لمن صلی علیه ورواه عبد
بن حمید والبزار والبیهقی فی شعب
الایمان عنه رضی الله عنه عن النبی

کیجائے وہ تو یہ کہتے ہیں کہ نماز کے ترک
کی دو وجہیں ہیں، اسکو دفع کیا گیا ہے اور
وہ ایسا ہی ہے۔ اور اس کے منافی نہیں
کہ وہ اُسے کرے۔ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں
کہ اس پر نماز نہ پڑھی جائے گی ان
کے مذہب پر کلام یہ کہ زیادتی کا قبول کرنا
تو بدیہی ہے اور مسلمانوں کا نفع بھی
بدیہی ہے، امام ترمذی محمد بن علی نے انس
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومنین
کا سب سے پہلا تحفہ یہ ہے کہ جس پر نماز
پڑھی جائے گی اس کی مغفرت کر دیجائیگی،
اسے دارقطنی نے افراد میں ابن عباس رضہ سے
روایت کیا، مرفوعاً، لفظ یہ ہیں، جب
مومن قبر میں داخل ہوگا کہ جس نے اس پر نماز
پڑھی ہے اس کی مغفرت قبر میں داخل ہوگا
کہ عبد بن حمید، اور بزاز اور بیہقی نے
شعب الایمان میں اس نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، لفظ یہ ہیں۔

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ ان اوّل
ما یجازی بہ المومنین بعد موتہ
ان یغفر لجمیع من تبع جنازتہ و
رواہ ابن ابی الدنیا فی ذکر الموت
والخطیب عن جابر بن عبد اللہ
رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بلفظ ان اول تحفۃ المومن
ان یغفر لمن خرج فی جنازتہ وروی
الدیلمی فی مسند الفردوس عنہ عن
النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذا مات
الرجل من اھل الجنۃ یستحی اللہ
عزوجل ان یعذب من حملہ ومن
تبعہ ومن صلے علیہ وروی ابوبکر
بن ابی شیبۃ وابو شیخ ابن حبان فی
کتاب الثواب عن سلمان فارسی رضی
اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم
ان اوّل ما یبشر بہ المومنین ان
یقال البشر ولی اللہ برضاہ والجنۃ
قدمت خیر مقدم قد غفر اللہ

کہ مومن کو مرنے کے بعد سب سے پہلے جو
بدلہ دیا جائے گا وہ یہ ہے کہ جتنے لوگ اُسکے
جنازے کے پیچھے چلے ہوں گے سب کی مغفرت
کردیجائے گی اسے ابن ابی الدنیا نے موت
کے ذکر میں بیان کیا اور خطیب نے جابر بن
عبداللہ کی روایت سے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے اس لفظ سے روایت کی کہ
مومن کا سب سے پہلا تحفہ یہ ہے کہ جو
اس کے جنازہ میں نکلے گا اس کی
مغفرت کردی جائے گی۔ اور اس کو
روایت کیا دیلمی نے مسند فردوس میں
اسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ
جب کوئی جنتی انتقال کرتا ہے تو اللہ حیا
فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو عذاب دے جنہوں
نے اس کو اٹھایا، پیچھے چلے، اور جنھوں نے
اس پر نماز پڑھی، ابوبکر بن ابی شیبہ اور
ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں
سلمان فارسی سے روایت کی (مرفوعاً) کہ مومنین
کو سب سے پہلی بشارت یہ دی جائے گی کہ اے

لمن شيعك واستجاب لمن استغفر
لك وقبل من شهد لك واما تصحيح
عياض فاقول لا تمسك فيه
المخالف المدعى للاجتهاد وكيف
يجوز له ان يقلد عياضا وهو لا
يقلده عياض اعنى الامام مالك
ولا من هو اكبر منه اعنى الامام
الاعظم رضى الله عنهما ثم يحسبنا
فى قبول التصحيح ان نقول نعم
صلى عليه تعالى عليه وسلم صلاة
الجنازة مرة وذلك حين تمت
البيعة على يد الصديق رضى الله
عنه وصحت ولايته اما قبل ذلك
فما كان الناس الا يدعون يصدقون
ثم اذا صلى الصديق لم يصل عليه
احد بعد كما ستذكر الجزم به
عن الامام شمس الائمة السرخسى
رحمة الله تعالى۔

خدا کے ولی تجھے خدا کی خوشنودی کی بشارت
ہو اور جنت کی "خوش آمدید" جنھوں نے
تیری مشایعت کی، اللہ نے ان کی مغفرت
کی اور جنھوں نے تیرے لئے دعائے مغفرت
کی اللہ نے ان کی سُنی، اور جنھوں نے تیرے
لئے گواہی دی ان کی گواہی قبول کی ،
قاضی عیاض کی تصحیح کے بارے میں میں کہتا
ہوں کہ مدعی اجتہاد کیلئے اس میں کوئی دلیل
نہیں ہے، پھر انکے لئے عیاض کی تقلید کیونکر جائز
ہے اور انکی تقلید عیاض نہیں کرتے یعنی امام مالک
کی اور نہ انکی جو انسے بڑے ہیں یعنی امام اعظم رض
پھر ہمیں تصحیح کے قبول کرنے کیلئے صرف اتنا ہی کافی
ہے کہ ہم یہ مان لیں کہ آپ پر ایکمرتبہ نماز جنازہ
پڑھی گئی تھی، اور اسوقت ہو جبکہ ابوبکر رض کے
ہاتھ پر بیعت ہو چکی تھی اور انکی ولایت صحیح
ہو گئی تھی۔ اور اس سے قبل لوگ صرف دعا
کرتے اور تصدیق کرتے تھے پھر جب ابوبکر رض نے نماز پڑھ
لی تو آپکے بعد کسی نے نہ پڑھی جیسے کہ شمس الائمہ
سرخسی کا جزم ہم عنقریب نقل کریں گے۔

ثانیاً یہ ثبوت دینا ہوگا کہ پہلی نماز ولی احق نے خود پڑھی تھی پھر اعادہ کی قطع نظر اس سے کہ جب نماز اول نہ ولی احق نے آپ پڑھی نہ اس کے اذن سے ہوئی تو اسے ہمارے نزدیک بھی اعادہ اختیار ہے ان مجتہد صاحب کا وہ حلم واصرار صحیح ٹھہ خاص اسی صورت کے ثبوت پر موقوف کہ یہاں واقعہ یہی تھا اقول وباللہ التوفیق زمانۂ اقدس حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں تمام مسلمین کے ولی احق واقدم حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ النبی اولی بالمومنین من انفسھم نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) مومنین کے ان کی جانوں سے زائد حقدار ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

انا اولی بالمؤمنین من انفسھم	میں مومنین کا زیادہ حقدار ہوں ان کے
رواہ احمد والشیخان والنسائی	نفسوں سے۔ اسے احمد، شیخین، نسائی،
وابن ماجہ وعن ابی ھریرۃ رضی	ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
اللہ عنہ	سے روایت کیا۔

تو جو نماز قبل اطلاع حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم اور لوگ پڑھ لیں پھر اگر حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم اعادہ فرمائیں تو یہ وہی صورت ہے کہ نماز اول غیر ولی احق نے پڑھی ولی احق اختیار اعادہ رکھتا ہے اسے ان مجتہد صاحب کی صورت سے کچھ علاقہ نہ ہوگا خصوصاً جب کہ پہلے سے ارشاد فرمایا ہو کہ فلاں مریض جب انتقال کرے ہمیں خبر دینا کہ آخر یہ ارشاد اسی لئے تھا کہ خود نماز پڑھنے کا قصد تھا تو اگر اوروں کا پڑھنا ثابت ہو تو صرف بیا اذن ولی نہیں بلکہ خلاف اذنِ ولی ہوگا اگرچہ انکا اطلاع نہ دینا بمقتضائے کمالِ ادب ومحبت ہو جیسا کہ مسکینہ سوداخاد

Marfat.com

مسجد ام محص رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں واقع ہوا موطا امام مالک وغیرہ میں حدیث ابی امامہ اسعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے جب وہ بیمار ہوئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا داذا ماتت فاذنونی جب اسکا انتقال ہو مجھے خبر کر دینا اُن کا جنازہ شب کو تیار ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو جگانا خلاف ادب جانا ابن ابی شیبہ کی روایت موصولہ میں حدیث سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ہے یہ بھی خوف ہوا کہ رات اندھیری ہے زمین میں ہر طرح کے کیڑے ہوتے ہیں اس وقت حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لیجانا مناسب نہیں۔ قال فد فنہا یہ خیال کرکے دفن کر دیا۔ صبح حضور کو خبر ہوئی فرمایا الم آمرکم ان تؤذنونی بہا کیا میں نے تمہیں حکم نہ دیا تھا کہ مجھے اس کی خبر کر دینا۔ عرض کی یارسول اللہ کرہنا ان نخرجک لیلا ولوقظک یارسول اللہ ہمارے دلوں کو گوارا نہوا رات میں حضور کو باہر تشریف لانے کی تکلیف دیں اور حضور کو خواب راحت سے جگائیں (حضور کا خواب بھی تو وحی ہے کیا معلوم اس وقت حضور خواب میں کیا دیکھتے سنتے ہوں)

صحیح بخاری میں حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے نحقروا شانہا صحیح مسلم میں انہی سے ہے دکانہم صغروا امرہا یعنی یہ خیال کیا کہ وہ کیا اس قابل تھی کہ اس کے جنازہ کیلئے حضور کو جگا کر اندھیری رات میں باہر لیجائیں۔ سنن ابن ماجہ میں حدیث عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فلا تفعلوا ادعونی لجنائزکم ایسا نہ کرو تم مجھے اپنے جنازوں کیلئے بلایا کرو۔ مسند امام احمد میں حدیث زید بن ثابت انصاری رضی اللہ

Marfat.com

عنہ سے ہے حضورؐ نے فرمایا :۔

فلا تفعلوا الایموتن فیکم میت ماکنت بین اظہرکم الا اذنتمونی بہ فان صلاتی علیہ رحمۃ

ایسا کبھی نہ کرنا جب تک میں تم میں تشریف رکھوں جو شخص مرے مجھے ضرور خبر دیں کہ میری نماز اس کے حق میں رحمت ہے

صلے اللہ علیہ وسلم **اقول** وباللہ التوفیق ابن حبان اپنی صحیح اور حاکم مستدرک میں حضرت یزید بن ثابت انصاری برادر اکبر زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں :۔

قال خرجنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلما وردنا البقیع اذا ھو بقبر فسال عنہ فقالوا فلانۃ فعرفھا فقال الا اذنتمونی بھا قالوا کنت قائلا صائما قال فلا تفعلوا لاماماتن منکم میت ماکنت بین اظہرکم الا اذنتمونی بہ فان صلاتی علیہ رحمۃ

یعنی ہم ہمرکاب اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر چلے جب بقیع پر پہنچے ایک قبر تازہ نظر آئی حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا لوگوں نے عرض کی فلاں عورت حضور نے اسے پہچانا فرمایا۔ مجھے کیوں نہ خبر کی عرض کی حضور دوپہر کو آرام فرماتے تھے اور حضور کا روزہ تھا فرمایا تو ایسا نہ کرو جب تم میں کوئی مسلمان مرے مجھے خبر دیا کرو کہ اُس پر میرا نماز پڑھنا رحمت ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ واقعہ حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا کا غیر ہے وہاں یہ تھا کہ اندھیری رات تھی ہمیں گوارا نہ ہوا کہ حضورؐ کو جگائیں یہاں یہ ہے کہ دوپہر کا وقت تھا حضور

Marfat.com

آرام میں تھے حضور کو روزہ تھا اور دونوں حدیثوں میں وہی ارشاد اقدس ہے کہ ایسا نہ کرو ہمیں اطلاع دیا کرو اب خواہ یوں ہو کہ ایک واقعہ کے حضار اور تھے اور دوسرے واقعہ کے لوگوں کو اس حکم کی خبر نہ تھی خواہ یوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس امر کو ارشاد محض بنظر رحمت نامہ حضور رؤف رحیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم خیال کیا نہ ایجابی لہذا جہاں تکلیف کا خیال ہوا ادب و آرام کو مقدم رکھا بہرحال ایسے وقائع اُن سب وجوہ مذکورہ کے مورد ہیں ایک بار کے فرمان سے کہ خبر دیا کرو باقی بار کا بعد اطلاع اقدس ہونا ثابت نہیں ہو سکتا کما لایخفی لاجرم طبرانی نے حصین بن وحوح انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

انّ طلحۃ البراءِ مرض فاتاہ	یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بن برار
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعودہ	رضی اللہ عنہ کی عیادت کیلئے تشریف لائے
فقال انی لا اریٰ طلحۃ الا قد حدث	اور یہ فرما گئے کہ اب ان کا وقت آیا ہے معلوم
فیہ الموت فاذنونی بہ وعجلوا فلم	ہوتا ہے مجھے خبر کر دینا اور تجہیز میں جلدی
یبلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی	کرنا حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم محلہ
سام بن عوف حتی توفی وکان قال	بن سالک تک نہ پہنچے تھے کہ اُن کا انتقال ہو گیا
لابلہ لما دخل اللیل اذا مت فاد	اور انھوں نے رات آنے پر اپنے گھر والوں کو وصیت
فنونی ولا تدعوا رسول اللہ صلے	کر دی تھی کہ جب میں مروں تو مجھے دفن کر دینا اور
اللہ علیہ وسلم فانی اخاف علیہ	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بلانا رات
یھود ان یصاب بسببی فاجز النبی صلے	کا وقت ہے مجھے یہود سے اندیشہ ہے مبادا
اللہ علیہ وسلم حسین الصبح الحدیث	حضور کو میرے سبب سے کوئی کلفت پہنچے اُنکے

گھر والوں نے ایسا ہی کیا صبح نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو خبر ہوئی۔

وباللہ التوفیق ثم اقول وباللہ استعین احقیت ولایت سے قطع نظر کرکے یہاں ایک لطیف تر تقریر ہے کہ فیض قدیر سے قلب فقیر پر فائز ہوئی نماز جنازہ شفاعت ہے کما صححت بہ الاحادیث احمد ومسلم وابوداؤد وابن ماجہ کی حدیث میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مامن رجل مسلم یموت فیقوم علی جنازتہ اربعون رجلا لایشرکون باللہ شیئاً الا شفعھم اللہ فیہ	جس مسلمان کے جنازے پر چالیس مسلمان نماز میں کھڑے ہوں اللہ تعالیٰ اُس کے حق میں اُن کی شفاعت قبول فرمائے۔

احمد ونسائی ومسلم نے ام المومنین وانس بن مالک رضی اللہ عنہما اور ترمذی نے صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مامن میت تصلی علیہ امۃ من المسلمین یبلغون مائۃ کلھم یشفعون لہ الا شفعوا فیہ	جس میت پر سو مسلمان نماز جنازہ میں شفیع ہوں ان کی شفاعت اس کے حق میں قبول ہو۔

اور مالک شفاعت صرف حضور شفیع یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور جو کوئی شفاعت کرے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے کریگا شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اعطیت الشفاعۃ شفاعت مجھے عطا فرمادی گئی رواہ بخاری ومسلم والنسائی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فی حدیث اعطیت خمسا لم یعطھن احد من الانبیاء قبلی۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھے پانچ ا[illegible]

چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی تھیں۔

حضور شافع محشر صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اذا کان یوم القیمۃ کنت امام النبیین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم غیر فخر۔

روز قیامت تمام انبیاء کا امام اور اُن کا خطیب اور اُن کی شفاعت کا مالک ہوں اور یہ بات کچھ براہِ فخر نہیں فرماتا۔

رواہ احمد والترمذی والحاکم باسانید صحیحۃ عن ابی کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تو جو شفاعت بے اذن والا کوئی کرے وہ فضولی کا تصرف ہے کہ اذن مالک پر موقوف رہیگا۔ مالک اگر جائز کردے جائز ہو جائیگا اور اگر آپ ابتدائے تصرف کرے تو باطل فان البات اذا طرء علی موقوف ابطلہ کما نص علیہ الفقہاء فی غیر ما سالتہ مثلاً عمرو بلکِ زید بے اذن زید بیع کردے زید خبر پاکر روا رکھے روا ہے اور اگر خود از سرِ نو عقد بیع کرے تو ظاہر ہوگا کہ عقد فضولی پر قناعت نہ کی اب عقد بھی عقد مالک ہوگا نہ عقد فضولی تو صورت مذکورہ میں جس میت پر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم خود نماز پڑھیں یہ اعادہ نماز نہ ہوگا بلکہ نماز اول یہی قرار پانی چاہیئے بحمد اللہ تعالیٰ یہی معنی ہیں ہمارے بعض آئمہ کے فرمانے کے کہ نماز جنازہ کا فرض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بے حضور کے پڑھے ساقط ہی نہ ہوتا تھا یعنی حضور خود پڑھیں یا دوسروں کو اذن دیں کما نقل فی العلل وکان یفعلہ اولا فی من مات مدیونا ولہ یترک وفاء اور اگر بے اطلاع حضور پُر نور لوگ خود پڑھ لیں تو وہ خود پڑھ لیں تو وہ شفاعت بے اذن مالک ہے کافی و مسقط نہیں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے

رایت السیوطی ذکر فی انموذج اللبیب
انه ذکر بعض الحنفیه ان فی عهده
علیه الصلوٰة والسلام لایسقط
فرض الجنازة الا بصلاته فیؤل
الی ان صلاة الجنازة فی حقه
فرض عین وفی حق غیره فرض
کفایة واللّٰه ولی الهدایة اقول
وکیف وقد ثبت ما ذکرنا من امر
الغال المدیون ولم یقل القائل
ان فرض الجنازة کان لایسقط
عنه الا بصلاته صلی اللّٰه علیه
وسلم ولو اراد هذا لکان تقیده
بعهده صلی اللّٰه علیه وسلم عبثا
مستغنی عنه انما المعنی ما قررنا
ان الفرض لم یکن یسقط عن احد
فی عهده ما لم یصل او یاذن لکونه
هو مالک بشفاعة صلی اللّٰه علیه وسلم

سیوطی نے انموذج اللبیب میں بعض احناف
سے نقل کیا کہ حضور کے عہد مبارک آپ کی
شرط کے بغیر نماز جنازہ کا فرض ساقط ہی
نہ ہوتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ
آپ کے حق میں فرض عین ہے اور دوسروں
کے حق میں فرض کفایہ ہے۔ اور اللہ ہی
ہدایت دینے والا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ
کیسے ممکن ہے؟ حالانکہ ہم نے مقروض کا جو
حال ذکر کیا ہے اس سے ثابت ہوگیا، اور
قائل نے یہ نہیں کہا کہ فرض جنازہ اس سے حضور
کی نماز کے بغیر ساقط نہیں ہوتا تھا، اور اگر
یہی ارادہ ہوتا تو حضور کے عہد کے ساتھ مقید
کرنا فضول ہوتا، تو معنی وہی ہیں جو ہم نے بیان
کئے کہ حضور کے عہد میں کسی سے فرض جنازہ
اس وقت تک ساقط نہ ہوتا تھا کسی سے
ایک نماز نہ پڑھتے یا اجازت نہ دیتے کیونکہ
آپ ہی شفاعت کے مالک تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اقول بنظر ارشاد مذکور کہ ہمیں خبر دینا اور اطلاع واقع نہیں ہوئی شرع سے
اس کیلئے ایک اور نظیر مل گئی مسجد محلہ میں اہل محلہ جب جماعت صحیحہ غیر مکروہہ باعلان

Marfat.com

اذان ادا کر چکیں تو دوسروں کو بے تبدیل جگہ وہاں جماعت کی اجازت نہیں اور اگر پہلی جماعت بے اذان یا با خفائے اذان واقع ہوئی تو انھیں روا ہے کہ اذان بر وجہ مسلون دیگر محراب میں جماعت قائم کریں کہ جب وہ جماعت برخلاف حکم سنت تھی تو اب یہ اعادہ جماعت بلکہ یہی جماعت اولیٰ ہے کما بیناہ فی رسالتنا القطوف الدانیہ لمن احسن الجماعۃ الثانیہ بعینہ یہی وجہ یہاں ہے ان تقریرات نفیسہ سے بحمد اللہ تعالیٰ حدیث سکینہ اور اس کے نظرا کی بحث کا تصفیہ تمام ہوگیا اور نہ صرف ان مجتہد صاحب کے اختراع بلکہ تمسک شافعیہ کا بھی جواب تمام۔

وبہ ظھر ان لو ثبت ان الذین صلوا من قبل ان کانوا ام المصلین خلف المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن فیہ ما یعکر بہ علی شئ من مذھبنا ولا حاجۃ بنا الی الجواب الذی اوردہ العلامۃ القسطلانی فی ارشاد الساری وارتضاہ المولی علی القاری فی المرقاۃ وذکرہ الفاضل الزرقانی فی شرح المؤطا ان صلاۃ غیرہ صلی اللہ علیہ وسلم وبہ انحلت بحمد اللہ تعالیٰ عقدۃ استصعبھا المحقق حیث اطلق

اسی سے معلوم ہوا کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ جن لوگوں نے پہلی مرتبہ نماز پڑھی تھی وہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے والے تھے تو اس سے ہمارے مذہب پر کچھ آنچ نہیں آتی ہے، اور نہ ہمیں اس جواب کی کچھ ضرورت ہے جو علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری میں دیا ہے اور کہ جسے ملا علی قاری نے مرقاۃ میں پسند کیا ہے اور زرقانی نے شرح مؤطا میں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسروں کی نماز، اور اسی سے بحمد اللہ یہ عقدہ حل ہوا جسے محقق نے دشوار سمجھا کیونکہ

فی الفتح واللہ سبحانہٗ ولی التوفیق والفتح والحمد للہ رب العالمین۔ | مطلق رکھا، اور سبحانہ توفیق دینے والا ہے اور فتح دینے والا ہے والحمد للہ رب العالمین،

تنبیہ اقول ولایت میت یا بذریعہ وراثت مال ہے ولہذا جو وراثت میں مقدم ولایت میں اقدم یا بطور نیابت ولی احق و والی مطلق صلے اللہ علیہ وسلم ہے یعنی خلافتِ امام وسلطنت اسلام بمعنی اول حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم وسلم کا کوئی ولی نہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لا نورث ما ترکنا صدقۃ۔ | ہمارا کوئی وارث نہ ہوگا ہم جو کچھ چھوڑینگے صدقہ ہے۔

رواہ احمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی عن ابی الصدیق وابوداؤد وعن ام المومنین ونحوہ عن الزبیر واحمد والشیخین وابوداؤد وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہم حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا میں ہے۔ فاذا مت فھو الی اولی الامر من بعدی جب میں انتقال کروں تو میرے ترکہ کا اختیار اُسے ہے جو میرے بعد ولی امر وخلیفہ ہوگا۔

رہی ولایت خلافت وہ ہنوز کسی کو نہ تھی یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئی اگر یہی مانئے کہ جنازہ اقدس پر نماز ہوئی تو وہ غیر ولی احق تھی ہاں یہ ثابت کیا جائے کہ صدیق نے بعد خلافت نماز ادا کی اور پھر اعادہ کی گئی مگر حاشا اس کا ثبوت کہاں الحمد للہ اس تقریر کے بعد فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی سے پایا کہ بعینہٖ اسی جواب کی طرف اشارہ فرمایا

Marfat.com

منحۃ الخالق میں مبسوط ہے:-

لا تعاد صلاۃ علی المیت الا ان
یکون الولی ھو الذی حضرہا
فان الحق لہ ولیس لغیرہ ولایۃ
اسقاط حقہ وھو تاویل فعل رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھکذا
فعل الصحابۃ رضی اللہ عنہم
فان ابا بکر رضی اللہ عنہ کان
مشغولا بتسویۃ الامور وتسکین
الفتنۃ فکانوا یصلون علیہ قبل
حضورہ وکان الحق لہ لانہ
ھو الخلیفۃ فلما فرغ صلی علیہ
ثم لم یصل احد بعدہ علیہ
اقول بما قررنا ظہر لک سقوط
ما دفع ھھنا فی المنحۃ فافہم
وللہ المنۃ

میت کی نماز دوہرائی نہ جائے مگر یہ کہ ولی
آجائے کیونکہ حق اسیکا ہے اور دوسروں
کو اس کے حق کے ساقط کرنے کا کچھ اختیار
نہیں ہوتا یہی تاویل حضور صلے اللہ علیہ
وسلم اور دیگر صحابہ کے فعل کی ہے کیونکہ
ابوبکر معاملات کی درستگی اور فتنہ فروع
کرنے میں مصروف تھے، لہذا لوگ آپ کی
آمد سے قبل نماز پڑھتے تھے اور خلیفہ ہونے
کی حیثیت سے حق آپ ہی کو تھا جب آپنے
فارغ ہونے کے بعد نماز ادا کرلی تو اس
کے بعد کسی نے آپ پر نماز نہ پڑھی، میں
کہتا ہوں کہ ہماری تقریر سے منحہ
میں جو ذکر ہوا وہ ساقط ہوا۔ فافہم
وللہ المنہ ۔

رابعاً ثبوت ہو کہ دوبارہ نماز پڑھنے والے خود وہی لوگ ہیں جو اول پڑھ
چکے تھے کہ نئے لوگوں کا پڑھنا اگرچہ ولی حق کے خلاف یہ حنفیہ وشافعیہ ہو ان مجتہد
صاحب کے مذہب وفتوی کا صحیح نہیں ہو سکتا کہ انھوں نے تو پڑھ چکنے والوں کو

Marfat.com

دوبارہ پڑھوائی - خامسًا ہر تقدیر پر ضرور ہے کہ جو حدیث ہو صحیح فقہی ہو مجرد صحت حدیثی اثبات حکم کے لئے بس نہیں ہوتی - مجتہد صاحب اگر علم رکھتے ہوں گے صحت حدیثی وصحت فقہی کا فرق جانتے ہونگے ورنہ فقیر کا رسالہ الفضل الموھبی فی معنی اذا صح الحدیث فہو مذہبی ملقب بہ لقب تاریخی اعز النکات بجواب سوالِ ارکات جس کا سوال مقام ارکات سے آیا اور اس کے جواب میں لکھا گیا تھا ملاحظہ فرمائیں نہ مثل حدیث تعدد الصلاۃ علی سید حمزہ رضی اللہ عنہ کہ اولاً حدیث صحیح بخاری شریف کے صریح خلاف جنہیں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری شاہد و مشاہد مشہد اُحد رضی اللہ عنہ سے مروی

اُمِرَ بدفنھم بد مائھم ولم یغسلوا ولھم یصل علیھم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن شہدائے کرام کو ویسے ہی خون آلود دفن کرنیکا حکم فرمایا انھیں نہ غسل دیا نہ انکی نماز ہوئی۔

ورواہ ایضاً احمد بن حمید والترمذی وصححہ النسائی وابن ماجہ مجتہدین زمانہ کے مسلک بالکل خلاف ہے کہ حدیث صحیح بخاری کے رد کیلئے ادھر اُدھر کی روایت پر عمل حلال جانیں ثانیاً اُس کی خود حالت یہ کہ اس کی کوئی سند مسند مقال سے خالی نہیں اور متن بشدت مضطرب اگر اس کی تفصیل کیجئے ایک رسالہ مستقل ہوتا ہے مجتہد صاحب کو ضرورت ہوئی تو بعونہ تعالیٰ تسکین کافی کیجائے گی وباللہ التوفیق لاجرم ان مجتہدین تازہ کے بزرگوار ابن تیمیہ کے جد المجد ابن تیمیہ نے منتقی میں کہا قد رویت الصلاۃ علیھم باسانید لاتثبت ہاں ایک تو مرسل ابو داؤد نے مراسیل میں بسند ثقات ابو مالک غفاری تابعی

Marfat.com

سے روایت کیا:۔

ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم صلی علی قتلی احد عشرۃ عشرۃ فی کل عشرۃ حمزۃ رضی اللہ عنہ حتی صلے علیہ سبعین صلوٰۃ	رسول اللہ علیہ وسلم نے احد کے مقتولین پر دس دس کرکے نماز پڑھی ہر دس میں حمزہ تھے حتی کہ ان پر ستر مرتبہ نماز پڑھی۔

یہ ایک تو مرسل اور مرسل ان صاحبوں کے نزدیک مہمل اور دوسرے فی نفسہ مشکل شہدائے اُحد رضی اللہ عنہم ستر تھے جب دس دس پر نماز ہوئی سات نمازیں ہونگی نہ ستر کیونکر ثم اقول وباللہ التوفیق بعد تسلیم صحت حدیث غایت درجہ جو ثابت ہوگا اور اس قدر کہ شہداء پر نعشیں بدل بدل کر نمازیں سوا کیں اور نعش مبارک سید الشہداء رضی اللہ عنہم بدستور رکھی رہی مجرد نہ اٹھایا جانا مستلزم اعادہ صلوٰۃ نہیں کہ یہ امر نیت حضور پر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پر موقوف اور نیت غیبت ہے اور غیب پر اطلاع نہیں ممکن کہ اُنکی نعش ہر بار کے برکات نازلہ میں شمول کے لئے رکھی گئی ہو ظاہر ہے کہ ایسی جگہ روایت کا منبع صرف صورت ظاہرہ تک ہے نہ معنی باطن تک اور مطلب مستدل کا ثبوت اُسی معنی باطن پر موقوف اور اُس پر دلیل نہیں تو استدلال راسا (بالکل) ساقط ہاں اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی زبان مبارک سے ایسا بیان فرماتے تو احتجاج صحیح تھا واذ الیس فلیس سادساً ذرا یہ بھی ملحوظ رہے کہ وہ محل متحمل اختصاص نہ ہو خصوصاً جہاں خصوص پر قرینہ قریبہ قائم ہو جیسے حدیث خادمہ مسجد رضی اللہ عنہا وغیرہا جنکی قبر پر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ کر وجہ خود ارشاد فرمائی ان ھٰذہ القبور علی اھلھا ظلمۃ وانّی

Marfat.com

النورھا بصلاتی علیھم بے شک یہ قبریں اپنے ساکنوں پر اندھیری سے بھری ہیں اور بے شک میں اپنی نماز سے اُنہیں روشن کر دیتا ہوں صلی اللہ علیہ وسلم قدنورہ وجمالہ وجودہ ونوالہ علیہ وعلیٰ اٰلہ اجمعین رواہ مسلم وابن حبان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ واصل الحدیث متفق علیہ۔

زید بن ثابت ویزید بن ثابت رضی اللہ عنہما کی حدیثوں سے گزرا کہ بے میری اطلاع کے دفن نہ کر دیا کرو۔ کہ میری نماز اُسکے حق میں رحمت ہے **اقول** خود نظر ایمانی گواہ ہے کہ کروڑوں صلحا واتقیا کسی جنازہ کی نماز پڑھیں مگر وہ بات کہاں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے میں ہے وہ برکات وہ درجات وہ مثوبات دوسرے کی نماز سے حاصل ہو ہی نہیں سکتیں اور حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم بہ نص قطعی قرآن عظیم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف الرحیم ہیں کہ ہر مسلمان کی کلفت اُن پر گراں ایک امتی کی بھلائی پر حریص ہر مومن پر نہایت نرم دل مہربان وہ کیونکر گوارا فرمائیں کہ دنیا میں اُن کے تشریف رکھتے ہوئے مسلمان سخت منزل کا سفر کرے اُنکی برکت کا توشہ اُس کے ساتھ نہ اوروں کی نماز اُن کی نماز سے کیا مانع ہو سکتی ہے تو اس فعل کا وجہ خاص ہی سے ہے پیدا ہونا ظاہر ولا مع وزید وعمر کا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر قیاس باطل وضائع شرح مؤطائے امام مالک میں ہے۔

والدلیل علی الخصوصیۃ مازاد مسلم (فذکرہ قال) وھذا لا یتحقق فی غیرہ صلے اللہ علیہ سلم	اور خصوصیت پر دلیل وہ ہے جو مسلم نے ذکر کی ہے کہ اسکا تحقق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر میں نہیں ؛

Marfat.com

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں علامہ ابن مالک سے ہے

صلاتہ صلے اللہ علیہ وسلم کانت تنویرا القبر وذالایوجد فی صلاۃ غیرہ	حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز قبر کو منور کرنے کے لئے تھی اور یہ چیز دوسرں میں متحقق نہیں ۔

اقول اس سے زائد محل خصوص خصوص واقعہ سید اہل خصائص ہے صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تو ان معاملات میں بہت باتیں خصوصیات سے واقع ہوئیں نعش مبارک کا مقابر کی طرف نہ لیجانا جہاں روح اقدس نے رفیق اعلیٰ کی طرف عروج فرمایا۔ خاص اُس جگہ دفن ہونا نہلانے میں قمیص مقدس بدن اقدس سے جُدا نہ کیا جانا سب صحابہ کے مشرف ہو لینے کیلئے جنازہ مبارک کا پونے دو دن رکھا رہنا جنازہ اقدس پر کسی کی امامت روا نہ ہونا انہیں خصوصیات میں یہ بھی ہی خصوصاً جب کہ حدیث میں وارد ہے کہ یہ صورت حسبِ وصیت اقدس واقع ہوئی کما قدمنا من حدیث عبد اللہ رضی اللہ عنہ جنازہ مسلمان کا حق مسلمان ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام وعیادۃ المریض واتباع الجنازۃ واجابۃ الدعوۃ وتشمیت العاطس رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ۔	ایک مسلمان کے حق دوسرے پر پانچ ہیں سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت، جنازہ کے پیچھے جانا، دعوت کا قبول کرنا، اور چھینکنے والے کو جواب دینا، اسے شیخین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

عام مومنین کا حق ایسا ہونا آسان کے حضار سے بعض نے ادا کر دیا ادا ہو گیا

Marfat.com

مولائے نعمت ہر دوجہان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حق عظیم کہ بعد حضرت حق عز وجل اعظم حقوق ہے اگر تمام حضار پر لازم عین ہوگیا مستبعد نہیں معہذا اعظم مقاصد نہمہ سے ہر مسلمان حاضر کا بالذات اس شرف اجل واعظم سے مشرف ہوتا ہے ہم اوپر متعدد احادیث بیان کر چکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بندۂ مقبول کو بعد وفات پہلا تحفہ جو بارگاہِ عزت سے ملا ہے یہ ہے جتنے لوگ اُسکے جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں، اللہ عز وجل سب کی مغفرت فرما دیتا ہے نہ کہ نبی کا جنازہ نہ کہ سید الانبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثنا کا اُسکے فضل کی مقدار کون قیاس کر سکتا ہے۔ شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ مسلمان کیلئے خیر محض ونفع خاص لیکر آئی ہے نہ کہ معاذ اللہ انھیں ایسے فضل عظیم سے محروم کرنا تو حکمت شرعیہ اُسی کی مقتضی تھی کہ یہاں اجازتِ عامہ دیجائے حجرۂ اقدس میں جگہ کتنی اور حضار تیس ہزار کما ورد فی حدیث اب اگر یہ حکم ہوتا کہ اول بار جو پڑھ لیں پڑھ لیں تو ایک تو ہزار ہا صحابہ کی محرومی دوسرے اس پر تنافس شدید (سخت تنگ ودو) واقع ہوتا مظنون بلکہ یقینی جب معلوم ہوتا کہ یہاں بھی مثل تمام جنازہ ایک ہی بار کی اجازت مل گئی تو ہر ایک یہ چاہتا کہ میں ہی پڑھ لوں لہٰذا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم عظیم وجود عمیم مقتضی ہوا کہ اپنے معاملہ میں خود فوج فوج حاضری کی وصیت فرمادی صلی اللہ علیہ وسلم بھی سر جلیل جنازہ اقدس پر امامت نہونے کی تھی ایک حکمت نفیسہ ہے تاکہ تمام حضار بالذات بلا واسطہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے شرف یاب ہوں امام اجل سہیلی یہاں امامت نہونے کیوجہ فرماتے ہیں:۔

اخبر اللہ انہ وملئکتہ یصلون علیہ صلے اللہ علیہ وسلم وامر کل واحد من المومنین ان یصلے علیہ فوجب علی کل	اللہ عز وجل نے خبر دی کہ وہ اور اسکے سب فرشتے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اور ہر مسلمان کو حکم فرمایا کہ ان پر درود بھیجے صلی اللہ

Marfat.com

واحد ایاباشر الصلاۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پر واجب ہوا کہ محبوب علیہ وسلم بعد موتہٖ من ھٰذا القبیل صلے اللہ علیہ وسلم پر ایسے درود بھیجے کہ بلاواسطہ دیگرے اس شخص پر واجب ہوا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے اللھم صل وسلم وبارک علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وامتہٖ اجمعین آمین اور محبوب صلے اللہ علیہ وسلم پر بعد وصال شریف صلاۃ بھی اسی قبیل سے ہے۔ یعنی اُسکا بھی بے وساطت احدی ہونا چاہیے حالانکہ فی شرح الموطا بالجملہ یہ محل اعلیٰ مواطن خصوص سے ہے۔ لاجرم علامہ سید ابوالسعود محمد الزہری نے حواشی کنز میں فرمایا تکرار الصلاۃ علی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کان مخصوصاً بہٖ حضور کے جنازہ کی نماز کا تکرار آپکے ساتھ مخصوص تھا۔

سابعًا پھر تنبیہ کیجاتی ہے کہ مجتہد صاحب اپنے مذہب کی فکر کریں، وہ واقعہ جو اُنکے مسلک مذکورہ کا رد ہو مثلاً مہینہ بھر بعد نماز پڑھنا کما علے ام سعدٍ یا مہینوں برسوں پیچھے کما علے اھل البقیع یا آٹھ برس گزرے کما علے اھلِ اُحد علاوہ اور جوابوں کے خود انکا رد ہوگا نہ انکی سند کہ یہاں ان سے مطالبہ اپنے ادعا ثابت کرنے کا ہے دانی لہ ذالک اللہ الھادی الی اقوم المسالک۔ الحمد للہ ان چند جمل نفیسہ مجملہ مختصرہ نے صرف مجتہدین زمانہ کی آنکھ کان نہ کھولی بلکہ بحمداللہ تعالیٰ بنظر انصاف دیکھئے تو مسئلہ کا فیصلہ بحث کا تصفیہ کامل کردیا وللہ الحمد اب بتوفیق اللہ تعالیٰ بعض نکات وتمسکات کہ اس مسئلہ میں فیض قدیر سے قلب فقیر پر قابض ہوتے ذکر کرکے کلام ختم کروں جو بعونہٖ تعالیٰ اصل مسئلہ اعنے ممانعت تکرار نماز جنازہ میں تائید مذہب حنیف کریں یا مسلک طریدہ مجتہد جدید کا ابطال کلی خواہ ابطال کلیت فاقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری

Marfat.com

التحقیق اولاً نماز جنازہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں میت کی شفاعت ہے، کما قدمنا عن الاحادیث اور اللہ عزوجل فرماتا ہے من ذا الذی یشفع عندہٗ الا باذنہٖ کون ہے جو اللہ عزوجل فرماتا ہے مگر اس کے اذن سے اور اذن اللہ عزوجل کا قرآن عظیم سے ثابت ہویا سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن قولی یا فعلی یا تقریری سے اور صورت مذکورہ کا اذن کہیں ثابت نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان لاجرم ان مجتہد صاحب نے بے ثبوت اذن الٰہی بارگاہ عزت میں شفاعت پر جرأت وبے باکی اور اپنے ساتھ اور مسلمان کو بھی اس بلا میں ڈالا من یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منہا سے حصہ لیا دیا وھٰذا دلیل ان استقصٰے ادی الی اثبات المذھب باذنہ صریحۃ وبقی قول کل من خالف فعلیک تباسطیث الصریحۃ ثانیاً مسند امام اس کو اس میں سے حصہ ملیگا، اس دلیل کا اگر استقصار کیا جائے تو اس سے مذہب صراحۃً ثابت ہوتا ہے اور مخالفین کا قول باقی موجود رہا۔ ثانیاً مسند امام احمد وسنن ابی داؤد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تصلوا صلاۃ فی یوم مرتین کوئی نماز ایک دن میں دو مرتبہ نہ پڑھو۔ نیز حدیث میں ہے لا یصلی بعدہٗ صلاۃ مثلہا کسی نماز کے بعد اس کی مثل نہ پڑھی جائے رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ عن امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ من قولہ وظاہر کلام الامام محمد انہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الامام ابن الھمام و محمد اعلم بذالک منا اقول یہ حدیثیں بھی نفی تکرار پر صریح دال ہیں حدیث ثانی تو عام مطلق ہے اور اول میں فی یوم کی قید اس لحاظ سے کہ مثلاً ظہر کی نماز دو بار

ی تکرار سے تو آپ ہی مکرر ہوگی کل کی ظہر اور آج کی اور اُن کا سبب وقت ہے جب
قت دوبارہ آیا دوبارہ آئے مگر ایک ہی سبب یعنے ایک ہی وقت میں مکرر نہ ہوگی
نماز جنازہ کا سبب ہے جب میت مکرر ہو نماز مکرر ہوگی۔ مگر ایک ہی میت پر
مکرر نہیں ہوسکتی ثالثًا ابوبکر بن ابی شیبہ الستاذ امام بخاری و مسلم نے روایت کی
عن صالح مولی التوامۃ عن عمن ادرك ابابکر و عمر رضی اللہ عنہما
کانوا اذا تضائق بهم المصلے انصرفوا ولم یصلوا علی الجنازۃ فی المسجد
تی ابوبکر صدیق و عمر فاروق و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت کریمہ تھی کہ جب
ماز جنازہ میں مصلی تنگی کرتا کہ اُس میں گنجائش نہ پاتے واپس جاتے اور نماز جنازہ مسجد میں
نہ پڑھتے اقول نماز جنازہ کے جو فضائل جلیلہ صدیق و فاروق و صحابہ رضی اللہ
عنہم پر مخفی نہ تھے نہ اُن سے توقع کہ ایسے جلیل کیلئے تشریف بھی لائیں اور پھر باد صف
قدرت اُسے چھوڑ کر چلے جائیں اگر نماز جنازہ دوبارہ جائز ہوتی تو تنگی مصلی کیا حرج
رتی اور واپس جانے کی کیا وجہ تھی جب پہلے لوگ پڑھ چکتے اسکے بعد دوسری جماعت
رما لیتے رابعًا

عن عبد اللہ بن سلام فاتتہ
الصلاۃ علی عمر رضی اللہ عنہ
قال ان سبقت بالصلاۃ فلم
اسبق بالدعاء لہ

عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو جب
امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
کے جنازہ مبارک پر نماز نہ ملی فرمایا اگر نماز
ہو چکی میرے آنے سے پہلے تو دعا کی تو بندش
نہیں میں انکے لئے دعا کرونگا۔

ذکرہ السید الازھری فی فتح اللہ المعین وقد کان ھذا الحدیث

Marfat.com

فی ذکرہ والاستناد بہ فی خاطرہ حتے رایت الازہری تمسک بہ فالمنتہ للّٰہ ولم یحضرنی الان من غیرہ۔ اسے ازہری نے فتح اللہ المعین میں ذکر کیا، ویسے یہ حدیث مجھے یاد تھی اور مجھے خیال تھا کہ میں اس سے استناد کروں، پھر میں نے دیکھا کہ خود ازہری نے بھی اس سے استدلال کیا ہے چنانچہ میں نے استدلال کیا، ازہری کے سوا کسی اور سے اس وقت یہ حدیث مجھے یاد نہیں۔ خامسًا شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں:۔

در بعض احادیث آمدہ کہ روز دیگر ابوبکر و	بعض روایت میں ہے کہ دوسرے دن ابوبکر
عمر فاروق و دیگر اصحاب کہ بخانہ علی مرتضٰی	وعمر اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم علی مرتضٰی
بجہت تعزیت آمدند شکایت کردند کہ چرا ما را	کے مکان پر تعزیت کو آئے تو شکایت کی کہ
خبر نہ کردی تا شرف حضور می یافتیم، علی	ہمیں خبر کیوں نہ کی کہ حاضری کا شرف حاصل
مرتضٰی گفت فاطمہ رضی اللہ عنہا وصیت	کرتے علی مرتضٰی نے کہا فاطمہؓ نے وصیت کی
کردہ بود کہ چوں از دنیا بروم مرا بشب	تھی کہ جب دنیا سے رخصت ہوں تو رات
دفن کنی تا چشم نامحرم بر جنازہ من نیفتد	میں دفن کرنا کہ کہیں غیر محرم کی نگاہ میرے
پس بموجب وصیت وے عمل کردم این	جنازہ پر نہ پڑے، تو ان کی وصیت کے مطابق
است روایت مشہور۔	میں نے عمل کیا۔ یہ روایت مشہور ہے۔

اقول ان روایات سے بھی روشن کہ صدیق و فاروق و عبیداللہ بن سلام و دیگر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم دوبارہ جنازہ کی نماز ناجائز جانتے تھے ورنہ فوت ہونا کیا معنی اور شکایت وافسوس کا کیا محل۔ سادسًا ابوبکر بن ابی شیبہ اپنی تصنیف میں اور امام اجل ابو جعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفًا اور

Marfat.com

ابن عدی کامل میں بروایت ابن عباس حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً راوی
وھذا حدیث الطحاوی بطریق عمر بن ایوب الموصلی عن المغیرہ بن زیاد ابن
عطاء عن عباس رضی اللہ عنہما فی الرجل تفجؤہ الجنازۃ وھو علی غیر وضوء
قال تیمم و یصلے علیھا یعنی جس شخص کے پاس ناگاہ جنازہ آجائے اور اُسے وضو نہ ہو وہ
تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت ہے حدثنا عمر بن ایوب الموصلی
عن مغیرۃ بن زیاد عن عطاء عن ابن عباس قال اذا خفت ان تفوتك
الجنازۃ وانت علی غیر وضوء فتیمم وصل جب تجھے نماز جنازہ کے فوت کا اندیشہ
ہو اور وضو نہیں تو تیمم کر کے پڑھ لے۔ ابن عدی کی روایت یوں ہے عن معاذ بن بن
عمران عن مغیرۃ بن زیادۃ عن عطاء عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ
علیہ وسلم قال اذا فجئتك الجنازۃ وانت علی غیر وضوء فتیمم یعنی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ناگہاں تیرے سامنے جنازہ آجائے اور
تجھے وضو نہ ہو تو تیمم کر لے قال ابن عدی ھذا مرفوعاً غیر محفوظ والحدیث
موقوف علی ابن عباس ابن عدی نے کہا کہ یہ مرفوعاً غیر محفوظ ہے اور حدیث ابن
عباس پر موقوف ہے۔ دار قطنی و بیہقی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما سے راوی انہ اتی الجنازۃ وھو غیر وضو فتیمم وصلی علیھا اُنکے
پاس ایک جنازہ آیا اُسوقت وضو نہ تھا تیمم کر کے نماز میں شریک ہو گئے۔ اسی کی مثل
ابن ابی شیبہ و امام طحاوی نے باسانید کثیرہ امام حسن بصری و امام ابراہیم نخعی سے اور
ابوبکر نے عکرمہ تلمیذ ابن عباس اور طحاوی نے عطا بن ابی رباح و عامر بن شہاب زہری و
حکم سات آئمہ تابعین سے روایت کی اگر نماز جنازہ کی تکرار روا ہوتی موقوف کے کیا معنی تھے اور

Marfat.com

اس کیلئے تندرست کو پانی موجود ہوتے ہوئے تیمم کیونکر جائز ہوتا حالانکہ رب جل وعلیٰ فرماتا ہے ولم تجد ماء اور تم پانی نہ پاؤ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں لا یقبل اللہ صلاۃ احدکم اذا احدث حتی یتوضاء اخرجہ الشیخان وابوداؤد والترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ اللہ کسی بے وضو کی نماز قبول نہ کریگا جبکہ وہ وضو نہ کرے۔ اور خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تقبل الصلاۃ بغیر طھور ولا صدقۃ عن غلول اخرجہ عنہ مسلم والترمذی وابن ماجہ نماز بلا طہارت اور صدقہ خیانت سے قبول نہیں ہوتا۔ اسے اسنے مسلم ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ سابعاً نماز جنازہ میں تعجیل شرعاً نہایت درجہ مطلوب صحاح ستہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اسرعوا بالجنازۃ جنازہ میں جلدی کرو۔ امام احمد والترمذی وابن ماجہ وحاکم وبن حبان وغیرہم امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثلاث لا توخرھن الصلاۃ اذا آنت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت کفوء

تین چیزوں میں دیر نہ کرو نماز جب اسکا وقت آجائے اور جنازہ جس وقت حاضر ہو اور زن بے شوہر جب اس کا کفو ملے۔

سنن ابی داؤد میں حصین بن وحوح انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عجلو فانہ لا ینبغی لجیفۃ مسلم ان یحلس بین ظھری اھلہ

جلدی کرو کہ مسلمان کے مردے کو روکنا نہ چاہئے۔

طبرانی بہ سند حسن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا

Marfat.com

اذا مات احدکم فلا تجسوہ جب تم میں کوئی مرے تو اُسے نہ روکو اور
واسرعوابہ الی قبرہ جلد دفن کو لے جاؤ۔

ولہذا علماء فرماتے ہیں اگر روز جمعہ پیش از جمعہ جنازہ تیار ہو جائے جماعت کثیر کے انتظار میں دیر نہ کریں پہلے ہی دفن کر دیں اس مسئلہ کا بہت لحاظ رکھنا چاہیئے کہ آجکل عوام میں اسکا خلاف رائج ہے جنھیں کچھ سمجھ ہے تو اسے جماعت کثیر کے انتظار میں روکے رکھتے ہیں اور نرے جہال نے اپنے جی سے اور باتیں تراشی ہیں کوئی کہتا ہے میت بھی جمعہ کی نماز میں شریک ہو جائے کوئی کہتا ہے کہ نماز کے بعد دفن کرینگے تو میت کو ہمیشہ جمعہ ملتا رہیگا یہ سب بے اصل اور خلاف مقصد شرع ہیں درمختار میں ہے لیسرع فی جنازۃ تنویر الابصار میں ہے وکرہ تاخیر صلاتہ و دفنہ لیصلی علیہ جمیع عظیم بعد صلاۃ الجمعۃ نیز جنازے پر تکثیر جماعت شرعاً بہت محبوب کہ اس میں میت محتاج کی اعانت جسیم اور اُسکے لئے عفوسیات و رفع درجات کی امید عظیم ہے چالیس نمازیوں اور سو نمازیوں کی تین حدیثیں اوپر گذریں اور احمد اور ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مامن مومن یموت فیصلی علیہ امت من المسلمین یبلغون ان یکونوا ثلثہ صفوف الا غفر لہ جس مسلمان کے جنازے پر مسلمانوں کا ایک گروہ کہ تین صف کی مقدار کو پہنچتا ہو نماز پڑھے اسکی مغفرت ہو جائے ترمذی کی روایت میں ہے من صلی علیہ ثلثہ صفوف اوجب جس پر تین صفیں نماز پڑھیں اسکے لئے جنت واجب ہو گئی۔ ابن ماجہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مامن میت یصلی علیہ امتہ من الناس الاشفعوا

Marfat.com

فیہ جس مُردے پر مسلمانوں کا ایک گروہ نماز پڑھے انکی شفاعت اُس کے حق میں قبول ہو۔ راوی حدیث ابوالمیح نے کہا گروہ چالیس آدمی ہیں طبرانی معجم کبیر میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مامن رجل یصلی علیہ مائۃ الا غفرلہ۔ جس مسلمان پر سو آدمی نماز پڑھیں اللہ عزوجل اُسکی مغفرت فرمادے لہٰذا شریعت مطہرہ نے صرف فرضیت کفایہ پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ نماز جنازہ میں نمازیوں کیلئے عظیم واعظم افضال الٰہیہ کے وعدے دئیے کہ لوگ اگر نفع میت کے خیال سے جمع نہ ہوں گے اپنے فائدے کیلئے دوڑیں گے۔ اس بارے میں چھ حدیثیں اوپر گزریں صحاح ستہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

من شھد الجنازۃ حتے یصلے علیھا	جو نماز ہونے تک جنازہ میں حاضر رہے اُسکے
فلہ قیراط ومن شھدھا حتے تدفن	لئے ایک دانگ ثواب ہے اور دفن تک حاضر
فلہ قیراطان والقیراطان قال مثل	رہے تو دو دانگ جیسے بڑے دو پہاڑ اُن میں
الجبلین العظیمین المسلم اصغرھما مثل احد	کا چھوٹا کوہ احد کے برابر

اسکی مثل مسلم وابن ماجہ نے حضرت ثوبان و امام احمد نے بسند صحیح قیراط نماز کی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی طبرانی معجم اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اتبع جنازۃ حتی یقضی دفنھا کتب لہ ثلثۃ قراریط القیراط منھا اعظم من جبل احد جو کسی جنازہ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ دفن ہو چکے اُس کے لئے تین قیراط اجر لکھا جائے۔ ہر قیراط کوہ اُحد سے بڑا۔ بزاز کے یہاں حدیث موقوف ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے جو کسی جنازے میں اہل جنازہ کے پاس تک جائے اسکے لئے ایک قیراط ہے

Marfat.com

پھر اگر جنازہ کے ساتھ چلے، تو ایک قیراط اور ملے اور نماز پر تیسرا اور دفن تک چوتھا قیراط پائے۔ ابن ماجہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی

من غسل میتا وکفنه وحنط	جو کسی میت کو نہلائے کفن پہنائے خوشبو
وحمله وصلے علیه ولم یفش	لگائے جنازہ اٹھائے نماز پڑھے اور جو ناقص
علیه ما رای خرج من خطیته	بات نظر آئے اُسے چھپائے وہ اپنے گناہوں سے ایسا
مثل ما ولدته امه	پاک ہو جائے جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا

اگر نماز جنازہ میں تکرار کی اجازت دیتے ہیں تو لوگ تسویف وکسل کی گھاٹی میں پڑینگے کہیں گے جلدی کیا ہے اگر ایک نماز ہو چکی ہم دوبارہ پڑھ لیں گے کہ اس تقدیر پر اگر لوگوں کا انتظار کیا جائے تو جنازہ کو دیر ہوتی ہے اور جلدی کیجئے تو جماعت ہلکی رہتی ہے اور دونوں باتیں مقصود شرع کے خلاف لاجرم مصلحت شرعیہ اسی کی مقتضی ہوئی کہ تکرار کی اجازت نہ دیں جب لوگ جانیں گے کہ اگر نماز ہو چکی تو پھر نہ ملے گی اور ایسے افضال عظیمہ ہاتھ سے جاتے رہیں گے تو خواہی نخواہی جلد کر کے حاضر آئیں گے اور میت کے فائدہ اور اپنے بھلے کے لئے جلد جمع ہو جائیں گے اور شرع مطہر کے دونوں مقصد باحسن وجوہ رنگ ظہور پائیں گے الحمد للہ کہ ایک ادنیٰ شمہ ہے اُس الٰہی عالم ربانی حاکم کی نظر حقائق نگر کا جو مصداق اعلیٰ عظیم بشارت والا اُس حدیث صحیح کا ہے کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لو کان العلم معلقاً بالثریا	اگر علم ثریا پر معلق ہوتا تو اولاد فارس سے
تنا وله قوم من ابناء فارس	کچھ لوگ اُسے وہاں سے بھی لے آتے۔
رواه الامام احمد فے المسند	اِسے امام احمد نے مسند میں اور ابو نعیم

Marfat.com

وابونعیم فی الحلیۃ عن	نے اسے حلیہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
ابی ھریرۃ والشیرازی	سے اور شیرازی نے القاب میں قیس بن
فی الالقاب عن قیس بن سعد	سعد رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔
رضی اللہ عنہما	

اعنے امام الائمہ سراج الامہ کاشف الغمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جن کی رائے منیر وپر تنویر بے نظیر تمام مصالح شرعیہ کو محیط وجامع اور مومنین کے لئے اُن کی حیات وموت میں خیر محض ونافع فجزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین کل فرد وقاۃ وتابعیہ بحسن الاعتقاد کل صبح ومسا آمین یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین وصلے اللہ تعالے علی سیدنا ومولنا محمد وآلہ واصحابہ ومجتہدے ملتہ اجمعین. آمین ط

الحمد للہ کہ یہ مجمل ومختصر عجالہ سلخ رجب کو غرہ سماوی تمام ہوا۔ اور بلحاظ تاریخ النھی الحاجز عن تکرار صلاۃ الجنایز نام رکھا واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم علمہ۔

Marfat.com

الھادی الحاجب

عن

جنازۃ الغائب

تصنیف

★ اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب

مفتی سید شجاعت علی قادری

تقدیم

ایک مرتبہ اگر نماز جنازہ پڑھ لی جائے تو دوبارہ نماز پڑھنا کن صورتوں میں درست ہے اور کن صورتوں میں نہیں؟ نیز یہ کہ اگر میت موجود نہ ہو تو اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ ان دونوں مسائل کا مدلل جواب اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس رسالہ " الہادی الحاجب عن جنازۃ الغائب " (یعنی ہدایت دینے والا اور غائب پر نماز جنازہ پڑھنے سے روکنے والا) میں دیا ہے، جب ہم اس رسالہ میں چھپائی کتب کی دو سو تیس عبارات پڑھتے ہیں تو ہمیں اعلیٰحضرت کی فقہی بصیرت کا اقرار کرنا ہی پڑتا ہے اور جب ہم اعلیٰحضرت کی ان محدثانہ ابحاث کو پڑھتے ہیں جو آپ نے اس موضوع پر کی ہیں تو ہمیں آپ کے تبحر فی علم الحدیث کا اندازہ ہوتا ہے، اس رسالہ میں بعض مقامات پر جو جرح و تعدیل فرمائی ہے، وہ مزید آپکے علم [illegible] کا ثبوت ہے، اعلیٰحضرت کا یہ رسالہ اس حیثیت سے اور بھی اہم ہے کہ آپ علماء متقدمین کے تحقیقات کو نقل فرما کر " اقول " سے محاکمہ فرماتے ہیں اور یہ محاکمہ دریائے علم میں آپکی غواصی اور شناوری کا منہ بولتا ثبوت ہے، ان تمام خصوصیات کے علاوہ میرے نزدیک سب سے توجہ کی مستحق بات یہ ہے کہ علمائے مذہب کو چھوڑ کر بڑے سے بڑے محقق و مدقق سے مرعوب نظر نہیں آتے بلکہ جسکے کلام کو بھی قابل تنقید پاتے ہیں اس پر بے لاگ تبصرہ اور صحتمند تنقید کرتے چلے جاتے ہیں، اس طرح اعلیٰحضرت ہمیں روشن دماغی اور علمی میدانوں میں جولانی کی تعلیم دیتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ علم دماغوں میں کورانہ تقلید کی گرہیں لگانے کیلئے نہیں بلکہ

Marfat.com

لگی ہوئی گرہوں کو کھولنے کے لئے ہے۔ میں اس سے آپ کے ناقدانہ کلام کی ایک جھلک پیش کرتا ہوں:۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، کسی صاحب نے ان کی کتاب "مدارج النبوۃ" کی ایک روایت سے ثابت کیا کہ "نماز جنازہ غائبانہ جائز ہے اور اس میں شیخ محقق کے استاذ حدیث قاضی علی بن جار اللہ کا فتویٰ بھی نقل کیا، اس پر آپ نے تنقید کرتے ہوئے فرمایا" پھر جسے ادنیٰ لیاقت اجتہاد بھی نہیں جمیع ائمہ مذہب کے خلاف اس کی بات کیا قابل التفات؟ ص دعائے میت کہ میکنند فلا باس بہ اجماع ائمہ مذہب کے خلاف ایسی بے معنیٰ استناد کیسی سخت جہالت شدیدہ ہے، شک نہیں کہ قاضی ممدوح گیارھویں صدی کے ایک عالم تھے مگر عالم سے لغزش بھی ہوتی ہے پھر اس لغزش سے بچنے کا حکم ہے نہ کہ اتباع کا"

آپ نے دیکھا کیسی کھری تنقید ہے، اور یہ بے دلیل نہیں آپ نے اس تنقید پر کئی مثالیں پیش فرمائی ہیں اور اس کو بھی مدلل کیا ہے، ہمارے زمانہ میں افراد و شخصیات کے ناموں کی پرستش علمی تحقیق و توسیع میں بڑی رکاوٹ ہے، اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ اس قسم کی رکاوٹوں اور بے جا پابندیوں کے سخت مخالف ہیں۔

مرتب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مسئلہ از معسکر بنگلور جامع مرسلہ مولوی عبدالرحیم صاحب مدراسی

۲۳ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے احناف رحمکم اللہ تعالیٰ کہ حنفی مذہب میں نماز جنازہ مع اولیائے میت پڑھ لی ہو پھر دوبارہ پڑھنا اور نماز جنازہ غائب پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور اگر امام شافعی مذہب ہو تو اس کے اقتدار سے ہم حنفیوں کو یہ دونوں امر جائز ہو جائیں گے یا نہیں یہ حیلہ ہمارے مذہب میں کچھ اصل رکھتا ہے یا نہیں ہمارے بلاد دکن اضلاع بنگلور و مدراس میں ان مسئلوں کی اشد ضرورت ہے امید کہ عبارات عام فہم ہوں کہ بکار آمد ہوں۔

(السائل عبدالرحیم مدراسی)

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ الذی لا یشفع عندہ الا باذنہ والصلاۃ والسلام علی من امر بالوقوف عند حدودہ ودینہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ قدر کمالہ وحسنہ آمین

جواب سوال اوّل

مذہب مہذب حنفی میں جب کہ ولی[1] نماز جنازہ پڑھ چکا یا اس کے اذن سے
یک بار نماز ہو چکی (اگرچہ یونہی کہ دوسرے نے شروع کی ولی شریک ہو گیا) تو اب
دوسروں کو نماز مطلقاً جائز نہیں نہ اُن کو جو پڑھ چکے نہ ان کو جو باقی رہے ائمہ
حنفیہ کا اس پر اجماع ہے جو اس کا خلاف کرے مذہب حنفی کا مخالف ہے تمام
کتب مذہب متون و شرح و فتاویٰ اس کی تصریحات سے گونج رہی ہیں اس مسئلہ
کی پوری تحقیق و تنقیح فقیر کے رسالہ "النہی الحاجز عن تکرار صلوٰۃ الجنائز"
میں بفضلہ تعالیٰ بروجہ اتم ہو چکی ہے یہاں صرف نصوص عبارات ائمہ و علماء
حنفیہ خصہم اللہ تعالیٰ بالطائف الخفیہ ذکر کریں اور ازانجا کہ یہ جنازہ فائدہ جدیدہ
سے خالی نہ ہو ان میں جدت و زیادت کا لحاظ رکھیں وباللہ التوفیق۔ یہاں کلام
بنظر انتظام مرام چند انواع پر خواہان انقسام۔ **نوع اوّل** نماز جنازہ دوبارہ
روا نہیں (۱) درمختار میں ہے تکرارھا غیر مشروع نماز جنازہ کی تکرار
جائز نہیں (۲) غنیہ شرح منیہ میں ہے

تکرار الصلوٰۃ علی میت واحد ۔۔۔ ایک میت پر دوبارہ نماز نا جائز ہے۔
غیر مشروع

(۳) امام اجل مفتی الجن والانس سیدی نجم الدین عمر نسفی استاذ امام اجل صاحب
ہدایہ رحمہما اللہ تعالیٰ منظومہ مبارکہ میں فرماتے ہیں:۔

[1] ولی سے مراد یہاں وہ شخص ہے جو نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حق رکھتا ہو اسکی تفصیل آگے آیگی

Marfat.com

باب فتاوی الشافعی وحدہ وما بہ قال وقلنا ضدہ

وجائز فی فعلها التکرار وفی القبور یدخل الاوتار

یعنی نماز جنازہ کی تکرار جائز ہونا صرف امام شافعی کا قول ہے۔ ہمارے نزدیک جائز نہیں (۴) ایضاح امام ابو الفضل کرمانی (۵) فتاوی عالمگیریہ (۶) جامع الرموز میں ہے لا یصلی علی میت الامرۃ واحدۃ کسی میت پر ایک بار سے زیادہ نماز نہ پڑھی جائے (۷) علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں

سقوط فرضها بواحد فلو اعادوا تکرارت ولم تشرع مکررۃ

نماز جنازہ کا فرض ایک کے پڑھنے سے ساقط ہوجاتا ہے اب اگر پڑھیں تو مکرر ہوجائیگی اور وہ مکرر مشروع نہیں۔

بحرالرائق وشامل بیہقی وغیرہما کی عبارات نوع سوم میں آتی ہیں اور حلیہ کی چہارم اور عنایہ کی دہم میں (۸) مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی (۹) نہایہ شرح ہدایہ (۱۰) منحۃ الخالق حاشیہ بحرالرائق میں ہے

لا تعاد الصلوۃ علی المیت الا ان یکون الولی هو الذی حضر فان الحق له ولیس لغیر ولایۃ اسقاط حقه

کسی میت پر دو دفعہ نماز نہ ہو ہاں اگر ولی آئے تو حق اس کا ہے اور دوسرا اس کا حق ساقط نہیں کرسکتا۔

نوع دوم دوبارہ پڑھیں تو نفل ہوگی اور یہ نماز بطور نفل جائز نہیں (۱۱) ہدایہ (۱۲) کافی شرح وافی للامام الاجل ابی البرکات النسفی (۱۳) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق للامام الزیلعی (۱۴) جوہرہ نیرہ شرح مختصر القدوری (۱۵) درر شرح غرر (۱۶) بحرالرائق شرح الکنز للعلامۃ زین (۱۷) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر (۱۸)

Marfat.com

مستخلص الحقائق شرح کنز (۱۹) کبیری علی المنیہ میں ہے

الفرض یتادی بالاول والتنفل	فرض تو پہلی نماز سے ادا ہو جاتا ہے اور یہ نماز
بہا غیر مشروع (زاد فی التبیین)	نفل طور پر جائز نہیں اس لئے جو ایک بار
ولہذا لا یصلی علیہ من صلی علیہ	پڑھ چکا دوبارہ نہ پڑھے۔

مرۃ۔

کافی کے الفاظ یہ ہیں۔

حق المیت یتادی بالفریق الاول	میت کا حق پہلے فریق نے ادا کر دیا اور فرض
وسقط الفرض بالصلوٰۃ الاولیٰ	کفایہ نماز اول سے ساقط ہو گیا اب اور لوگ
فلو فعلہ الفریق الثانی لکان نفلا	پڑھیں تو نماز نفل ہو گی اور یہ جائز نہیں جیسے
وذا غیر مشروع کمن صلی علیہ مرۃ	ایک بار پڑھ چکنے والے کو دوبارہ کی اجازت نہیں

(۲۰) شرح تجرید امام کرمانی (۲۱) فتاوی ہندیہ (۲۲) مراقی الفلاح علامہ شرنبلانی میں ہے

التنفل بصلوٰۃ الجنازۃ غیر مشروع	نماز جنازہ بطور نفل جائز نہیں۔

(۲۳) امام محمد محمد بن امیر الحاج حلیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں المذھب عند اصحابنا ان التنفل بہا غیر مشروع ہمارے اماموں کا مذہب یہ کہ نماز جنازہ نفلاً روا نہیں

(۲۴) بحر العلوم ملک العلماء رسائل الارکان میں فرماتے ہیں

لو صلوا لزم التنفل بہا غیر	پھر پڑھیں تو نماز جنازہ بطور نفل پڑھنی
الجنازۃ وذا غیر جائز۔	لازم آئے گی اور یہ ناجائز ہے۔

رد المحتار کی عبارت نوع ششم میں آئے گی۔ نوع سوم یہاں تک کہ اگر سب مقتدی بے طہارت یا سب کے کپڑے نجس تھے یا نجس جگہ کھڑے تھے یا عورت امام اور

Marfat.com

مرد مقتدی تھے۔ غرض کسی وجہ سے جماعت بھر کی نماز باطل اور فقط امام کی صحیح ہوئی اب اعادہ نہیں کر سکتے کہ اکیلے امام سے فرض ساقط ہو گیا ہاں اگر قوم میں کوئی وجہ بطلان نہ تھی تو پھر پڑھی جائے گی کہ جب امام کی صحیح نہ ہوئی (۲۵)"

نہ ہوئی (۲۵) خلاصہ (۲۶) بزازیہ (۲۷) محیط (۲۸) بدائع امام ملک العلما ابوبکر مسعود کاشانی (۲۹) شامل للامام البیہقی (۳۰) تجرید للامام ابی الفضل (۳۱) مفتاح (۳۲) جواہر اخلاطی (۳۳) قنیہ (۳۴) مجتبٰی (۳۵) شرح التنویر للعلائی (۳۶) اسمٰعیل مفتی دمشق تلمیذ صاحب درمختار (۳۷) ردالمحتار (۳۸) ہندیہ (۳۹) بحر (۴۰) حلیہ (۴۱) رحمانیہ میں ہے

بعضھم یزید علی بعض والنظم للدرم بلاطھارۃ والقوم بھا اعیدت وبعکسہ لا کما لوامت امراۃ ولوامتہ لسقوط فرضھا بواحد

امام طہارت سے نہ تھا اور مقتدی طہارت پر تو نماز پھیری جائے اور عکس میں نہیں جیسے جبکہ عورت امام ہو اگرچہ کنیز ہو کہ فرض ایک کے پڑھ لینے سے ساقط ہو گیا۔

محیط بحرالرائق کے لفظ یہ ہیں

لو کان الامام علی طھارۃ والقوم غیرھا تعادلان صلاۃ الامام صحت فلو اعادوا تتکرار الصلوٰۃ وانہ لا یجوز۔

امام طہارت پر ہو اور مقتدی بے طہارت تو نماز پھیری نہ جائے کہ امام کی نماز صحیح ہو گئی اب اگر پھیری تو نماز جنازہ دوبارہ ہو گی اور یہ ناجائز ہے۔

شامل بیہقی کے الفاظ یہ ہیں

وان کان القوم غیر طاھر لا تعاد۔

اگر مقتدی بے طہارت ہوں نماز نہ پھیریں

Marfat.com

لان الاعادۃ لاتجوز۔ کہ یہ نماز دوبارہ جائز نہیں۔

نوع چہارم جب ولی خود یا اس کے اذن سے دوسرا نماز پڑھادے یا ولی خود ہی تنہا پڑھ لے تو اب کسی کو نماز جنازہ کی اجازت نہیں (۴۲) کنز الدقائق (۴۳) وافی للامام اجل ابی البرکات النسفی (۴۴) وقایہ (۴۵) نقایہ للامام صدر الشریعۃ (۴۶) غرر للعلامۃ مولی خسرو (۴۷) تنویر الابصار وجامع البحار شیخ الاسلام ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الغزی (۴۸) ملتقی الابحر (۴۹) اصلاح، للعلامۃ ابن کمال پاشا (۵۰) فتح القدیر للامام المحقق علی الاطلاق (۵۱) منیہ ابن امیر الحاج (۵۲) شرح نور الایضاح للمصنف میں ہے واللفظ للعلامۃ ابراھیم الحلبی

لایصلی غیر الولی بعد صلاۃ — ولی کے بعد کوئی شخص نماز جنازہ نہ پڑھے

امام ابن الہمام کے الفاظ یہ ہیں

ان صلی الولی وان کان وحدہ لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ — ولی اگرچہ تنہا نماز پڑھ لے اس کے بعد کسی کو پڑھنا جائز نہیں۔

یوں ہی مراقی الفلاح میں فرمایا

لایصلے احد علیھم بعدہ وان صلے وحدہ ولی۔ — ولی اکیلا ہی پڑھ چکا جب بھی اس کے بعد کوئی نہ پڑھے۔

حلیہ کی عبارت یہ ہے

قال علمائنا اذا صلے علی المیت من لہ ولایۃ ذالک لاتشرع الصلوۃ علیہ ثانیۃ بغیرہ — ہمارے علماء نے فرمایا جب میت پر صاحب حق نماز پڑھ لے پھر کسی کو اس پر نماز مشروع نہیں

(۵۳) مختصر قدوری (۵۴) ہدایہ للامام الاجل ابی الحسن علی بن عبد الجلیل الفرغانی

(۵۵) نافع متن مستصفٰے للامام ناصر الدین ابی القاسم المدنی السمرقندی (۵۶) ...
الکنز للعلامۃ ابن نجیم (۵۷) شرح الملتقی للعلامۃ شیخی زادہ (۵۸) شرح النقا...
للقہستانی (۵۹) ابراہیم الحلبی علی المنیہ (۶۰) شرح مسکین للکنز (۶۱) برجندی شرح نقا...

ان صلی علیہ الولی لم یجز لان	اگر جنازے پر ولی نماز پڑھ لے تو اب کسی
ان یصلی بعدہ۔	کو پڑھنی جائز نہیں۔

غنیہ کے الفاظ یہ ہیں عدم جواز صلاۃ غیر الولی بعدہ مذھبنا ولی کے
بعد سب کو نماز ناجائز ہونا ہمارا مذہب ہے (۶۲) مستصفٰے للامام النسفی (۶۳) شل...
علی الکنز میں ہے

لولم یحضر السلطان وصلے الولی	اگر سلطان حاضر نہ ہو اور ولی پڑھ لے
لیس لاحد الاعادۃ	اب کوئی اعادہ نہیں کر سکتا۔

نوع پنجم کچھ ولی کی خصوصیت نہیں حاکم اسلام یا امام مسجد جامع یا امام مسجد
محلہ میّت کے بعد بھی پھر دوسروں کو اجازت نہیں کہ یہ بھی صاحب حق ہیں (۶۴) ...
امام فخر الدین عثمان نے شرح کنز میں بعد مسئلۂ ولی فرمایا

وکذا بعد امام الحی وبعد کل من	یونہی اگر مسجد محلہ میّت کا امام یا سلطان حکام
یتقدم علی الولی	اسلام وغیرہ نماز جنازہ پڑھ لیں تو پھر اوروں
	کو نماز کی اجازت نہیں۔

(۶۵) فاتح شرح قدوری (۶۶) ذخیرۃ العقبیٰ علی صدر الشریعۃ (۶۷) حواشی سید حموی ...
میں ہے۔

تخصیص الولی لیس بقید لانہ لوصلی	کچھ ولی کی خصوصیت نہیں بلکہ سلطان وغیر...

سلطان اوغیرہ ممن هو اولی من | جو ولی سے اولی ہیں ان کے بعد بھی کسی کو
الولی لیس لاحد ان یصلی بعدہ | پڑھنا جائز نہیں۔

(٦٨) فتح القدیر (٦٩) فتح المعین میں ہے۔

اذا امنعت الاعادۃ بصلاۃ الولی | جب ولی کے بعد دوسرے کو اجازت نہیں تو
فبصلاۃ من هو مقدم علی الولی | سلطان وغیرہ کہ اس سے بھی مقدم ہیں انکے
اولی | بعد اجازت نہ ہونا بدرجہا اولی۔

(٧٠) قہستانی علی مختصر الوقایہ میں ہے لایجوز ان یصلی غیر الاحق بعد صلاۃ الولی والاحق ولی وغیرہ جو اس نماز میں صاحب حق ہیں ان میں کسی کے پڑھنے کے بعد غیر کو پڑھنا جائز نہیں حلیہ کی عبارت نوع چہارم میں گزری نوع ششم ولی وغیرہ ذی حق جس صورت میں اپنے لئے اعادہ کرسکتے ہیں اس حال میں بھی جو پہلے پڑھ چکا ان کی نماز میں شریک نہیں ہوسکتا (٧١) نور الایضاح (٧٢) درمختار (٧٣) بحر الرائق (٧٤) قنیہ (٧٥) شرح مختصر الوقایہ للعلامۃ عبد العلی (٧٦) شرح الملتقی للعلامۃ عبد الرحمن الرومی (٧٧) غنیہ ذوی الاحکام للعلامۃ الشرنبلالی (٧٨) شرح منظومہ ابن وہبان للعلامۃ ابن الشحنۃ (٧٩) خادمی علی الدرمیں ہے واللفظ لہ

لیس لمن یصلی اولا ان یعید مع الولی | جو ایکبار پڑھ چکا وہ ولی کے ساتھ اعادہ نہیں کرسکتا

(٨٠) فتح القدیر میں ہے ولذا قلنا یشرع لمن صلی مرۃ التکریر اسی لئے ہمارا مذہب ہے کہ جو ایکبار پڑھ چکا اسے پھر پڑھنا جائز نہیں (٨١) شامی علی الدر میں ہے لان اعادتہ تکون نفلا من کل وجہ بخلاف الولی لانہ صاحب الحق۔ اس لئے کہ اس کا

Marfat.com

اعادہ ہر طرح نفل ہی ہوگا اور یہ جائز نہیں بخلاف ولی کہ صاحب حق ہے۔ نوع هفت
جب ولی نے دوسرے کو اذن دیدیا اگرچہ آپ شریک نماز نہ ہوا یا کوئی اجنبی
بے اذن ولی خود ہی پڑھ گیا مگر ولی شریک نماز ہوگیا تو ان صورتوں میں ولی
بھی اعادہ نہیں کر سکتا (۸۲) جوہرہ میں ہے ان اذن الولی لغیرہ فصلی
لا یجوز لہ الاعادۃ اگر ولی کے اذن سے دوسرے نے پڑھ لی تو اب ولی
بھی اعادہ جائز نہیں (۸۳) بحر میں ہے اذن لغیرہ بالصلاۃ لاحق لہ
فی الاعادۃ ولی جب دوسرے کو نماز کا اذن دیدے اب اسے اعادہ کا حق
نہیں (۸۴) فتاوٰی امام قاضی خان (۸۵) فتاوٰی ظہیریہ (۸۶) فتاوٰی
ولوالجیہ (۸۷) واقعات (۸۸) تجنیس للامام صاحب ہدایہ (۸۹) فتاوٰی
عتابیہ (۹۰) فتاوٰی خلاصہ (۹۱) عنایہ شرح ہدایہ (۹۲) نہایہ اول شروح ہدایہ
(۹۳) منبع (۹۴) عبدالحلیم الرومی علی الدرر (۲۵) شلبی علی زیلعی الکنز (۹۶)
حلیہ (۹۷) برجندی (۹۸) بحر (۹۹) رحمانیہ (۱۰۰) شرح علائی (۱۰۱) ہندیہ

واللفظ للعنایہ عن الولوالجی وللشلبی عن النہایۃ عن الولوالجی والظہیریۃ والتجنیس وللبحر عنہم وعن الواقعات رجل صلی علی جنازۃ والولی خلفہ ولم یرض بہ ان تابعہ وصلی معہ لا یعید لانہ صلی مرۃ۔

ایک شخص نے نماز پڑھائی اور ولی راضی نہ تھا لیکن شریک ہوگیا تو اب اعادہ نہ کرے گا کہ ایک بار پڑھ چکا۔

Marfat.com

نوع ہشتم یونہی اگر سلطان وغیرہ ذی حق کہ ولی سے مقدم ہیں پڑھ لیں یا خود نہ پڑھیں ان کے اذن سے کوئی پڑھ دے جب بھی ولی کو اختیار اعادہ نہیں (۲۰ تا ۱۱۹) ۸۴ سے ۱۰۱ تک تمام کتب مذکورہ (۱۲۰) فتح القدیر (۱۲۱) فتح المعین میں ہے

اما من ذکرنا لفظھم انفا فبالفاظ متفقۃ فالباقون بمعانی متقاربۃ وھذا لفظ الخانیۃ ان کان المصلی سلطانا او الامام الاعظم او القاضی او والی مصر او امام حیہ لیس للولی ان یعید فی ظاھر الروایۃ زاد الذین سقناہ لفظھم لانھم اولی بالصلاۃ منہ	اگر امیر المومنین یا سلطان اسلام یا قاضی یا والی شہر یا امام مسجد محلہ میت نے نماز پڑھ لی تو ہمارے ائمہ سے ظاہر الروایۃ میں ولی کو بھی اعادہ کا اختیار نہیں کہ یہ لوگ اس نماز کے حق میں ولی سے مقدم ہیں۔

(۱۲۲) غنیہ (۱۲۳) حلیہ (۱۲۴) بحر (۱۲۵) طحطاوی علی مراقی الفلاح سب کے باب تیمم میں ہے

لو صلی من لہ حق التقدم کالسلطان ونحوہ لا یکون لہ حق بالاعادۃ	سلطان وغیرہ جو ولی پر مقدم ہیں انکے پڑھ لینے کے بعد ولی کو حق اعادہ نہیں۔

کفایہ و مستخلص کی عبارت نوع دہم میں آتی ہے امام عتابی نے مثل عبارت مذکورہ خانیہ ذکر کیا اور ان کی گنتی میں جو ولی پر مقدم ہیں امام مسجد جامع کو بھی بڑھایا

اور درایہ پھر نہر پھر درمختار اور جوامع الفقہ اور پھر فتح پھر شرنبلالیہ میں تصریح فرمائی کہ امام جامع امام محلہ پر مقدم (۱۲۶) درایہ شرح ہدایہ (۱۲۷) شلبیہ علی الکنز میں ہے ولو صلی امام المسجد الجامع لا تعاد مسجد جامع کا امام پڑھ لے تو پھر اعادہ نہیں (۱۲۸) مجمع البحار (۱۲۹) شرح مجمع (۱۳۰) بحر (۱۳۱) ردالمحتار میں ہے امام الحی کالسطان فی عدم اعادۃ الولی امام محلہ بھی اس امر میں مثل سلطان ہے کہ اس کے بعد ولی کو اعادہ جائز نہیں۔ تنبیہ امام عتابی نے ولی پر تقدیم امام میں یہ شرط لگائی کہ وہ ولی سے افضل ہو ورنہ ولی ہی اولی ہے یہ شرط شرنبلالیہ میں معراج الدرایہ اور درمختار میں مجتبےٰ و شرح المجمع المصنفہ سے نقل فرمائی حلیہ میں اسے عتابی سے بحوالہ شرح مجمع اور امام بقالی سے بحوالہ مجتبےٰ نقل کرکے فرمایا وہو احسن یہ کلام عمدہ ہے اسی طرح بحر الرائق میں فرمایا (۱۳۲) خانیہ (۱۳۳) وجیز کردری (۱۳۴) عالمگیریہ (۱۳۵) خزانۃ المفتین میں ہے

(واللفظ للوجیز مات فی غیر	غیر شہر میں مرا لوگوں نے نماز پڑھ لی
بلدہ فصلی علیہ غیر اہلہ	پھر اس کے اقارب اسے اس کے وطن
ثم حملہ اہلہ الی المنزل	میں لے آئے اگر پہلی نماز حاکم اسلام یا
ان کانت الصلاۃ الاولی باذن	قاضی کے اذن سے ہوئی تھی تو اب اقارب
الوالی او القاضی لا تعاد	اعادہ نہ کریں۔

نوع نہم اگر ولی نے نماز پڑھ لی اور سلطان و حکام کہ اس سے اولیٰ ہیں بعد کو آئے اب وہ بھی بالاتفاق اعادہ نہیں کرسکتے ہاں اگر وہ موجود تھے اور ان کے بے اذن ولی

Marfat.com

نے پڑھ لی اور سلطان نہ ہوئے تو ایک جماعت علماء کے نزدیک انھیں اختیار اعادہ ہے۔

وھو محمل مافی الدر عن المجتبیٰ	اور یہی محمل ہے مندرجہ ذیل کتب کی
وفی النھایۃ والجوھرۃ ثم الھندیۃ	عبارات کا در میں مجتبیٰ سے نہایہ،
والطحطاوی وفی العنایۃ والبرجندی	جوہرہ، ہندیہ، طحطاوی، عنایہ اور
عن النھایۃ وفی الفاتح شرح	برجندی میں نہایہ سے اور فاتح شرح قدوری
القدوری وفی ابی سعید علی	اور ابو سعید علی الدرر عن المجتبیٰ
الدر عن المجتبیٰ وغیرہ	وغیرہ سے۔

اور ایک جماعت علماء کے نزدیک اب بھی سلطان وغیرہ کسی کو اختیار اعادہ نہیں معراج الدرایہ میں اسی کی تائید کی ردالمحتار میں اسی کو ترجیح دی اور یہی ظاہر اطلاق اور ظاہرا من حیث الدلیل اقویٰ ہے تو حاصل یہ ٹھہرا کہ سلطان نے پڑھ لی تو ولی نہیں پڑھ سکتا ولی نے پڑھ لی تو سلطان نہیں پڑھ سکتا۔ غرض ہر طرح اعادہ وتکرار کا دروازہ بند فرماتے ہیں (۱۳۶) غایۃ البیان شرح الھدایۃ للعلامۃ الاتقانی میں ہے۔

ھذا علی سبیل العموم حتی	ولی کے بعد کسی کو نماز کی اجازت نہ
لا تجوز الاعادۃ لا لسلطان ولا	ہونے کا حکم عام ہے یہانتک کہ پھر سلطان
لغیرہ	وغیرہ کسی کو اعادہ جائز نہیں۔

(۱۳۷) صغیری میں ہے ان صلی ھو فلیس لغیرہ ان یصلی بعدہ من السلطان دونہ ولی پڑھ لے تو پھر کسی کو پڑھنے کا اختیار نہیں سلطان ہو یا اور کوئی

Marfat.com

(۱۳۸) سراج وہاج شرح قدوری میں ہے من صلی الولی علیہ لم یجز ان صلی احد بعدہ سلطانا کان او غیرہ ولی کے بعد کسی کو جائز نہیں سلطان ہو یا اس کا غیر (۱۳۹) و (۱۴۰) ابو سعود میں نافع وغیرہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا

اطلق فی الغیر فعم السلطان فمفادہ عدم اعادۃ السلطان بعد صلوٰۃ الولی وبہ جزم فی السراج وغایۃ البیان والنافع	کنز میں امام ماتن نے غیر کو مطلق رکھا جو سلطان کو بھی شامل تو اس کا مفاد یہ ہے کہ ولی کے بعد سلطان بھی اعادہ نہ کرے اور اسی پر سراجی واتقانی ونافع نے جزم فرمایا۔

(۱۴۱) مستصفیٰ للامام النسفی (۱۴۲) شلبی علی الکنز میں ہے

الحق الی الاولیاء حیث قال لیس لاحد بعدہ الاعادۃ بطریق العموم سلطانا او کان غیرہ	اصل حق ولی کا ہے ولہذا ماتن یعنی صاحب الفقہ النافع نے عام فرمایا کہ ولی کے بعد کسی کو اعادہ کا اختیار نہیں سلطان ہو یا کوئی

(۱۴۳ و ۱۴۴) ردالمحتار میں معراج الدرایہ وغیرہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا

اذا صلی الولی فھل لمن قبلہ کالسلطان حق الاعادۃ فی السراج والمستصفیٰ لا ویدل علی ھذا القول الھدایہ ان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ ونحوہ فی الکنز وغیرہ فقولہ لم یجز لاحد یشمل السلطان ونقل	کیا ولی کے بعد سلطان وغیرہ جو اس سے مقدم ہیں اعادہ کا حق رکھتے ہیں سراج ومستصفیٰ میں منع فرمایا اور ہدایہ کا قول اس پر دلیل ہے کہ فرمایا ولی کے بعد کسی کو جائز نہیں اور یونہی کنز وغیرہ میں ہے کسی میں سلطان بھی آگیا اور معراج میں منافع سے سلطان کو منع اعادہ نقل کرکے اس کی تاکید فرمائی۔

Marfat.com

فی المعراج عن المنافع[1] فلیس السلطان
الاعادۃ ثم اید روایۃ المنافع اھ ملخصا

(۱۴۵) بحر الرائق میں ہے صلی الولی ثم جاء المقدم علیہ فلیس لہ الاعادۃ
ولی پڑھ چکا پھر سلطان وغیرہ وہ لوگ آئے جو ولی پر مقدم ہیں انھیں اعادہ
کا اختیار نہیں۔

وبھذا احاول البحر التوفیق فحمل ما فی النہایۃ والعنایۃ علی ما اذا تقدم الولی بحضرۃ السلطان

بحر نے توفیق کی یہی راہ نکالی ہے چنانچہ انھوں نے نہایہ اور عنایہ کی عبارت کا مقصد یہ لیا کہ جب ولی بادشاہ کے موجود ہوتے ہوئے اسکی

---

[1] منافع ، مستصفٰی کا نام ہے ، ایس کے مصنف امام ابو البرکات نسفی ہیں ، یہ " نافع " کی شرح ہے جو امام ناصر الدین ابو القاسم مدنی سمرقندی کی تصنیف ہے ، مصنفِ مستصفٰی نے منظومہ نسفیہ کی شرح کے آخر میں کہا کہ جب میں " منافع " کو لکھوا کر فارغ ہوا تو میرے بعض احباب نے مجھسے درخواست کی کہ میں منظومہ کی بھی شرح کروں جو نکات پر مشتمل ہو ، چنانچہ میں نے اسکی شرح کی اور اسکا نام مصفّٰی رکھا ، اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مستصفٰی اور منافع دونوں ایک ہی کتاب کے نام ہیں جو نافع کی شرح ہے اور مصفّٰی ایک دوسری کتاب ہے جو منظومہ کی شرح ہے ، وہ نہ تو مستصفٰی ہے اور نہ اس کا اختصار ہے اور نہ ہی مستصفٰی منظومہ کی شرح ہے ، علامہ کاتبی سے یہاں کشف الظنون میں بھول واقع ہوگئی ہے مزید حیرت یہ ہے کہ انھوں نے اپنے اس دعوٰی پر کہ مستصفٰی منظومہ کی شرح ہے مصفّٰی اس کا اختصار ہے نسفی کے اس کلام سے استدلال کیا ہے ، حالانکہ یہ عبارت ببانگ دہل اس دعوے کی تردید کرتی ہے ، پھر انھوں نے دوبارہ مستصفٰی کا ذکر کیا اور اُسے نافع کی شرح بتا کر اسی کو صحیح قرار دیا اور ایک قیل ذکر کی کہ یہ بعینہ مصفّٰی ہے ، لیکن یہ درست نہیں۔ واللہ اعلم ۔ منہ

Marfat.com

من دون اذنہ رمانی السراج والمستصفیٰ
علی ما اذا تقدم وھم غیب ثم حضروا
ونازعہ فی النھر بان کلماتھم متفقۃ
علی ان لا حق للسلطان فمن
دونہ قبل الولی الآعند حضورھم
فالخلاف انما ھو اذا حضروا۔
اقول کیفما کان الامر فالذی
یقول باعادۃ السلطان انما
یقول اذا حضر وتقدم الولی
بلا اذنہ قال فی الحلیۃ فی تصویر
ھذا الخلاف صلی الولی والسلطان
او امام الحی او من بینھما حاضر
ولم یتابعہ الخ وکذلک قید فی
النافع بقولہ ان حضر فی شرح
المستصفیٰ انما قدم السلطان
بعارض ولھذا قال ان حضر ام
وفی المجتبیٰ صلی الولی لم یجز ان
یصلی احد بعدہ ھذا اذا لم یحضر
السلطان اما اذا حضر صلے الولی

اجازت بغیر آگے بڑھ گیا ہو، اور سراج و
مستصفیٰ کی عبارت کا مقصد یہ لیا کہ جبکہ بادشاہ
دوسرے لوگوں کی غیر موجودگی میں آگے بڑھ گیا لیکن
نہر میں اُنسے اختلاف کیا کہ فقہا متفقہ طور پر کہتے
ہیں کہ بادشاہ اور اسکے علاوہ دوسرے لوگوں کو ولی
سے قبل کوئی حق نہیں، ہاں اگر اولیاء کی موجودگی
ہو تو ہے، تو اختلاف اولیاء کی موجودگی کے وقت
ہے، میں کہتا ہوں معاملہ جو کچھ بھی ہو بہر حال جو
لوگ بادشاہ کیلئے نماز جنازہ کے اعادہ کا قول
کرتے ہیں وہ اس صورت میں جبکہ ولی انکی اجازت
کے بغیر آگے بڑھ گیا ہو، حلیہ میں اس اختلاف کی
وضاحت کرتے ہوئے کہا: ولی، بادشاہ قبیلہ کا امام
یا جو ان دونوں کے درمیان ہو موجود ہو اور انکی
متابعت نہ کرے الخ اور اسی طرح نافع میں یہ قید
لگائی "کہ اگر وہ حاضر ہو" مستصفیٰ کی شرح میں
کہا کہ سلطان کو ایک عارض کیوجہ سے مقدم کیا
اسلئے کہا "اگر وہ موجود ہو" اور مجتبیٰ میں ہے
ولی کے نماز پڑھ لینے کے بعد کسی کو نماز پڑھنا
جائز نہیں یہ جب ہے جبکہ بادشاہ موجود نہ ہو،

Marfat.com

يعيد السلطان اھ ومثله في الفتح
وفي الدر لو صلى الولي بحضرة
السلطان اھ وفي المعراج والحادي
عن المجتبى للسلطان الاعادة
اذا صلى الولي بحضرته اھ وفي
طحطاوي ما على المراقي صلى ولي
واذن السلطان ان يصلى عليه
فله ذلك جوهرة يعني اذا كان
حاضرا وقت الصلوة ولم يصل
مع الولي ولم ياذن لاتفاق كلمتهم
ان لاحق للسلطان عند عدم
حضوره منه اھ فظهر سقوط
ما وقع لعبد الحليم على الدرر
من قوله ان السلطان اذا لم
يحضر فصلى من دونه فحضر
السلطان يعيدها ان شاء اھ
فليتنبه وبالله التوفيق۔

لیکن جب بادشاہ موجود ہو اور ولی نماز پڑھ لے
تو بادشاہ اعادہ کرلیگا اھ اسی طرح فاتح اور دُر
میں ہے کہ "اگر ولی نے بادشاہ کی موجودگی میں
نماز پڑھی" معراج اور حادی میں مجتبےٰ سے ہے
"کہ اگر بادشاہ کی موجودگی میں ولی نے نماز
پڑھی تو بادشاہ اعادہ کرسکتا ہے اور طحطاوی
علی مراقی میں ہے کہ ولی نے اگر بادشاہ کی اجازت
سے نماز پڑھ لی تو یہ درست ہے، جوہرہ، یعنی جبکہ
بادشاہ نماز کیوقت موجود ہو اور ولی کے ساتھ نہ
پڑھے، اور اجازت بھی نہ دے، کیونکہ تمام فقہاء
اس پر متفق ہیں کہ بادشاہ کو جنازہ کے پاس موجود نہ
ہونیکی صورت میں کچھ حق نہیں ہے، اس سے معلوم
ہوا کہ عبدالحلیم نے درر پر جو کہا ہے، وہ غلط ہے
انکا قول یہ ہے کہ جب سلطان نہ ہو اور دوسرے
نماز جنازہ پڑھ لیں پھر وہ آئے تو اگر چاہے تو
اعادہ کرسکتا ہے، اس پر غور کرنا چاہئے اور
اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

نوع دھم حدیہ کہ جنازہ ہو اور بے وضو کو وضو کرنے یا جنب یا حیض یا نفاس سے فارغ ہونے والی کو نہانے میں فوت نماز کا اندیشہ ہو تو شرع نے اجازت فرمائی کہ تیمم کرکے

Marfat.com

شریک ہو جائے کہ ہو چکی تو پھر نہ پڑھ سکے گا نماز عید و لہذا سلطان وغیرہ جو ولی سے مقدم ہیں جب وہ حاضر ہوں تو ولی کو بھی تیمم جائز ہے بلکہ اگر ولی نے دوسرے کو اجازت امامت دیدی تو بھی ولی تیمم کر سکیگا کہ اجازت دیکر اختیار اعادہ نہ رہا۔ یوں ہی اگر وضو یا غسل کے تیمم سے ایک جنازہ پڑھا گیا کہ دوسرا آگیا اور وضو یا غسل کی مہلت نہ پائی تو اُسی تیمم سے دوسرا اور تیسرا جہاں تک ہوں پڑھ سکتے ہیں (۱۴۶) کنز (۱۴۷) تنویر (۱۴۸) ملتقی (۱۴۹) نور الایضاح (۱۵۰) محیط میں ہے (صح لخوف فوت الجنازۃ اندیشہ فوت جنازہ کے لئے تیمم جائز ہے (۱۵۱) مختصر قدوری (۱۵۲) ہدایہ (۱۵۳) وقایہ (۱۵۴) نقایہ (۱۵۵) اصلاح (۱۵۶) دالی (۱۵۷) غرر (۱۵۸) منیہ میں ہے واللفظ للاصلاح والوقایۃ

ھو لمحدث وجنب وحائض	مرد یا عورت جسے وضو یا غسل کی حاجت
ونفساء عجز واعن الماء لخوف	ہو اور اس میں نماز کے فوت ہو جانے کا
فوت صلوٰۃ الجنازۃ لغیر الولی اھ	خوف کریں اُن کو تیمم جائز ہے سوا اس کے
ومثلہ فی الغرر غیر انہ قال لغیر الولی	جو اس نماز کا احق ہو۔

کہ اُسے خوف فوت نہیں مختصر وقایہ کے لفظ یہ ہیں مایفوت لا الی خلف کصلوٰۃ الجنازۃ لغیر الولی جواز تیمم کے عذروں سے ہے ایسے واجب کا فوت جس کا بدل نہ ہو سکے جیسے غیر ولی کے لیے نماز جنازہ (۱۵۹) امام حاکم شہید (۱۶۰) فتاوی غیاثیہ میں ہے لایجوز التیمم لمن ینتظرہ الناس فلو لم ینتظروہ

Marfat.com

اجزاء جس کا انتظار ہوگا یعنی ولی اولیٰ اسے تیمم جائز نہیں اور جس کا انتظار نہ ہوگا یعنی غیر اولیٰ اسے تیمم جائز ہے (۱۶۱) طحطاوی علی الدر میں ہے یعتبر الخوف بغلبۃ الظن خوف فوت میں غالب گمان کا اعتبار ہے (۱۶۲) امام اجل طحاوی شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں قد رخص فی التیمم فی الامصار خوف فوت الصلاۃ علی الجنازۃ وفی صلاۃ العیدین لان ذالك اذا فات لم یقض نماز جنازہ یا عید فوت ہوجانے کے خوف سے پانی ہوتے ہوئے تیمم کی اجازت ہے اس لئے کہ ان دونوں نمازوں کی قضا نہیں (۱۶۳) ہدایہ (۱۶۴) مجمع الانہر میں ہے لانہ لا تقضی فیتحقق العجز اس لئے کہ نماز جنازہ کی قضا نہیں تو پانی سے عجز ثابت ہوا (۱۶۵) حلیہ (۱۶۶) برجندی (۱۶۷) مراقی الفلاح (۱۶۸) فتاویٰ خیریہ میں ہے انہا تفوت بلاخلف (زاد البرجندی) بالنسبۃ الی غیر الولی۔ نماز جنازہ ہوچکے تو غیر ولی کے لئے اس کا بدل نہیں (۱۶۹) کافی میں دونوں لفظ جمع فرمائے کہ صلاۃ الجنازۃ والعید تفوتان لا الی بدل لانہما لاتقضیان فیتحقق العجز نماز جنازہ اور عید فوت ہوجائیں تو ان کا بدل نہیں کہ وہ قضا نہیں کی جاتیں تو پانی سے عجز ثابت ہوا (۱۷۰) عنایہ میں ہے کل مایفوت لا الی بدل جاز اداءہ بالتیمم مع وجود الماء وصلاۃ الجنازۃ عندنا کذالك لانہا لاتعاد ہر واجب کہ فوت پر بدل نہ رکھتا ہو پانی ہوتے ہوئے اسے تیمم سے ادا کرسکتے ہیں اور نماز جنازہ ہمارے نزدیک ایسی ہی ہے کہ وہ دوبارہ نہیں ہوسکتی (۱۷۱) تبیین (۱۷۲) ارکان میں ہے صلاۃ الجنازۃ تفوت لا الی خلف فصار الماء معدوما بالنسبۃ الیہا نماز جنازہ کا بدل نہیں تو اس کے لئے پانی بعدم ٹھہرا (۱۷۳) ظہیریہ (۱۷۴) عالمگیریہ

Marfat.com

(۱۷۵) سراجیہ (۱۷۶) شرح نورالایضاح (۱۷۷) درمختار (۱۷۸) رحمانیہ میں ہے ولفظھم للدر ولوجنبا اوحائضا اس کے لیے جنب وحائض کو بھی تیمم روا اور یہ مسئلہ وقایہ واصلاح وغرر سے واضح تر گزرا (۱۷۹) بحر (۱۸۰) ہندیہ (۱۸۱) طحطاوی المراقی (۱۸۲) حلیہ (۱۸۳) غنیہ میں ہے واللفظ للبحر یجوز التیمم للولی اذا کان من ھو مقدم علیہ حاضرا اتفاقا لانہ یخاف الفوت سلطان وحکام کہ ولی سے مقدم ہیں وہ حاضر ہوں تو ولی کو بھی تیمم جائز ہے کہ اب اُسے بھی خوف فوت ہو سکتا ہے (۱۸۴) جوہرہ (۱۸۵) جوہرہ (۱۸۶) علمگیریہ میں ہے واللفظ لھذین یجوز للولی اذا اذن لغیرہ بالصلوٰۃ ولایجوز لمن امرہ الولی کذا فی الخلاصۃ ولی دوسرے کو اذن نماز دیدے جب بھی اُسے تیمم روا ہے (کہ اب اسے خوف فوت ہوگیا) اور جسے ولی نے اذن دیدیا اب اسے تیمم جائز نہیں جیسا کہ خلاصہ میں تصریح فرمائی (کہ اب اسے خوف نہیں نہیں) (۱۸۷) فتاوی کبری (۱۸۸) فتاوی قاضی خاں (۱۸۹) خزانۃ المفتین (۱۹۰) جامع المضمرات شرح قدوری (۱۹۱) فتاوے ہندیہ (۱۹۲) فتح القدیر (۱۹۳) جواہر اخلاطی (۱۹۴) شرح تنویر میں ہے۔

تیمم فی المصر وصلے علے جنازۃ	پانی ہوتے ہوئے بخوف فوت تیمم سے
ثم اتی باخری فان کان بینھما	نماز جنازہ پڑھی اب دوسرا جنازہ آیا اگر
مدۃ یقدر علی الوضوء (قال	بیچ میں اتنی مہلت پائی تھی کہ وضو کرلیتا
فی الدر ثم زال تمکنہ) یعید	اور نہ کیا اور اب وضو کرنے تو یہ دوسرا جنازہ
التیمم وان لم یقدر صلی بذلک	فوت ہو تو اس صورت میں دوبارہ تیمم کرے

Marfat.com

التیمم اھ قال فی الدرایہ یفتی بہ قال فی المضمرات والجواھر ولبدلہ علیہ الفتوی۔

اور مہلت نہ پائی تھی تو اسی پہلے تیمم سے یہ بھی پڑھ لے اسی پر فتویٰ ہے۔

(۱۹۵) برہان شرح مواہب الرحمن (۱۹۶) شرح نظم الکنز للعلامۃ القدسی (۱۹۷) حاشیہ علامہ نوح افندی (۱۹۸) حاشیہ علامہ ابن عابدین میں ہے۔

مجرد الکراھۃ لا یقتضی العجز المقتضی لجواز التیمم لانھا لیست اقوی من فوات الجمعۃ والوقتیۃ مع عدم جوازہ لھا۔

یعنی صرف کراہت کے سبب تیمم کی اجازت نہیں کہ جمعہ یا پنجگانہ فوت ہونے کے خوف سے تیمم کی اجازت نہیں یہ اس سے زیادہ تو نہ ہوگی بلکہ اجازت اس لئے ہے کہ جنازہ فوت ہو تو بدل ناممکن ہے۔

تنبیہ ماذکرنا من عدم جوازہ اولی نسبوہ لروایۃ الحسن عن الامام الاعظم وعزاہ فی الجوھرۃ والھندیۃ صححہ فی الھدایہ والخانیہ والکافی والتبیین وکذا نقل تصحیحہ فی الجوھرۃ والھندیۃ والمستخلص والمراقی وعلیہ مشی فی الخلاصۃ والنھایۃ والمنیۃ والھندیہ والکافی والدر

تنبیہ۔ ہمنے جو اسکا عدم جواز ذکر کیا یہ اولیٰ ہے، اسے فقہا رنے حسن کی روایت کی طرف منسوب کیا ہے جو انھوں نے امام اعظم سے کی ہے، اور جوہرہ میں اس کو فوائد کی طرف منسوب کیا ہے، اور ہدایہ خانیہ کافی تبیین میں اسکو صحیح کہا، اسی طرح اسکی تصحیح جوہرہ، ہندیہ مستخلص اور مراقی میں کی ہے، اور اسی پر خلاصہ میں چلے ہیں، اور نہایہ، منیہ، ہندیہ، کافی، در، مجتبیٰ اور جامع رموز میں بھی یہی ہے۔

Marfat.com

والمجتبیٰ وجامع الرموز وقال | صدر شہید نے کہا اسی کو ہم اختیار کرتے
الصدر الشہید بہ ناخذ کما | ہیں جیساکہ خلاصہ میں ہے، امام شمس الائمہ
فی الخلاصۃ وکذا صححہ الامام | حلوانی نے بھی یہی اختیار کیا، جیساکہ غیاثیہ
شمس الائمۃ الحلوانی کما فی الغیاثیۃ | میں ملتقی الشہید سے ہے، اور غنیہ میں ذخیرہ
عن منتقی الشہید وفی الغنیۃ عن | سے ہے اور میں کہتا ہوں کہ ابن کمال پاشا
الذخیرۃ اقول فماوقع فی ابن | میں جو اس کے خلاف کی تصحیح شمس الائمہ
کمال پاشا من نسبۃ تصحیح | نے اور ان کی اتباع میں عبدالحلیم نے
وفی الشمس الائمۃ وتبعہ عبدالحلیم | درر پر اور شامی نے درر پر، تو وہ سبقت
علی الدرر والشامی علی الدر | نظر کی وجہ سے ہوا ہے، فقہا نے ظاہر روایت
فکانہ سبق نظر قالوا فی ظاہر | میں کہا کہ ولی کیلئے بھی جائز ہے، کیونکہ اس
الروایۃ یجوز للولی ایضاً لان | میں انتظار مکروہ ہے اور اس کا جواب
الانتظار فیہا مکروہ وجوابہ | ہم نے ابھی برہان سے نقل کیا ہے اور
مانقلنا انفاً عن البرہان فمابعدہ | اسکے بعد والی عبارت میں بھی، خلاصہ میں
وعزاہ فی الخلاصۃ للاصل والفتاویٰ | اس کو اصل اور فتوٰی صغریٰ کی طرف منسوب
الصغریٰ وعلیہ مشی فی الظہیریۃ وخزانۃ | کیا ہے اور اسی پر چلے ہیں۔ ظہیریہ میں اور
المفتین وصححہ فی جواہر الاخلاطی | خزانۃ المفتین میں اور جواہر اخلاطی میں
وعزا تصحیحہ فی عبدالحلیم لخواہر | اسکی تصحیح کی ہے، عبدالحلیم میں اس کی تصحیح
زادہ وفی الرحمانیۃ لحاشیۃ | خواہر زادہ کی طرف منسوب کی ہے اور رحمانیہ
شیخ الاسلام عن النصاب | حاشیہ شیخ الاسلام میں نصاب سے اور

والغائیہ وفتاوی الغرائب والظهیریۃ
اقول لکن الذین رایت فی
الغیاثیہ ماقدمت الی ان قال
الحلوانی الصحیح روایۃ الحسن
وتفتی بہذا فلہا العتابیہ بجملہ
نتاء قرشت فمرحدۃ اقول وقد
اسمعناك التنقیض علی استثناء
الولی عن المختصر والہدایۃ والوقایۃ
والنقایۃ والاصلاح والوافی
والغرر والہدایہ وقصر الاجازۃ
علی خوف الفوت عنہا وعن الطحاوی
والکنز والتنویر والملتقی ونور الایضاح
وھذا کلھا متون المذھب المعتمد
علیہا الموضوعۃ لنقل المذھب
فلا اقل من ان یکون ایضا ظاہر
الروایۃ وقد تظافرت علیہ
تصحیحات الجلۃ ولا یذھب
علیك مالہ من قوۃ الدلیل
فعلیہ یجب الاعتماد والتعویل

غیاثیہ سے اور فتاوی غرائب اور ظہیریہ سے۔
میں کہتا ہوں غیاثیہ میں جو کچھ میں نے
دیکھا وہ پہلے بیان کرچکا ہوں کہ حلوانی نے
حسن کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور اسی
پر فتوی دیا ہے۔ میں کہتا ہوں ہم ولی
کے استثناء پر اعتراض کو پہلے ہی آپ
کے سامنے پیش کرچکے ہیں، مختصر، ہدایہ،
وقایہ، نقایہ، اصلاح، وافی، غرر
اور ہدایہ سے، اور اجازت کا مقصود ہونا
جنازہ کے فوت ہونے کے خطرہ سے طحطاوی
کنز، تنویر، ملتقی اور نور الایضاح سے،
اور یہ سب کتابیں مذہب کے متون ہیں،
نقل مذہب میں ان پر اعتماد کیا جاتا ہے،
تو کم از کم یہ ظاہر روایات ہوں گے، پھر
ان کی تائید تصحیحات سے ہوتی ہے، اور
ظاہر ہے کہ جس چیز کی دلیل قوی ہو اس
پر اعتماد واجب ہے۔ اور حلیہ میں توفیق
کی طرف اس طرح اشارہ کیا کہ عدم
جواز اولی کے ساتھ اسوقت ہے جبکہ

وقد اشار فی الحلیۃ الی التوفیق بان عدم الجواز باولی اذا لم یحضر من ھو اقدم منہ والجواز اذا حضر والیہ یومی کلام الغنیۃ والبحر اقول ولقد کان احسن لولا ان نص الاصل والصغریٰ سواء کان مقتدیا او اماما ونص الظھیریۃ والخزانۃ لوکان اماما ونص الجواھر مقتدیا او اماما اومن لہ حق الصلاۃ علیہ ونص النصاب یجوز التیمم للامام ومن لہ حق الصلاۃ فالصواب ابقاء الخلاف وتحقیق ان الحق ھو ھذا التفصیل واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔

اس سے اقدام موجود نہ ہو اور جب موجود ہو تو جواز ہے اور غنیہ اور بحر کا کلام بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ ایک اچھی توفیق ہوتی اگر اصل اور صغریٰ میں یہ صراحت نہ ہوتی کہ "مقتدی اور امام برابر ہیں" اور ظہیریہ اور خزانہ میں ہے اگرچہ امام ہو، جواہر میں ہے "مقتدی ہو یا امام یا وہ جس کو اس پر نماز پڑھانے کا حق ہو، نصاب میں ہے تیمم جائز ہے امام کو اور اسے جس کو نماز کا حق ہے، تو صحیح بات خلاف کا باقی رکھنا ہے اور تحقیقی طور پر حق بات اسی تفصیل میں ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

نوع یازدھم (۱۹۹) ہدایہ (۲۰۰) کافی (۲۰۱) تبیین (۲۰۲) فتح القدیر، (۲۰۳) غنیہ (۲۰۴) سراج (۲۰۵) امداد الفتاح (۲۰۶) مستخلص (۲۰۷) طحطاوی علی المراقی واللفظ للفتح

ترک الناس عن اٰخرھم الصلوٰۃ

تمام جہان کے مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولو کان مشروعا لما اعرض الخلق کلھم من العلماء ولا الصالحین والراغبۃ فی التقرب الیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالنواع الطرق عنہ فھذا دلیل ظاھر علیہ فوجب اعتبارہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر نماز چھوڑ دی اگر یہ نماز بطور نفل جائز ہوتی تو مزار انور پر نماز سے تمام مسلمان اعراض نہ کرتے جن میں علماء اور صلحا اور وہ بندے ہیں جو طرح طرح سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں تقرب حاصل کرنیکی رغبت رکھتے ہیں تو یہ نماز جنازہ کی تکرار ناجائز ہونیکی کھلی دلیل ہے جسکا اعتبار لازم

حاشیہ نور الایضاح کے لفظ سراج و غنیہ و امداد سے یوں ہیں۔

والا یصلی علی قبرہ الشریف الی یوم القیٰمۃ لبقائہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما دفن طریا بل ھو حی یرزق ویتنعم بسائر الملاذ والعبادات وکذا سائر الانبیاء علیھم الصلاۃ والسلام وقد اجتمعت الامۃ علی ترکھا

اس نماز کی تکرار جائز ہوتی تو مزار اقدس پر قیامت تک نماز پڑھی جاتی کہ حضور ہمیشہ ویسے ہی تر و تازہ ہیں جیسے وقت دفن مبارک تھے بلکہ وہ زندہ روزی دئے جاتے ہیں اور تمام لذتوں اور عبادتوں کے ناز و نعم میں ہیں اور ایسے ہی باقی تمام انبیا علیہم الصلاۃ والثنار حالانکہ تمام امت نے اس نماز کے ترک پر اجماع کیا

الٰہی الحاجز ہیں چالیس کتابوں کی اکاون عبارتیں تھیں یہ پچاسی کتب متون و شروح و فتاویٰ کی دو سو سات عبارتیں ہیں۔ غرض صورت مذکورہ استفسار کے سوا نماز جنازہ کی تکرار ناجائز و گناہ ہونے پر مذہب حنفی کا اجماع قطعی ہے اور اس کا خلاف مخالف مذہب حنفی ہے۔ بعض نام کے حنفی برائے جہالت یا مغالطۂ عوام ان تمام

Marfat.com

روشن وقاہر تصریحات مذہب کو چھوڑ کر یہاں دو کتب تاریخ تصنیف شافعیہ سے سند لیتے ہیں اوّل تبییض الصحیفہ امام جلال الدین سیوطی شافعی میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ مبارک پر چھ دفعہ نماز ہوئی اور کثرت اژدہام خلائق سے عصر تک ان کے دفن پر قدرت نہ پائی دوم سر النبلا شمس الدین ذہبی شافعی میں ہے کہ شیخ تاج الدین ابوالیمن زید بن کندی حنفی نے ۶ر شوال ۶۱۳ھ میں وفات پائی قاضی القضاۃ جمال الدین ابن الحرستانی نے نماز پڑھائی پھر شیخ الحنفیہ جمال الدین حصیری نے باب الفرادیس میں پھر شیخ موفق الدین شیخ الحنبلیہ نے پہاڑ میں یعنی جبل قاسیون کوہ دمشق میں اولاً جمیع کتب مذہب کے صریح خلاف میں دو کتاب تاریخ پر اعتماد کیسی جہالت شدیدہ ہے ثانیاً دنیا میں صرف حنفی مذہب کے لوگ نہیں خصوصاً پہلی صدیوں میں کہ خود مجتہدین بکثرت تھے اور ہر ایک کے لئے اتباع تھے اس حکایت میں یہ کہاں ہے کہ حنفیہ نے ۶ بار پڑھی بلکہ ہجوم خلائق تھا ہر مسلک و مذہب کے لوگ جوق در جوق آتے تھے غیر حنفیہ نے اگر سو بار پڑھی تو حنفی مذہب پر اس میں کیا حجت ہو سکتی ہے اللہ اکبر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ وہ عظیم الشان جلیل البرہان امام ہیں کہ امام مستقل مجتہد مطلق سیدنا امام شافعی رضی اللہ عنہ نے جب اس امام الائمہ سراج الامہ کے مزار پر انوار کے پاس نماز صبح پڑھائی بسم اللہ آواز سے نہ پڑھی نہ رفع یدین کیا نہ قنوت پڑھی کسی نے سبب پوچھا فرمایا ان صاحب قبر کے ادب سے کما فی الخیرات الحسان للامام ابن حجر مکیؒ الشافعی اور ایک روایت میں ہے مجھے حیا آئی کہ اس امام جلیل کے سامنے اس کا خلاف کروں کما فی المسلک المتقسط للمولٰے

Marfat.com

علی القاری سبحٰن اللہ مجتہد مستقل تو ادبِ امام سے حضور امام میں اتباع امام اختیار
اور خود حنفیہ خاص جنازۂ امام پر مخالف امام و ترک مذہب کرتے یہ کیونکر متصور
ہو سکتا ہے ثالثاً پہلی نمازیں غیر ولی نے پڑھیں تو ولی کو اختیار اعادہ تھا امام
کے ولی ان کے صاحبزادۂ جلیل حضرت سیدنا حماد بن ابی حنیفہ تھے جب انھوں نے
پڑھی پھر جنازہ مبارک پر کسی نے نہ پڑھی امام ابن حجر مکی الشافعی خیرات الحسان
میں فرماتے ہیں :-

مافرغوا من غسلہ الا وقد اجتمع من اھل البغد ادخلق لایحصیھم الا اللہ تعالیٰ کانہ نودی لھم بموتہ وحزر من صلی علیہ فقیل بلغوا خمسین الفا وقیل اکثروا عیدت الصلوٰۃ علیہ ستہ مرات اٰخرھا ابنہ حماد ۔

ادھر امام ابوحنیفہ کے غسل سے فارغ ہوئے تھے کہ ادھر بغداد کی اتنی خلقت جمع ہو گئی جس کا شمار خدا ہی جانتا ہے گویا کسی نے انتقال امام کی خبر پکار دی تھی نماز پڑھنے والوں کا اندازہ کیا گیا تو کوئی کہتا ہے پچاس ہزار تھے اور کوئی کہتا ہے اس سے بھی زیادہ تھے ان پر ۶ بار نماز ہوئی آخر مرتبہ صاحبزادۂ امام حضرت حماد نے پڑھی ۔

رابعاً یونہی واقعہ دوم میں کیا ثبوت ہے کہ پہلی نماز باذن ولی تھی بلکہ ظاہر یہی ہوتا
ہے کہ یہ نماز دوم ہی باذن ولی ہوئی کہ جنازہ ایک عالم حنفی کا تھا اور وہاں اسوقت
حنفیہ کے رئیس الرؤساہی امام جمال الدین محمود بن احمد حصیری تلمیذ خاص
امام جلیل قاضی خاں تھے جن کی تصانیف میں جا بجا تصریح ہے کہ نماز جنازہ
کی تکرار جائز نہیں ، تیسری نماز والے حنبلی مذہب تھے حنبلیہ کے یہاں جواز ہے

Marfat.com

جو ہم پر حجت نہیں بالجملہ علماء عقلاء کا اتفاق ہے کہ واقعۂ عین لاعموم لہا خاص خاص واقع محل ہر گونہ احتمال اُن سے استدلال محض خام خیال نہ کہ وہ بھی اجماع قطعی تمام ائمہ مذہب کے رد کرنے کو جسپر جرأت نہ کریگا مگر نہ اہل شدید الجہل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جواب سوال دوم

مذہب مہذب حنفی میں جنازہ غائب پر بھی نماز محض ناجائز ہے ائمہ حنفیہ کا اس کے عدم جواز پر بھی اجماع ہے خاص اس کا جزئیہ بھی مصرح ہونے کے علاوہ تمام عبارات مسئلہ اولی بھی اس سے متعلق کہ غالباً نماز ضرور ہوگی صلوۃ جنازہ لازم بلاد اسلام میں جہاں مسلمان انتقال کرے نماز ضرور ہوگی اور دوسری جگہ خبر کے بعد ہی پہنچیگی ولہذا امام اجل نسفی نے کافی میں اس مسئلہ کو اس کی فرع ٹھہرایا اگرچہ حقیقۃً دونوں مستقل مسئلے ہیں اب مسئلہ میں نصوص خاصہ لیجئے اور بنظر تعلق مذکورہ سلسلہ عبارات بھی وہی رکھئے (۲۰۸) فتح القدیر (۲۰۹) حلیہ (۲۱۰) غنیہ (۲۱۱) شلبیہ (۲۱۲) بحر الرائق (۲۱۳) ارکان میں ہے :۔

وشرط صحتہا اسلام المیت	صحت نماز جنازہ کی شرط یہ ہے کہ میت مسلمان
وطہارتہ ووضعہ امام المصلے	ہو طاہر ہو جنازہ نمازی کے آگے رکھا ہو اسی
فلہذا القید لاتجوز علی غائب	شرط کے سبب کسی غائب کی نماز جنازہ جائز نہیں

حلیہ کے الفاظ یہ ہیں :۔

شرط صحتہا کونہ موضوعا امام المصلی	نماز جنازہ کی شرائط صحت سے جنازہ کا مصلی

Marfat.com

من هنا قالوا لا تجوز الصلوة على غائب مطلقاً

کے آگے رکھا ہونا اسی لئے ہمارے علماء نے فرمایا کہ مطلقاً کسی غائب پر نماز جنازہ جائز نہیں

(٢١٤) متن تنویر الابصار میں ہے شرطها وضعه امام المصلی جنازہ کا نمازی کے سامنے حاضر ہونا شرط نماز جنازہ ہے (٢١٥) برہان شرح مواہب الرحمٰن طرابلسی (٢١٦) نہر الفائق (٢١٧) شرنبلالیہ علی الدرر (٢١٨) خادمی (٢١٩) ہندیہ (٢٢٠) ابوالسعود (٢٢١) در مختار میں ہے شرطها حضوره فلا تصح علی غائب جنازہ کا حاضر ہونا شرط نماز ہے لہذا کسی غائب پر نماز جنازہ صحیح نہیں (٢٢٢) متن نور الایضاح ہے شرائطها اسلام المیت وحضوره صحت نماز جنازہ کی شرطوں سے ہے میت کا مسلمان ہونا اور نمازیوں کے سامنے حاضر ہونا (٢٢٣) متن ملتقی الابحر میں ہے لا یصلی علی عضو ولا علی غائب میت کا کوئی عضو کسی جگہ ملے تو اس پر نماز جنازہ جائز نہیں نہ کسی غائب پر نماز جائز ہے (١٢٤) شرح مجمع (٢٢٥) مجمع شرح ملتقی میں ہے

محل الخلاف الغائب عن البلد اذ لو كان فی البلد لم يجز ان يصلی عليه حتی يحضر عنده اتفاقا لعدم المشقة فی الحضور

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا اس مسئلہ میں ہم سے خلاف بھی اس صورت میں ہے کہ میت دوسرے شہر میں ہو اور اگر اسی شہر میں ہو تو نماز غائب امام شافعی کے نزدیک بھی جائز نہیں کہ اب حاضر ہونے میں مشقت نہیں۔

(٢٦٦) فتاوی خلاصہ میں ہے لا يصلی علی ميت غائب عندنا ہمارے نزدیک کسی میت غائب پر نماز نہ پڑھی جائے (٢٢٧) متن وافی میں ہے من استهل صلی اللہ

Marfat.com

علیہ والا لا کغائب جو بچہ پیدا ہو کر کچھ آواز کرے جس سے اس کی حیات معلوم ہو پھر مرجائے اس پر نماز پڑھی جاوے ورنہ نہیں جیسے غائب کے جنازہ پر نماز نہیں (۲۲۸) کافی میں ہے:۔

لا یصلے علی غائب وعضو خلافا للشافعی بناء علی ان صلاۃ الجنازۃ تقادام لا۔	کسی غائب یا عضو پر ہمارے نزدیک نماز ناجائز ہے اور اس میں امام شافعی کا خلاف ہے اس بنا پر کہ نماز جنازہ ان کے نزدیک دوبارہ ہوسکتی ہے ہمارے نزدیک نہیں۔

(۲۲۹) فتاوی شیخ الاسلام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزنوی تمرتاشی میں ہے:۔

ان اباحنیفۃ لا یقول بجواز الصلوۃ علی الغائب۔	ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ جنازہ غائب پر نماز جائز نہیں مانتے۔

(۲۳۰) منظومۂ امام مفتی الثقلین میں ہے:۔ ؎

باب فتاوی الشافعی وحدہ ۔۔۔ وما قال قلنا ضدہ

وھی علی الغائب والعضو تصح ۔۔۔ وذاک فی حق الشہید قد طرح

صرف امام شافعی قائل ہیں کہ غائب اور عضو پر نماز صحیح ہے اور شہید کی نماز نہ ہو اور ان سب مسائل میں ہمارا مذہب اس کے خلاف ہے ہمارے نزدیک غائب وعضو پر نماز صحیح نہیں اور شہید کی نماز پڑھی جائے گی۔

یہ ۸۶ کتابوں کی ۲۳۰ عبارتیں ہیں وللہ الحمد مسئلہ اولیٰ پر بحث دلائل الحاجز میں بحمد اللہ تعالیٰ بروجہ کافی ہوچکی یہاں بہت اختصار و اجمال کے ساتھ مسئلہ ثانیہ کے دلائل پر کلام کریں فنقول وباللہ التوفیق حکم شرع

Marfat.com

سطہر کے لئے ہے اور اس پر زیادت نہ روا اقول

ای ما کان بدون اذنہ الخاص	جو اس کی خاص یا عام اجازت کے بغیر
او العام ولو فی الارسال السکوت	ہو، اگرچہ بھیجنے میں ہو اور خاموشی میں
فانہ بیان ولیس یسکت عن	کیونکہ یہ بیان ہے، اور بھولکر خاموشی
نسیان فھذہ ھی الزیادۃ حقیقۃ	نہیں ہوتی، یہی زیادتی ہے حقیقۃً،
لا غیر اذ المستند والوالی	کیونکہ مستند اور والی اس کی خاموشی کی
لسکوتہ مستند الیہ لا زائد	وجہ سے مستند الیہ ہے زائد علیہ نہیں" اور
علیہ والمتبع الکف دون الترک	متبع کف ہے نہ کہ ترک کیونکہ وہ بندہ کا
فانہ لیس بفعل العبد ولا	فعل نہیں اور نہ اس کی قدرت میں ہے۔
مقدورہ کما نص علیہ الجلۃ	جیسے اس پر جلہ صدور نے تصریح کی بلکہ
الصدور بل ھو فی العقل مدلل	یہ عقل میں آنے والی بات ہے کیونکہ اعدام
فان الاعدام لا تعلل فافھم	میں تعلیل نہیں ہوتی ہے اگر تم سمجھ سکتے ہو
ان کنت تفھم	تو اسے سمجھو۔

حضور پر نور سید عالم النور بالمؤمنین رؤف الرحیم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو نماز جنازہ مسلمین کا کمال اہتمام تھا اگر کسی وقت رات کی اندھیری یا دوپہر کی گرمی یا حضور کے آرام فرما ہونیکے سبب صحابہ نے حضور کو اطلاع نہ دی اور دفن کر دیا تو ارشاد فرماتے

لا تفعلوا ادعونی لجنائزکم	ایسا نہ کرو مجھے اپنے جنازوں کے لئے بلالیا کرو

رواہ ابن ماجہ عن عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فرماتے :-

Marfat.com

لا تفعلوا الا یموتن فیکم میت ماکنت بین اظھرکم الا اذنتمونی بہ فان صلاتی علیہ رحمۃ

ایسا نہ کرو جب تک میں تم میں تشریف فرما ہوں ہرگز کوئی میت تم میں نہ مرے جس کی اطلاع مجھے نہ دو کہ اس پر میری نماز موجب رحمت ہے

رواہ الامام احمد عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ورواہ ابن حبان والحاکم عن یزید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث اخر اسے امام احمد نے زید بن ثابت روایت کیا اور ابن حبان، اور حاکم نے یزید بن ثابت سے دوسری حدیث میں روایت کیا۔

اور فرماتے

ان ھذہ القبور مملوۃ علی اھلھا ظلمۃ وانی انورھا بصلاتی علیھم

بیشک یہ قبریں اپنے ساکنوں پر تاریکی سے بھری ہیں اور بیشک میں اپنی نماز سے انھیں روشن فرما دیتا ہوں۔

صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وعلیٰ الہ قدر نورہ وجمالہ وجاھہ وجلالہ وجودہ ونوالہ ونعمہ وافضالہ رواہ مسلم وابن حبان عن ابی ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بایں ہمہ حالانکہ زمانہ اقدس میں صدہا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دوسرے مواضع میں وفات پائی کبھی کسی حدیث صحیح صریح سے ثابت نہیں کہ حضور نے غائبانہ ان کے جنازے کی نماز پڑھی کیا وہ محتاج رحمت والا نہ تھے کیا معاذ اللہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو ان پر یہ رحمت وشفقت نہ تھی کیا ان کی قبور اپنی نماز پاک سے پرنور کرنا نہ چاہتے؟ کیا جو مدینہ طیبہ میں مرتے انھیں کی قبور

Marfat.com

تاج نور ہوتیں اور جگہ اسکی حاجت نہ تھی کیا ان کی باتیں بداہۃً باطل ہیں تو
حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عام طور پر ان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا ہی
لیل روشن و واضح ہے کہ جنازۂ غائب پر نماز ممکن نہ تھی ورنہ ضرور پڑھتے کہ مقتضی
کمال وفور موجود اور مانع مفقود لاجرم نہ پڑھنا قصداً باز رہنا تھا اور جس امر سے
مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بے عذر مانع بالقصد احتراز فرمائیں وہ ضرور امر شرعی و مشروع
نہیں ہو سکتا دوسرے شہر کی میت پر صلاۃ کا ذکر صرف تین واقعوں میں روایت کیا
جاتا ہے واقعہ نجاشی و واقعہ معویہ لیثی و واقعہ امرائے موتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
ان میں اوّل دوم بلکہ سوم کا بھی جنازہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
حاضر تھا تو نماز غائب پر نہ ہوئی بلکہ حاضر پر اور دوم و سوم کی سند صحیح نہیں اور
سوم صلاۃ بمعنے نماز میں صریح نہیں ان کی تفصیل بعونہٖ تعالیٰ ابھی آتی ہے اگر
فرض ہی کر لیجئے کہ ان تینوں واقعوں میں نماز پڑھی تو باوصف حضور کے اس
اہتمام عظیم و موفور اور تمام اموات کی اس حاجت شدیدہ رحمت و نور قبور کے
صدہا پر کیوں نہ پڑھی وہ بھی محتاج حضور و حاجتمندِ رحمت و نور اور حضور ان پر بھی
رؤف و رحیم تھے۔ نماز سب پر فرض عین نہ ہونا اس اہتمام عظیم کا جواب نہ ہو گا
نہ تمام اموات کی اس حاجتِ شدیدہ کا علاج حالانکہ حریص علیکم ان کی شان
ہے، دو ایک کی دستگیری فرمانا اور صدہا کو چھوڑنا کب ان کے کرم کے شایان
ہے ان حالات و اشارات کے ملاحظہ سے عام طور پر ترک اور صرف دو ایک بار وقوع
خود ہی بتا دے گا کہ وہاں کوئی خصوصیت خاصہ تھی جس کا حکم عام نہیں ہو سکتا
حکم عام وہی عدم جواز ہے جس کی بنا پر عام احتراز ہے اب واقعہ بیر معونہ ہی

دیکھئے مدینہ طیبہ کے ستر جگر پاروں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص پیاروں اجلہ علمائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کفار نے دغا سے شہید کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا سخت شدید غم والم ہوا ایک مہینہ کامل خاص نماز کے اندر کفار ناہنجار پر لعنت فرماتے رہے مگر ہرگز منقول نہیں کہ ان پیارے محبوبوں پر نماز پڑھی ہو ع

آخر ایں ترک بایں مرتبہ بے چیزے نیست

اہل انصاف کے نزدیک تو کلام اسی قدر سے تمام ہوا مگر ہم ان وقائع ثلثہ کا بھی باذنہ تعالیٰ تصفیہ کریں۔ واقعہ اولیٰ جب اصحمہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ عنہ بادشاہ حبشہ نے حبشہ میں انتقال کیا سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں صحابہ کو خبر دی اور مصلے میں جاکر صفیں باندھ کر چار تکبیریں کہیں رواہ الستة عن ابی هريرة وللشيخان عن جابر كنت فی الصف الثانی اوالثالث رضی اللہ تعالیٰ عنهما اسکو چھوؤں ائمہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور شیخین نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔ اولاً صحیح ابن حبان میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ وعن الصحابۃ جمیعًا سے ہے۔

ان النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان اخاکم النجاشی توفی فقوموا صلوا علیہ فقام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وصفوا خلفه فکبر اربعا وھم لایظنون الاان	رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا بھائی نجاشی مر گیا اٹھو اس پر نماز پڑھو پھر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے صحابہ نے پیچھے صفیں باندھیں حضور نے چار تکبیریں کہیں صحابہ

Marfat.com

جنازة بين يديه

کو یہی ظن تھا کہ ان کا جنازہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے۔

صحیح ابو عوانہ میں ان ہی سے ہے:۔

نصلینا خلفه ونحن لا نری الا ان الجنازة قد امنا

ہم نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور ہم یہی اعتقاد کرتے تھے کہ جنازہ ہمارے آگے موجود ہے

اقول هذا فی فتح الباری ثم المواهب ثم شرحها کذالك فی عمدة القاری وغیرها من الکتب ووقع فی نصب الرایة فی روایة ابن حبان وهم لا یظنون ان جنازته بین یدیه باسقاط الا فاحتاج المحقق علی الاطلاق الی التقریب بان قال فهذا اللفظ یشیر الی ان الواقع خلاف ظنهم لانه هو فائدته المعتد بها فاما ان یکون سمعه منه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم او کشف له وتبعه ام فی الغنیة والمرقاة وهو کما تری کلام نفیس لکن لا حاجة الیه بعد ثبوت الا فی

میں کہتا ہوں فتح الباری میں تو یونہی ہے، اسی طرح مواہب، اس کی شرح اور عمدۃ القاری وغیرہ میں بھی ہے لیکن نصب الرایہ میں بروایت ابن حبان یہ ہے کہ "وہ گمان نہیں کرتے تھے کہ جنازہ انکے سامنے ہے" یعنی اسمیں "الا" کا لفظ نہیں، اسلئے محقق علی الاطلاق کو کہنا پڑا کہ یہ لفظ ظاہر کرتا ہے کہ واقعہ انکے گمان کے برعکس تھا کیونکہ اس لفظ کا معتد بہ فائدہ یہی ہے، بس یا تو انھوں نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا، یا انھیں کشف ہوا ہوگا، اور انکی اتباع کی غنیہ اور مرقاۃ میں، اور وہ جیسا کہ تم دیکھتے ہو ایسا ہی ہے، یہ کلام بہت نفیس ہے، لیکن جبکہ "الا" دو صحیح کتابوں میں

Marfat.com

الکتابین الصحیحین فانہ ح اظہر وانہر وللہ الحمد وبالجملۃ اندفع بہ ماقال الشیخ تقی الدین ان ھذا یحتاج الی نقل بینۃ ولا یکتفی فیہ بمجرد الاحتمال۔

ثابت ہے تو اب اس کی حاجت نہیں کیونکہ یہ اسوقت بالکل ظاہر ہے، وللہ الحمد، خلاصہ یہ کہ شیخ تقی الدین کا یہ اعتراض کہ اسمیں کسی شہادت کے نقل کی ضرورت ہے اور محض احتمال کافی نہیں مندفع ہوا۔

یہ دونوں روایت صحیح عاصند قوی ہیں اس حدیث مرسل اصولی کی کہ امام واحدی نے اسباب نزول القرآن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کی کہ فرمایا

کشف للنبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن سریر النجاشی حتی رواہ وصلے علیہ۔

نجاشی کا جنازہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے ظاہر کر دیا گیا تھا حضور نے اسے دیکھا اور اس پر نماز پڑھی۔

ثانیاً بلکہ جب تم مستدل ہو ہمیں احتمال کافی نہ کہ جب خود باسانید صحیحہ ثابت ہے یہ جواب خود ایک شافعی امام احمد قسطلانی نے مواہب شریفہ میں نقل کیا اور مقرر رکھا

اقول ای لما تقرر من کفہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالظاہر معناہ الاحتمال عن دلیل ثم من العجب قول الکرمانی کان غائبا عن الصحابۃ وارتضاہ فی الفتح قائل سبقہ الی ذٰلک ابوحامد الخ

میں کہتا ہوں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رکنا ثابت ہوگیا، تو بظاہر اس سے مراد وہ احتمال ہے جو دلیل سے پیدا ہوا ہو، پھر کرمانی پر تعجب ہے کہ انھوں نے فرمایا جنازہ صحابہ سے غائب نہ تھا، اور فتح میں اسکو پسند کیا یہ کہتے ہوئے کہ ابوحامد پہلے ہی

Marfat.com

وکذا استحسنه الرؤیانی وانہم شافعیه وهذا لما نص علیه الحنفیة والمالکیة من الاتفاق علی جواز الصلوٰة علی غائب عن القوم والامام یراه اقول علی ان فی حدیث عمران نحن لانری الا ان الجنازة قدامنا کما قدمنا اما حدیث عمر بن جاریة رضی الله عنه فصففنا خلفه صفین ومانری شیئًا رواه الطبرانی (وهم من نسبته لابن ماجه معتبرا القول الحافظ اصله فی ابن ماجه غافلا ان لیس عنده ومانری شیئا هو المقصود) نفیه حمران بن اعین رافضی ضعیف علی ان کلا حکی عن حاله فلا تعارض ولا یعقل من عاقل اشتراط ان یری المیت الکل والا لما صحت لما عدا الصف الاول۔

قول کر چکے ہیں الخ اور رویانی نے اس کو مستحسن سمجھا، اور یہ چاروں شافعیہ ہیں اور یہ اس تصریح کی بنا پر ہے کہ جو بالاتفاق حنفیہ اور مالکیہ نے غائب کے جنازہ کے جواز کی ہے کہ اگر امام جنازہ کو دیکھ رہا ہے تو نماز جائز ہے۔ میں کہتا ہوں علاوہ ازیں عمران کی حدیث میں ہے کہ ہم تو جنازہ کو اپنے سامنے ہی سمجھتے تھے، جیسا کہ گذرا، اور مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ ہم نے ان کے پیچھے دو صفیں باندھیں اور ہم کچھ نہیں دیکھ رہے تھے، اسے طبرانی نے روایت کیا (ابن ماجہ کی طرف نسبت میں وہم ہے حافظ کے قول پر اعتبار کرتے ہوئے کہ اس کی اصل ابن ماجہ میں ہے انکو یہ پتہ نہیں کہ انکے نزدیک "مانری شیئًا" نہیں ہے اور یہی مقصود ہے) اس میں حمران بن اعین رافضی ضعیف ہے علاوہ ازیں ہر ایک نے اپنے حال کی حکایت کی ہے تو کوئی تعارض نہ ہوا، اور یہ شرط تو کوئی عقل مند بھی نہیں لگا سکتا ہے کہ جنازہ سب دیکھ رہے ہوں ورنہ تو پہلی صف کے علاوہ کسی کی نماز صحیح نہ ہوگی۔

Marfat.com

ثالثاً نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال دار الکفر میں ہوا وہاں ان پر نماز نہ ہو
تھی لہٰذا حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں پڑھی اسی بنا پر امام داؤد
اپنی سنن میں اس حدیث کے لئے یہ باب وضع کیا۔

الصلوٰۃ علی المسلم یلیہ اھل شرک
فی بلد آخر قال الحافظ فی الفتح
لھٰذا محتمل الا انی لم اقف فی شیئ
من الاخبار علی انہ لم یصل علیہ
فی بلدہ احد اھ قال الزرقانی وھو
مشترک الالزام فلم یرو فی الاخبار
انہ صلی علیہ احد فی بلدہ کما جزم
بہ ابو داؤد ومحلہ فی اتساع الحفظ
معلوم اھ اقول ای فقد کفانا
الموفقہ بقولہ ھذا المحتمل۔
ثم اقول قد یری لہ ما اخرج احمد
وابن ماجۃ عن حذیفۃ بن اسید
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خرج بھم فقال
صلوا علی اخ لکم مات بغیر ارضکم
قالوا من ھو قال النجاشی ثم رایتہ

اس مسلمان کی نماز جنازہ جس کے والی مشر
ہوں اور وہ دوسرے شہر میں ہو، حافظ
فتح میں کہا یہ بھی اسکا ایک محمل ہے مگر میں
ایسی خبر پر مطلع نہ ہوا جس سے پتہ چلتا ہو
نجاشی کے شہر میں اس پر کسی نے نماز نہ پڑھی
زرقانی نے کہا یہ مشترک الالزام ہے، کیونکہ
بھی کسی خبر میں نہیں آیا کہ اسکے شہر میں اس
کسی نے نماز نہیں پڑھی، جیسے ابو داؤد نے اس
پر جزم کیا، وسعت حفظ میں انکا مقام جانا پہچا
ہے (م) میں کہتا ہوں ہمیں انکا اتنا قول
کافی ہے کہ یہ محتمل ہے، پھر میں کہتا ہوں
اس پر تائید احمد اور ابن ماجہ کی اس روای
سے بھی ہوتی ہے جو انھوں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے
کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کو
لیکر نکلے اور فرمایا تم اپنے اس بھائی پر نماز
پڑھو جو دوسری زمین میں وفات پاگیا ہے صحاب

Marfat.com

ی مسند ابی داؤد الطیالسی قال
ـد ثنا المثنیٰ بن سعید عن قتادہ
ن ابی طفیل عن حذیفۃ بن اسید
ن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ناہ موت النجاشی فقال ان اخاکم
ات بغیر ارضکم فقوموا فصلوا
علیہ فھذا القوی الاستئناس
رکان الفاء فی فقوموا ولھذا

نے دریافت کیا کہ وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا نجاشی
پھر مسند ابی داؤد طیالسی میں بھی یہی روایت ہے
انھوں نے کہا ہمسے حدیث بیان کی بن سعید
نے قتادہ عن ابی طفیل عن حذیفہ بن اسید
روایت کی کہ آپ نے فرمایا تمہارا بھائی دوسری
سرزمین میں مرگیا ہے، تو چلو اس کی نماز
جنازہ پڑھو، تو یہ قوی استدلال فقوموا
کی فاء کی وجہ سے ہے۔

خود امام شافعی المذہب ابوسلیمان خطابی نے یہ مسلک لیا کہ غائب پر نماز نہیں سوا اس صورت خاص کے کہ اس کا انتقال ایسی جگہ ہوا جہاں کسی نے اس کی نماز نہ پڑھی ہو **اقول** اب بھی خصوصیت نجاشی ماننے سے چارہ نہ ہوگا جبکہ اور موتیں بھی ایسی ہوئیں اور نماز غائب کسی اور پر نہ پڑھی گئی۔ **سابعاً** بعض کو ان کے اسلام میں شبہ تھا یہاں تک کہ بعض نے کہا حبشہ کے ایک کافر پر نماز پڑھی

رواہ ابن ابی حاتم فی التفسیر عن
ثابت والدارقطنی فی الافراد والبزار
عن حمید معاً عن انس ولہ شاھد
فی کبیر الطبرانی عن وحشی و اوسطہ
عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنھم

اسے ابن ابی حاتم نے تفسیر میں ثابت سے اور
دارقطنی نے افراد میں، اور بزار نے حمید سے
اور انس سے روایت کی، اور اس کے لئے کبیر
طبرانی میں وحشی سے اور اوسط میں ابوسعید
سے ہے۔

اس نماز سے مقصود اُن کی اشاعت اسلام تھی۔ **اقول** یعنی بیان بالفعل اقویٰ ہے

Marfat.com

دلہذا مصلے میں تشریف لے گئے کہ جماعت کثیر ہو

قالہ ابن بزیزۃ وغیرہ من الشافعیۃ القائلین بجواز صلوۃ الجنازۃ فی المسجد معتلین لعدم صلوتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد مع انہ حین نعاہ کان فیہ ھذا ولا یذھب عنک ان طراز المعلم ھما الاولان

یہ ابن بزیزہ شافعیہ کا قول ہے جو مسجد میں نماز جنازہ کے قائل ہیں، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب نجاشی کی موت کی خبر ملی تو آپ نے اس پر مسجد میں نماز نہ پڑھی حالانکہ آپ اس وقت مسجد ہی میں تھے۔

تنبیہ غیر مقلدوں کے بھوپالی امام نے عون الباری میں حدیث نجاشی کی نسبت کہا اس سے ثابت ہوا کہ غائب پر نماز جائز ہے اگرچہ جنازہ غیر جہت قبلہ میں ہو اور نمازی قبلہ رو اقول نجاشی کا جنازہ حبشہ میں تھا اور حبشہ مدینہ طیبہ سے جانب جنوب ہے اور مدینہ طیبہ کا قبلہ جنوب ہی کو ہے تو جنازہ غیر جہت قبلہ میں کب تھا۔

لاجرم لما نقل الحافظ فی الفتح قول ابن حبان انہ انما یجوز ذلک لمن فی جہتہ القبلۃ قال حجۃ الجمہور علی قصۃ النجاشی اھ

میں کہتا ہوں حافظ نے فتح میں ابن حبان کا قول نقل کیا ہے کہ یہ صرف اس صورت میں جائز ہے کہ جب نمازی قبلہ رو ہو، تو انھوں نے کہا جمہور کی دلیل نجاشی کا قصہ ہے

اھ تو ان مجتہد صاحب کا جہل قابل تماشا ہے جن کو سمت قبلہ تک معلوم نہیں۔ کیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ان کے جنازہ پر نماز ان کی غیر سمت پڑھنے کا ادعاء جہل ہے حدیث میں تصریح ہے کہ حضور نے جانب حبشہ نماز پڑھی۔

Marfat.com

رواہ الطبرانی عن حذیفۃ بن اسید رضی اللہ عنہ

قعہ دوم معاویہ بن معاویہ مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ میں انتقال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں ان پر نماز پڑھی اولاً ائمہ حدیث
لی وابن حبان وبیہقی وابوعمر ابن عبدالبر وابن الجوزی ونووی وذہبی وابن
ام وغیرہم نے اس حدیث کو ضعیف بتایا اسے طبرانی نے معجم اوسط ومسند الشامیین
ں ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا

طریق نوح بن عمرو السکسکی
ا بقیۃ بن الولید عن محمد بن
یاد الالہانی عن ابی امامۃ رضی
للہ تعالیٰ عنہ قلت ومن ھذا
لطریق رواہ ابواحمد والحاکم
ی فوائدہ والخلال فی فضائل
سورۃ الاخلاص وابن عبدالبر
ی الاستیعاب وابن حبان فی
الضعفاء واشار الیہ ابن مندہ

بطریق نوح بن عمرو سکسکی ہمسے حدیث بیان
کی بقیہ بن ولید نے محمد بن زیاد سے انھوں
نے ابوامامہ سے، میں کہتا ہوں اسی سند سے
اس کو روایت کیا ابواحمد اور حاکم، اپنے فوائد
میں اور خلال نے فضائل سورۃ اخلاص میں
اور ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور ابن
حبان نے ضعفاء میں اور ابن مندہ نے
اس کی طرف اشارہ کیا۔

اس کی سند میں بقیہ بن ولید مدلس ہے اور اس نے عنعنہ کیا یعنی محمد بن زیاد
سے اپنا سننا نہ بیان کیا بلکہ کہا کہ ابن زیاد سے روایت ہے معلوم نہیں راوی کون ہے،

بہ اعلہ المحقق فی الفتح اقول
لکن سند ابی احمد الحاکم ھکذا

یہی علت اس میں محقق نے فتح میں بیان کی
میں کہتا ہوں ابواحمد حاکم کی سند اسطرح ہے

Marfat.com

اخبرنا ابو الحسن احمد بن عمیر
بدمشق ثنا نوح بن عمرو بن
حوی ثنا بقیة ثنا محمد بن زیاد
عن ابی امامه فذکره

ہمیں خبر دی ابو الحسن احمد بن عمیر نے دمشق
میں ہم سے بیان کیا نوح بن حوی نے ہم سے
بیان کیا بقیہ نے ہم سے بیان کیا محمد بن زیاد
نے ابو امامہ سے پھر حدیث ذکر کی۔

ذہبی نے کہا یہ حدیث منکر ہے نیز اس کی سند میں نوح ابن عمرو ہے ابن حبان نے اسے اس حدیث کا چور بتایا یعنی ایک سخت ضعیف شخص اسے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا تھا اس نے اس سے چرا کر بقیہ کے سر باندھ دی

قال الذهبی فی ترجمة نوح قال
ابن حبان فی ترجمة العلا الثقفی
من الضعفاء بعد ان ذکر له هذا
الحدیث سرقه شیخ من اهل
الشام فرواه عن بقیة فذکره
اه ولیس فیه یقال وقد نقل عنه
هکذا الذهبی فی العلام اما قول
الحافظ فما ادری نوحا وغیره فانه
لم یذکر نوحا فی الضعفا فاقول
ظاهر ان نوحا هو الشیخ الشامی
الذی رواه عن بقیة ولا مشار
للشك حتی یثبت شامی آخر یرویه

ذہبی نے نوح کے ترجمہ میں کہا کہ ابن حبان
نے کہا، کہا جاتا ہے کہ انسے اس حدیث کو
چرالیا میں کہتا ہوں حافظ نے اصابہ میں
علاء ثقفی (جو ضعفاء سے ہیں) ان کی یہی
حدیث روایت کرنے کے بعد کہا ہے، اس کو
ایک شامی شیخ نے چرا کر بقیہ سے روایت کر دیا۔
اور اسمیں "یقال" نہیں ہے، اسی طرح ان سے
ذہبی نے علام میں نقل کیا اور حافظ کا یہ کہنا
کہ میں نوح کو نہیں جانتا اور اس کے غیر کو،
کیونکہ نوح کو انھوں نے ضعفاء میں ذکر نہیں
کیا ہے، تو میں کہتا ہوں بظاہر نوح شامی کا
شیخ ہے وہ شامی جسنے اس کو بقیہ سے روایت

نہ لاجرم ان جرام الذھبی بانہ نی بہ نوحا۔ | کیا، اور شک کا کوئی دوسرا منشا نہیں، کہ ایک شامی اور ثابت کیا جائے جو اس سے روایت کرے بالخصوص ذہبی کا یہ یقین کہ انھوں نے اس سے نوح ہی کو مراد لیا ہے۔

انس[۱] رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت طبقات ابن سعد میں دو طریق سے ہے

یک طریق میں محبوب بن ہلال مزنی ہے

لت ومن ھذا الوجہ اخرجہ الطبرانی وابن الفریس وسمویہ ن فوائدہ وابن مندۃ والبیھقی ن الدلائل | میں کہتا ہوں اسی سند سے اسکو طبرانی ابن فریس اور سمویہ نے اپنے فوائد میں اور ابن مندہ اور بیہقی نے دلائل میں روایت کیا۔

ذہبی نے کہا یہ شخص مجہول ہے اور اس کی یہ حدیث منکر، دوسرے طریق میں علا ابن یزید

---

[۱] یہ حدیث انس اور ابو امامہ رضی اللہ عنہما کے سوا کسی اور صحابی سے مروی نہیں اور فتح القدیر کے دو نسخوں (مطبوعہ مصر و ہند) کی یہ عبارت (نجاشی کے واقعہ کے بعد) اگر دریافت کیا جائے کہ کیا آپ نے کسی اور غائب پر بھی نماز پڑھی؟ اور وہ معٰویہ بن معٰویہ مزنی اور ایک قول ہے لیثی، اسے روایت کیا طبرانی نے بروایت ابو امامہ اور ابن سعد بروایت انس، علی، مزید، جعفر رضی اللہ عنہ یا تو اس کی شہادت مغازی کی روایات کے مطابق موتہ میں ہوئی، تو یہ غلط ہے، صحیح یہ ہے کہ ابن سعد بروایت انس، اسی طرح آپ نے مزید اور جعفر پر نماز پڑھی، اس کے تمام حوالے علی قاری کی مرقاۃ میں ہیں انھوں نے کہا، اور ابن سعد بروایت انس، اور زید، اور جعفر پر نماز پڑھی، اصابہ میں حدیث کے تمام طرق جمع کیے ہیں، مگر اس میں نہ تو علی کا ذکر ہے اور نہ کسی اور کا سوائے انس اور ابو امامہ کے۔

Marfat.com

ثقفی ہے۔

قلت ومن ھٰذا الطریق اخرجہ ابن ابی الدنیا ومن طریقۃ ابن الجوزی فی العلل المتناھیۃ والعقیلی وابن سنجو فی مسندہ وابن الاعرابی وابن عبد البر وحاجب الطوسی فی فوائدہ	میں کہتا ہوں اسی سند سے اس کو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا اور عقیلی اور ابن جوزی نے علل میں اور عقیلی اور ابن سنجو نے اپنی مسند میں اور ابن اعرابی، ابن عبد البر اور حاجب طوسی نے اپنے فوائد میں۔

امام نووی نے خلاصہ میں فرمایا، اس کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے امام بخاری وابن عدی وابو حاتم نے کہا وہ منکر الحدیث ہے ابو حاتم ودار قطنی نے کہا متروک الحدیث ہے امام علی بن مدینی استاذ امام بخاری نے کہا وہ حدیثیں دل سے گھڑتا تھا ابن حبان نے کہا یہ حدیث بھی اسی کی گھڑی ہوئی ہے اس سے چرا کر ایک شامی نے بقیہ سے روایت کر دی ذکرہ فی المیزان ابو الولید طیالسی نے کہا علاء کذاب تھا عقیلی نے کہا

العلا بن یزید ثقفی لایتابعہ احد علی ھٰذا الحدیث الامن ھو مثلہ اودونہ۔	علا کے سوا جس نے یہ حدیث روایت کی سب علا ہی جیسے ہیں یا اس سے بھی بدتر۔

ذکرہ فی العلل المتناھیہ ابو عمر بن عبد البر نے کہا اس حدیث کی سب سندیں ضعیف ہیں اور دوبارۂ احکام اصلاحجت نہیں صحابہ میں کوئی شخص معاویہ بن معاذ نام کا معلوم نہیں قالہ فی الاستیعاب ونقلہ فی الاصابۃ یونہی ابن حبان

نے کہا کہ مجھے[1] اس نام کے کوئی صاحب صحابہ میں یاد نہیں۔ اثرہ فی المیزان ــ
ثانیاً فرض کیجئے کہ یہ حدیث اپنے طرق سے ضعیف نہ رہی کما اختارہ الحافظ فی الفتح
یا بالفرض غلط لذاتہ صحیح سہی پھر اس میں ہے کیا خود اسی میں تصریح ہے کہ جنازہ حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر انور کر دیا گیا تھا تو نماز جنازہ حاضر ہوئی نہ کہ
غائب پر۔ حدیث ابی امامہ رضی اللہ عنہ کے لفظ طبرانی کے یہاں یہ ہیں جبریل امین
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ معویہ بن معویہ مزنی نے مدینہ

---

[1] شوکانی نے نیل الاوطار میں یہاں عجیب تماشا کیا ہے اولا استیعاب سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے معویہ بن معویہ لیثی پر نماز پڑھی پھر کہا استیعاب میں اس قصہ کا مثل معویہ بن مقرن کے حق میں ابوامامہ سے روایت کیا پھر کہا نیز اسکا مثل انس سے ترجمہ معاویہ بن معاویہ مزنی میں روایت کیا اس میں وہ یہ وہم دلاتا ہے کہ گویا یہ تین اصحابی جدا جدا ہیں جن پر نماز غائب مروی ہے حالانکہ یہ محض جہل یا تجاہل ہے وہ ایک ہی صحابی ہیں معویہ نام جنکے نسب و نسبت میں راویوں سے اضطراب واقع ہوا کسی نے مزنی کہا کسی نے لیثی کسی نے معویہ بن معویہ کسی نے معویہ بن مقرن، ابوعمر نے معویہ بن مقرن مزنی کو ترجیح دی کہ صحابہ میں معویہ بن معویہ کوئی معلوم نہیں اور حافظ نے اصابہ میں معویہ بن معویہ مزنی کو ترجیح دی اور لیثی کہنے کو علا ثقفی کی خطا بتایا اور معویہ بن مقرن کو ایک اور صحابی مانا جن کے لئے یہ روایت نہیں بہرحال صاحب قصہ شخص واحد ہیں اور شوکانی کا ایہام تثلیث محض باطل۔ ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں فرمایا معویہ بن معویہ المزنی ویقال اللیثی ویقال معویہ بن مقرن المزنی قال ابوعمر وہو اولی بالصواب الخ یعنی معویہ بن معویہ مزنی اور کوئی کہتا ہے معویہ بن مقرن مزنی ابوعمر نے کہا یہی جواب سے نزدیک تر ہے پھر حدیث انس کے طریق اول سے پہلے طور پر نام ذکر کیا اور طریق دوم سے دوسرے طور پر اور حدیث ابوامامہ سے تیسرے طور پر ۱۲ منہ

میں انتقال کیا

اتحب ان اطوی لك الارض — کیا حضور چاہتے ہیں کہ میں حضور کے لئے زمین

فتصلی علیہ قال نعم فضرب — لپیٹ دوں تاکہ حضور ان پر نماز پڑھیں فرمایا

بجناحہ علی الارض فرفع لہ — ہاں جبریل نے زمین پر اپنا پر مارا جنازہ حضور

سریرہ فصلی علیہ وخلفہ — کے سامنے ہوگیا اسوقت حضور نے اسپر نماز

صفان من الملائکۃ کل صف — پڑھی اور فرشتوں کی دو صفیں حضور کے

سبعون الف ملك — پیچھے تھیں ہر صف میں ستر ہزار فرشتے۔

ابو احمد حاکم کے یہاں یوں ہے

وضع جناحہ الایمن علی الجبال — جبریل نے اپنا داہنا پر پہاڑوں پر رکھا وہ

فتواضعت ووضع جناحہ الایسر — جھک گئے بایاں پر زمینوں پر رکھا وہ پست

علی الارضین فتواضعت حتی — ہوگئیں یہاں تک کہ مکہ مدینہ ہم کو نظر آنے

نظرنا الی مکۃ والمدینۃ فصلی — لگے اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

علیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ — جبریل وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام نے ان

وسلم جبریل والملئکۃ — پر نماز پڑھی۔

حدیث انس بطریق محبوب کے الفاظ یہ ہیں جبریل نے عرض کی کیا حضور ان پر نماز پڑھنا چاہتے ہیں فرمایا ہاں

فضرب بجناحہ الارض فلم — پس جبریل نے زمین پر اپنا پر مارا کوئی پیڑ اور

تبق شجرۃ ولا اکمۃ الا تضعضعت — ٹیلا نہ رہا جو پست نہ ہوگیا اور ان کا جنازہ

ورفع لہ سریرہ حتی نظر الیہ — حضور کے سامنے بلند کیا گیا یہاں تک کہ

Marfat.com

فصلی علیہ　　　　پیش نظر اقدس ہو گیا اور ان کا جنازہ نماز پڑھی۔

طریق علاء کے لفظ یوں ہیں هل لك ان تصلی علیہ فاقبض لك الارض قال نعم فصلی علیہ جبریل نے عرض کی حضور ان پر نماز پڑھنی چاہیں تو میں زمین سمیٹ دوں فرمایا ہاں جبریل نے ایسا ہی کیا اس وقت حضور نے ان پر نماز پڑھی اقول بلکہ طرز کلام مشیر ہے کہ نماز پڑھنے کیلئے جنازہ سامنے ہونے کی حاجت سمجھی گئی جب تو جبریل نے عرض کی کہ حضور نماز پڑھنا چاہیں تو زمین لپیٹ دوں تاکہ حضور نماز پڑھیں فافہم واقعہ سوم واقدی نے مغازی میں عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کی:۔

لما التقی الناس بموتہ جلس	جب مقام موتہ میں لڑائی شروع ہوئی رسول
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم	اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے
علی المنبر وکشف لہ مابینہ وبین	اور اللہ عزوجل نے حضور کے لیے پردے اٹھا دیئے
الشام فھو ینظر الی معرکتھم	کہ ملک شام اور وہ معرکہ حضور دیکھ رہے تھے
فقال صلی اللہ علیہ وسلم	اتنے میں حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اخذ الرایۃ زید بن حارثۃ	نے فرمایا زید بن حارثہ نے نشان اٹھایا اور لڑتا
فمضی حتی استشھد وصلی علیہ	رہا یہاں تک کہ شہید ہوا حضور نے انھیں
ودعالہ وقال استغفروا لہ وقد	اپنی صلاۃ دعا سے مشرف فرمایا اور صحابہ کو
دخل الجنۃ وھو یسعی ثم اخذ الرایۃ	ارشاد ہوا کہ اس کے لئے استغفار کرو وہ
جعفر بن ابی طالب فمضی حتی	بیشک دوڑتا ہوا جنت میں داخل ہوا حضور

Marfat.com

استشهد فصلی علیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ودعا لہ وقال استغفروا لہ وقد دخل الجنۃ فھو یطیر فیھا بجناحین حیث شاء

نے فرمایا پھر جعفر بن ابی طالب نے نشان اٹھایا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا حضور نے ان کو اپنی صلاۃ ودعا سے شرف بخشا اور صحابہ کو ارشاد ہوا اس کیلئے استغفار کرو وہ جنت میں داخل ہوا اور اس میں جہاں چاہے اپنے پروں سے اڑتا پھرتا ہے۔

اولاً یہ دونوں طریق سے مرسل ہے **اقول** عاصم بن عمر اوساط تابعین سے ہیں قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کے پوتے اور یہ عبداللہ بن ابی بکر عبداللہ بن ابی بکر بن نعمان عمرو بن حزم ہیں، صغار تابعین سے عمرو بن حزم صحابی رضی اللہ عنہ کے پرپوتے **ثانیاً** خود واقدی کو محدثین کب مانتے ہیں یہاں تک کہ ذہبی نے ان کے متروک ہونے پر اجماع کا ادعا کیا **اقول** وزدت ھذا متابعۃ للاول وکلاھما الزام فالمرسل نقلہ الواقدی لوثقہ **ثالثاً** **اقول** عبداللہ ابن ابی بکر سے راوی شیخ واقدی عبدالجبار بن عمارہ مجہول ہے کما فی المیزان تو مرسل نامعتضد ہے **رابعاً** خود اسی روایت میں صاف تصریح ہے کہ پردے اٹھا دیے گئے تھے معرکہ حضرت اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر تھا۔

اقول لکن موتۃ بالشام علی مرحلتین من بیت المقدس وغزوتھا سنۃ ثمان وقد حولت القبلۃ قبلھا بزمان فکیف یکفی

میں کہتا ہوں موتہ شام میں بیت المقدس سے دو مرحلوں کے فاصلہ پر ہے، یہ غزوہ ۸ھ میں ہوا اور تحویل قبلہ اس سے بہت پہلے ہو چکی تھی، تو صرف جنازہ کا دیکھنا کیونکر

السوادیۃ مع اشتراط کونھا امام المصلی الا ان یقال انما ارید السواد علی الاحتجاج لصلاۃ الغیب وقد تم واذا ثبت فیھا قولنا ثبت ذلک اشتراطنا لان السوادیۃ مع الاستدبار لا مکنہ۔

کافی ہوا جبکہ اس کا نمازی کے آگے ہونا ضروری ہے، ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں مقصود نماز جنازہ غائبانہ کے استدلال کو رد کرنا تھا، وہ حاصل ہو گیا، اور جب ہمارا قول اس میں ثابت ہو گیا تو ہماری یہ شرط بھی ثابت ہو گئی، کیونکہ بیٹھ پیچھے ہونیکے باوجود ان کے لئے دیکھنا ممکن تھا۔

خامسًا اقول کیا دلیل ہے کہ یہاں صلاۃ بمعنی نماز معہود ہے بلکہ بمعنی درود ہے اور دعا لہ عطف تفسیری نہیں بلکہ تعمیم بعد تخصیص ہے اور سوق روایت اسی میں ظاہر کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کا اس وقت منبر اطہر پر تشریف فرما ہونا مذکور اور منبر انور دیوار قبلہ کے پاس تھا اور معتاد یہی ہے کہ منبر پر رو بحاضرین و پشت بقبلہ جلوس ہوا اور اس روایت میں نماز کے لئے منبر سے اترنے پھر تشریف لیجانے کا کہیں ذکر نہیں نیز برخلاف روایت نجاشی اس میں نماز صحابہ بھی نہیں نہ یہ کہ حضور نے ان کو نماز کے لئے فرمایا اگر یہ نماز تھی تو صحابہ کو شریک نہ فرمانے کی کیا وجہ نیز اسی معرکہ میں تیسری شہادت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی ہے ان پر صلاۃ کا ذکر نہیں اگر نماز ہوتی ان پر بھی ہوتی ہاں دو دو کی ان دو کے لئے تخصیص وجہ وجیہ رکھتی ہے اگرچہ وجہ کی حاجت بھی نہیں کہ وہ احکام عامہ سے نہیں وجہ اس حدیث سے ظاہر ہوگی جس میں ان دو صحابہ کرام کا حضرت ابن رواحہ کا فرق ارشاد ہوا ہے اور یہ کہ ان کو جنت میں منہ پھیرے ہوئے پایا کہ معرکہ میں قدرے

Marfat.com

اعراض واقع ہوکر اقبال ہوا تھا۔

وھو فی اٰخر ھٰذین المرسلین رواہ البیھقی عن طریق الواقدی بسندیہ والیہ اشار فی حدیث ابن سعد عن ابن عامر الصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعا رائیت فی بعضھم اعراضا کانہ کرہ السیف۔

اور وہ ان دونوں مرسل حدیثوں کے آخر میں ہے جسکو بیہقی نے بطریق واقدی دونوں سندوں سے روایت کیا اور اسی کی طرف اشارہ کیا حدیث ابن سعد میں ابن عامر صحابی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا کہ میں نے انہیں سے بعض کو منہ پھیرے دیکھا، شاید انھوں نے تلوار سے کراہت کی تھی۔

اور سب سے زائد یہ کہ وہ شہدائے معرکہ ہیں نماز غائب جائز ماننے والے شہید معرکہ پر نماز نہیں مانتے تو باجماع فریقین یہاں صلاۃ بمعنے دعا ہونا لازم جس طرح خود امام نووی شافعی و امام قسطلانی شافعی و امام سیوطی شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ نے صلاۃ علی قبور شہداء احد میں ذکر فرمایا کہ یہاں صلاۃ بمعنی دعا ہونے پر اجماع ہے کما اثرناہ فی النھی الحاجز حالانکہ وہاں تو صلی علی اھل احد صلاتہ علی المیت یہاں اس قدر بھی نہیں۔

شوکانی صاحب نیل الاوطار ایسی جگہ اپنی اصول دانی یوں کھولتے ہیں کہ صلاۃ بمعنی نماز حقیقت شرعیہ ہے اور بلا دلیل حقیقت سے عدول ناجائز۔

اقول اولاً ان مجتہد بننے والوں کو اتنی خبر نہیں کہ حقیقت شرعیہ صلاۃ بمعنی ارکان مخصوصہ ہے یہ معنی خود نماز جنازہ میں کہاں [illegible] ہے نہ سجود نہ قرأت و تشہد والثالث عندنا والبواقی اجماعا لہذا علماء تصریح فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ نماز جنازہ صلاۃ مطلقہ نہیں اور تحقیق یہ کہ وہ دعائے مطلق وصلاۃ مطلقہ میں برزخ ہے کما اشار الیہ البخاری فی صحیحہ واطال فیہ لاجرم امام محمود عینی نے تصریح فرمائی کہ نماز جنازہ پر اطلاق صلاۃ مجاز ہے صحیح بخاری میں ہے سماھا صلاۃ لیس فیہا رکوع ولا سجود عمدۃ القاری میں ہے لکن التسمیۃ لیست بطریق الحقیقۃ ولا بطریق الاشتراک ولکن بطریق المجاز عمدۃ القاری میں ہے کہ یہ نام اپنا بطور حقیقت نہیں ہے اور نہ بطریق اشتراک یہ صرف بطریق مجاز ہے۔

ثانیاً صلاۃ کے ساتھ جب علی فلان مذکور ہو ہرگز اس سے حقیقت شرعیہ مراد نہیں ہوتی نہ ہو سکتی ہے قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ اللّٰھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیٰ اٰلہ کما تحب وترضیٰ وقال وصل علیھم ان صلوٰتک سکن لھم وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللّٰھم صل علیٰ اٰل ابی اوفیٰ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ الٰہی تو ابو اوفیٰ پر نماز پڑھ یا ان کا جنازہ پڑھ کیا صلاۃ علیہ شرع میں بمعنی درود نہیں۔

تنبیہ بعض حنفی بننے والے یہاں یہ عذر بے معنی پیش کرتے ہیں کہ مدارج النبوۃ میں ہے

دالان در حرمین شریفین متعارف ست	حرمین شریفین کے دالان میں یہ دستور
کہ چوں خبرمی رسد کہ فلاں مرد صالح در	ہے کہ جب کسی نیک شخص کے کسی اسلامی ملک
بلدے از بلاد اسلام فوت کردہ است	میں فوت ہونے کی اطلاع ملتی ہے تو شافعیہ
شافعیہ نماز بروے میکنند و بعضے حنفیہ	اسپر نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور بعض احناف

Marfat.com

با ایشاں شریک مے شوند از قاضی علی	بھی اس میں شرکت کر لیتے ہیں، قاضی علی
بن جار اللہ کہ شیخ حدیث ایں فقیر بود	بن جار اللہ (جو اس فقیر کے حدیث میں
پرسیدہ شد کہ حنفیہ چوں شریک می شوند	شیخ تھے) سے دریافت کیا گیا، کہ حنفیہ اس
در گزاردن ایں نماز، گفت دعائے است	نماز میں کیوں شرکت کرتے ہیں؟ تو انھوں
کہ میکنند فلا باس بہ۔	نے فرمایا، یہ دعا کرتے ہیں کیا حرج ہے۔

تمام نصوص صریحہ کتب معتمدہ واجماع جمیع ائمہ مذہب کے مقابل گیارہویں صدی کے ایک فاضل قاضی کی حکایت پیش کر دینا مناسب نہیں،

(۱) امام محقق علی الاطلاق کمال الملۃ والدین ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ کہ متاخرین تو متاخرین خود ان کے معاصرین ان کیلئے مرتبہ اجتہاد کی شہادت دیتے ان امام جلیل کی یہ حالت ہے کہ اگر کسی مسئلہ مذہب پر بحث کرنا چاہیں تو ڈرتے ڈرتے یوں فرماتے ہیں لو کان الی شیئ لقلت کذا مجھے کچھ اختیار ہوتا یوں کہتا (دیکھو فتح القدیر مسئلہ آمین وکتاب الحج باب الجنایات مسئلہ حق وغیرہما) پھر جو بحث وہ کرتے ہیں علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں مسموع نہ ہو گی، اس پر عمل جائز نہیں مذہب ہی کا اتباع کیا جائیگا۔ ردالمحتار نواقض مسح الخف میں ہے

قد قال العلامۃ قاسم عبارۃ	علامہ قاسم نے فرمایا ہمارے استاذ امام
با بحاث شیخنا یعنی ابن الھمامؒ	ابن الہمام کی بحثوں کا کچھ اعتبار نہیں
اذا خالف المنقول علا	جب وہ مسئلہ منقول مذہب کے خلاف ہوں

اسی طرح جنایات الحج میں ہے نکاح الرقیق میں علامہ نور الدین علی مقدسی سے ہے

Marfat.com

الکمال بلغ رتبۃ الاجتھاد وان | امام ابن الہمام رتبہ اجتہاد تک پہنچے ہوئے
ان البحث لا یقضی علی المذھب | ہیں اگرچہ بحث مذہب پر غالب نہیں آسکتے۔

پھر جسے ادنیٰ لیاقتِ اجتہاد بھی نہیں جمیع آئمہ مذہب کے خلاف اس کی بات کیا قابل التفات۔ طحطاوی باب العدت میں ہے

النص ھو المتبع فلا یعول علی | نقل ہی کا اتباع ہے تو مسئلہ منقول ہوتے
البحث معہ | ہوئے بحث کا اعتبار نہ ہوگا۔

(۲) تصریح ہے کہ خلاف مذہب بعض مشائخ مذہب کے قول پر بھی عمل نہیں ہم نے العطایا النبویہ میں اس کی بہت نقول ذکر کی ہیں حلبی علی الدر باب صلوٰۃ الخوف میں ہے لا یعمل بہ لانہ قول البعض اس پر عمل نہ کیا جائے کہ یہ بعض کا قول ہے، تو جو ایک کا بھی قول نہ ہو اس پر کیونکہ عمل ہو سکتا ہے۔
(۳) نصوص جلیلہ ہیں کہ متون کے مقابل شروح شروح کے مقابل فتاویٰ پر عمل نہیں ہم نے اس کی نقول متوافرہ اپنی کتاب فصل القضا فی رسم الافتا میں روشن کیں اور علامہ ابراہیم حلبی محشی در کے قول مذکور میں ہے لا یعمل بہ لمخالفتہ لاطلاق سائر المتون اس پر عمل نہیں کہ اطلاق جملہ متون کے خلاف ہے جب نہ متون اس ر اطلاق عبارات متون کا مخالف نا قابل عمل تو جو متون و شروح و فتاوے سب کے خلاف ہے اس پر عمل کیونکر محتمل (۴) پھر وہ بحث کچھ ہستی بھی رکھتی ہو نماز جنازہ مجرد دعا کے مثل زنہار نہیں دعا میں طہارت بدن طہارت جامہ طہارت مکان استقبال قبلہ تکبیر تحریمہ تحلیل استقرار علی الارض کچھ بھی ضرور نہیں اور نماز جنازہ میں یہ اور ان سے زائد اور بہت باتیں سب فرض ہیں کیا اگر کچھ

لوگ اسی وقت پیشاب کرکے بے استنجا بے وضو بے تیمم جنازہ کے پاس آئیں اور ان میں سے ایک شخص قبلہ کو پشت کرکے جنازہ کی پٹی سے پیٹھ لگا کر بیٹھے اور باقی کچھ اس کے آگے کچھ برابر لیٹے بیٹھے کچھ گھوڑوں پر چڑھے اور اتر دکھن پورب مختلف جہتوں خلاف قبلہ کو منہ کئے ہوں وہ پشتو میں کہے الٰہی اس میت کو بخشدے اور یہ سب انگریزی وغیرہ میں آمین کہیں تو کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ نماز جنازہ ادا ہوئی اور اس طرح کی نماز میں حرج نہیں، دعائے ست کہ میکنند فلاباس به اجماع ائمہ مذہب کے خلاف ایسی بے معنی استناد کیسی سخت جہالت شدیدہ ہے۔ شک نہیں کہ قاضی ممدوح گیارہویں صدی کے ایک عالم تھے مگر عالم سے لغزش بھی ہوتی ہے پھر اس کی لغزش سے بچنے کا حکم ہے نہ کہ اتباع کا۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اتقوا زلۃ العالم وانتظروا فیأتہ	عالم کی لغزش سے بچو اور اس کے رجوع کا انتظار رکھو

رواہ الحسن بن الحلوانی اُستاذ مسلم وابن عدی والبیھقی والعسکر فی الامثال عن عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں عالم سے لغزش ہوتی ہے وہ تو اس سے رجوع کرلیتا ہے اور اس کی خبر شہروں پہنچکر لغزش اس سے منقول رہ جاتی ہے ذکرہ المناوی فی فیض القدیر حذارا انصاف ذرا یوں فرض کر دیکھئے کہ کتب مذہب میں جواز نماز غائب وتکرار جنازہ کی عام تصریحات ہوتیں اور قاضی ممدوح نہیں، ان جیسے دو سو قاضی اسے ناجائز بتاتے اور کوئی

Marfat.com

شخص کتب مذہب کے مقابل ان دوسو سے سند لاتا تو دیکھئے کہ یہ حضرات کس قدر غل مچاتے اُچھل اُچھل پڑتے کہ دیکھو کتب مذہب میں تو جواز کی صاف تصریح ہے اور یہ شخص ان سب کے خلاف گیارہویں صدی کے دوسو قاضیوں کی سند دیتا ہے ہم ان کی مانیں یا کتب مذہب کو حق جانیں اور اب جو اپنی باری ہے تو تمام ائمہ مذہب کا اجماع تمام کتب مذہب کا اتفاق سب بالائے طاق اور تنہا قاضی ممدوح کو تقلید کا استحقاق۔ اس ظلم صریح کی کوئی حد ہے مگر یہ ہے کہ جب کہیں کچھ نہ پایا الغریق یتشبث بالحشیش ڈوبتا ہوا تنکے کا سہارا لیتا ہے۔ وباللہ العصمۃ۔ مدارج النبوۃ نہ کوئی فقہ کی کتب ہے نہ اس میں یہ حکایت بغرض استناد نہ شیخ کو اس پر تعویل واعتماد وہ حنفی ہیں اور مذہب حنفی خود اسی کتاب میں اسی عبارت سے اوپر یوں بتارہے ہیں مذہب امام ابو حنیفہ مالکیہ رحمہم اللہ تعالیٰ آنست کہ جائز نیست پھر اس پر دلیل بتا کر مخالفین کے جواب دئے ہیں نیز اس حکایت کے متصل ہی حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہر روز بہ نیت جملہ اموات مسلمین نماز غائب پڑھنے کی وصیت نقل کرکے اس پر سکوت نہ کیا کہ کہاں قاضی علی بن ظہیرہ اور کہاں حضور پُرنور غوثیت مآب۔ مبادا غلامانِ حضور اس سے حنفیہ کے لئے جواز خیال کرلیں۔ للہذا معاً اس پر تنبیہ کو فرمادیا کہ ایشاں حنبلی اند و نزد امام احمد حنبل جائز است۔ اگر شیخ کو اس حکایت سے استناد مقصود ہوتا تو یہاں استدراک و دفع وہم نہ فرماتے بلکہ اسے اس کا مؤید ٹھہراتے کما لا یخفی واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

جواب سوال سوم

اولاً جبکہ آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ نماز غائب و تکرار نماز جنازہ
دونوں ہمارے مذہب میں ناجائز ہیں اور ہر ناجائز گناہ ہے اور گناہ میں کسی کا اتباع
نہیں تو امام کا شافعی المذہب ہونا اس ناجائز کو ہمارے لئے کیونکر جائز کر سکتا ہے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاطاعة لاحد فی معصية الله
تعالیٰ ناجائز بات میں کسی کی اطاعت نہیں رواہ البخاری و مسلم وابوداؤد
والنسائی عن امیر المومنین علی ونحوہ احمد والحاکم بسند صحیح عن
عمران بن حصین وعن عمرو بن الحکم الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم
ثانیاً یہاں اطاعت امام کا حیلہ عجیب یاد رہا ہے کہاں وہ تمہارا امام تو جب
ہو کہ تم اس کی اقتدا کرو پیش از اقتدا اس کی اطاعت تم پر کیوں ہو۔ اور جب
تمہارے مذہب میں وہ ناجائز و گناہ ہے تو تمہیں ایسے امر میں اس کی اقتدا ہی کب
روا ہے یہ وہی مثل ہے کہ کسی کودن نے کچھ اشعار قبیح و شنیع اغلاط پر مشتمل لکھ کر کسی
شاعر کو سنائے اُس نے کہا یہ الفاظ غلط باندھے ہیں کہا بضرورت شعری کہا یا باشعر
گفتن چہ ضرور ثالثاً جائز یا فرض و واجب نمازیں جن میں حنفی حسب شرائط مذکور
بحر الرائق وغیرہ اہلسنت کے کسی دوسرے مذہب والے مثلاً شافعی وغیرہ کی اقتدا
کرے اس میں ہمارے ائمہ تصریح فرماتے ہیں کہ جو امور ہمارے مذہب میں اصل سے
محض ناجائز ہیں ان میں اس کی پیروی نہ کرے اگرچہ اس کے مذہب میں جائز ہوں
مثلاً صبح کی نماز میں وہ قنوت پڑھے تو یہ نہ پڑھے نماز جنازہ میں امام پانچویں تکبیر

Marfat.com

کہے تو یہ نہ کہے عنایہ شرح ہدایہ میں ہے۔

انما یتبعہ فی المشروع دون — مقتدی امام کی پیروی جائز امر میں کرے گا۔

غیرہ۔

تنویر میں ہے

یأتی الماموم بقنوت الوترلاالفجر — مقتدی قنوت وتر میں پڑھے گا فجر میں

بل یقف ساکتا۔ — نہیں۔ بلکہ چپ کھڑا رہے گا۔

بحر میں ہے۔

لوکبّرخمسا فی الجنازۃ لا یتابعہ — اگر امام نے جنازہ میں پانچویں تکبیر کہی تو

فی الخامسۃ۔ — مقتدی اس کی اتباع نہ کرے گا۔

جب بعد اقتدا یہ حکم ہے تو قبل اقتدا امر نا جائز نا مشروع میں اقتدا کی اجازت کیونکہ ممکن۔ غرض مذہب مہذب حنفی کا حکم تو یہ ہے باقی جو کوئی غیر مقلد بننا چاہے تو آجکل آزادی و بے لگامی کی ہوا چل رہی ہے۔ ہر شخص کو شتر بے مہار ہونے کا اختیار اور اس کے رد میں بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے رسائل النہی الاکید وغیرہ کافی واللہ المستعان علی اہل طغیان وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفٰے النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

تفاسیر الاحکام

لِفدُیَۃ الصّلوٰۃ والصّیام

۱۳۱۶ھ

تصنیف

اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب

مفتی سید شجاعت علی قادری

Marfat.com

تقدیم

مرنے کے بعد میت کے روزوں اور نماز کا فدیہ دیا جا سکتا ہے یا نہیں، اس کی قیود و شرائط کیا ہیں؟ اور اس کا طریق کار کیا ہے؟ اور اس سے متعلق دیگر امور اعلیٰحضرت کے اس رسالہ تفاسیر الاحکام میں ملاحظہ ہوں شمسی اور قمری سال سے متعلق نفیس تحقیق بھی اس رسالہ میں موجود ہے، صاع اور نصف صاع کا لفظ مقدار کے تعین کے لئے کتب شرعیہ میں بکثرت مستعمل ہوتا ہے اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ میں اپنے زمانہ کے رائج الوقت اوزان سے اس کا ٹھیک ٹھیک تقابل کیا ہے، جو اب بھی کارآمد ہے۔

مرتب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁۔
اَللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

مسئلہ از پٹنہ محلہ لودی کٹرہ مرسلہ قاضی محمد عبد الوحید صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁

الحمد للہ رب العالمین۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں نمبر (۱) موتٰیؔ کے روزہ کا فدیہ جو کتابوں میں فقہ کی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو لکھا ہے۔ اُس وزن کی تطبیق اِس ہندوستان کے کس وزن کے برابر کی گئی ہے کتب فقہ میں جو فی روزہ دو سیر گیہوں یا چار سیر جو لکھا ہے وہ بیس گنڈے کے حساب سے ہے یا انیس گنڈے کے۔ غرض پٹنہ ضلع میں اگر کوئی شخص فدیہ دینا چاہے تو وہ کس وزن سے فی روزہ دے گا (۲) چاول کا حساب کس چیز میں ہوگا۔ گیہوں میں یا جو میں یعنی فی روزہ چاول مثل گیہوں کے ۲ ثار یا مثل جو کے ۴ ثار دیا جاویگا۔ اور اگر چاول دیا جاسکتا ہے تو کل اقسام کے چاول ایک ہی حساب میں ہیں یا باسمتی سیلھا جو شاندہ مثل گیہوں کے اور موٹا چاول مثل جو کے ہے۔ نمبر (۳) دھان مثل جو کے فی روزہ ۴ ثار دے سکتے ہیں یا نہیں۔ نمبر (۴) فدیہ روزہ کا اگر کسی کے ذمہ بہت سا باقی ہے۔ تو وہ کل بیک وقت ادا کرے یا

؎ مُردوں۔

Marfat.com

بدفعات جزو جز کر کے دے سکتا ہے۔ مثلاً زید متوفی کے ذمہ ۳۰ روزہ کا فدیہ باقی ہے، تو یہ ۶۰ ثار گیہوں بیکدفعہ بیک وقت دینا چاہیئے یا ایک ایک دوٗ دوٗ کر کے ادا کر دینے کا مجاز ہے کہ نہیں۔ اس میں ایک صورت یہ بھی نکلتی ہے کہ اگر زید کے ذمہ ایک ہی روزہ کا فدیہ باقی رہے تو وہ اس دو سیر گیہوں کو پاؤ پاؤ کر کے ۸ دفعہ یا آدھ آدھ سیر کر کے ۴ دفعہ دے سکتا ہے یا نہیں۔ (۵) متعدد روزہ کا فدیہ کل ایک ہی دن ایک شخص کو دے سکتے ہیں۔ یا دوسرے دوسرے کو دینا چاہیئے۔ مثلاً زید متوفی کے ذمہ دس روزہ کا فدیہ چاہیئے تھا، اگر یہ ادا کیا جائے تو کل ایک ہی آدمی کو ایک ہی دن بیک دفعہ بیک وقت دے یا ایک ہی آدمی کو دس روزہ پیہم دے یا ایک ہی دن میں دس آدمی کو دیدے یا دس روز کر کے دوسرے دوسرے کو دے اس کی چار شکلیں نکلیں دھوا ہذا

شکل اول ایک ہی دن ایک شخص کو کل دسوں روزوں کا بیک دفعہ بیک وقت دیا جائے۔

شکل دوم ایک ہی آدمی کو دس روزوں تک برابر دیا جائے۔

شکل سوم ایک ہی دن میں دس آدمیوں کو دیا جائے۔

شکل چہارم دس روز کر کے دس آدمیوں کو دیا جائے۔

یہ چاروں شکلیں جائز ہیں یا نہیں۔

نمبر (۶) اس کے مستحق کون کون اشخاص ہیں سیّد کو دے سکتے ہیں یا نہیں، اقربا میں جو لوگ غریب ہیں ان کو دینے کا حکم ہے یا نہیں، گھر کے نوکر چاکر کو اگر دیں اور مشاہرہ یا کھانے میں وضع نہ کریں تو جائز ہے یا نہیں۔ نمبر (۷) غلہ

Marfat.com

دینا بہتر ہے اُس کی قیمت باندھ کر جو اس زمانہ میں نرخ بازار ہو، کون دینا مناسب ہے اور نقد روپیہ کا بھی کل وہی حکم ہے جو غلہ کا ہے یا فرق ہے نمبر (۸) اگر کسی غریب کے ذمہ روپیہ قرض کا باقی ہے اور فدیہ پانے کا مستحق ہے تو وہ روپیہ فدیہ میں روزے کے دے سکتا ہے یا نہیں۔ نمبر (۹) فدیہ ادا کرتے وقت یہ لفظ کہنا چاہیئے کہ یہ غلہ یا نقد فلاں کے روزہ کا فدیہ ہے یا انما الاعمال بالنیات کافی ہے۔ نمبر (۱۰) شیخ فانی یا موتیٰ کے فدیہ کے احکام میں کوئی فرق ہے یا دونو کا حکم ہے ہے اور اگر فرق ہے تو وہ کونسا فرق ہے نمبر (۱۱) اگر اپنی زندگی ہی میں روزہ قضا شدہ کا فدیہ کوئی شخص دیدے حالانکہ وہ شیخ فانی نہیں ہے تو وہ روزہ اس سے ساقط ہوگا یا نہیں۔ نمبر (۱۲) اگر زید نے انتقال کیا اور اس کے ذمہ روزہ فرض باقی رہ گیا ہے تو اس کے وارث یا اقربا اس روزہ کے بدلے میں روزہ رکھ سکتے ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جواب سئلہ (۲) وزن بلاد میں مختلف ہوتے ہیں لہٰذا ہم تولوں اور انگریزی روپوں کا حساب بتاتے ہیں کہ ہر شخص اپنے یہاں کے وزنِ رائج کو بآسانی اُس سے تطبیق دے سکے ایک روزہ یا ایک نماز کا فدیہ یا کفارے میں ایک مسکین کی خوراک شخص کا صدقہ فطر یہ سب گیہوں سے نیم صاع اور جو سے ایک صاع ہے۔ صاع دوسو ستر ۲/۷ تولے ہے۔ نیم صاع ایک سو پینتیس تولے۔ تولہ بارہ ماشہ۔ ماشہ آٹھ رتی۔ رتی آٹھ چاول، انگریزی سکہ رائج سوا گیارہ ماشے

Marfat.com

ہے۔ ردالمحتار میں ہے

اعلم ان الصاع اربعۃ امداد والمد بالاستار اربعون والاستار بکسر الھمزۃ بالمثاقیل اربعۃ ونصف کذا فی شرح درر البحار اھ ملخصا	جب صاع چار من ہے اور ہر من چالیس استار اور ہر استار ساڑھے چار مثقال تو ہر من ایک سو اسی مثقال ہوئے اور مثقال ساڑھے چار ماشہ ہے۔

وَلہٰذا درہم شرعی کو مثقال کا ۷/۱۰ سات عشر ہے

فی الدر المختار کل عشرۃ دراھم وزن سبعۃ مثاقیل۔	درمختار میں ہے ہر دس درہم کا وزن سات مثقال ہے۔

پچیس رتی اور پانچواں حصہ رتی کا ہوا یعنی ۳ ماشہ ۱/۵ ۱ سرخ۔ جواہر الاخلاطی میں ہے

الدرھم الشرعی خمس وعشرون حبۃ وخمس حبۃ	درہم شرعی پچیس رتی اور ۱/۵ رتی ہے۔

کشف الغطام میں ہے

بدانکہ معتبر نزد ما صاع عراقی ست وآں ہشت رطل بست استار چار ونیم مثقال ومثقال بست قیراط وقیراط یک حبہ وچہار خمس حبہ وحبہ کہ آں را بفارسی سرخ گویند ہشتم حصہ ماشہ است پس مثقال	جاننا چاہیے کہ ہمارے نزدیک عراقی صاع معتبر ہے اور وہ آٹھ رطل ہے بیس استار ساڑھے چار مثقال، اور مثقال بیس قیراط اور ایک قیراط ایک رتی اور ۴/۵ اور حبہ جسے فارسی میں رتی کہتے ہیں یہ ماشہ کا آٹھواں حصہ ہے پس مثقال

Marfat.com

نصف صاع لم یجز ولو اعطاہ
الکل جاز اھ وفی الھندیۃ عن
التتارخانیۃ عن الولوالجیۃ
لو دفع عن خمس صلوٰۃ تسع
امناء لفقیر واحد ومنا لفقیر
واحد اختار الفقیہ انہ یجوز
عن اربع صلوٰۃ ولا یجوز عن
صلوٰۃ الخامسۃ اھ وفی البحر
قال ابوبکر الاسکاف یجوز ذلک
کلہ وقال ابوالقاسم وھو اختیار
الفقیہ ابی اللیث یجوز عن اربع
صلوٰۃ دون الخامسۃ لانہ متفرق
ولا یجوز ان یعطی کل مسکین
اقل من نصف صاع فی کفارۃ
الیمین فکذا لک ھذا فالحاصل
ان کفارۃ الصلوٰۃ تفارق کفارۃ
الیمین فی حق انہ لا یشترط فیھا
العدد وتوافقھا من حیث انہ
لو ادی اقل من نصف صاع

کم دیا تو جائز نہیں اور اگر کل دے دیا
تو جائز ہے۔ اور ہندیہ میں تتارخانیہ
سے ہے اور ولوالجیہ سے ہے کہ اگر پانچ
نمازوں سے نو مَنّ ادا کئے اور ایک فقیر
کو دئے اور ایک من ایک فقیر کو تو فقیہ
نے یہ اختیار کیا کہ یہ چار نمازوں کی
طرف سے جائز ہے اور پانچویں نماز سے
جائز نہیں، اور بحر میں ہے کہ ابوبکر
اسکاف نے کہا کہ یہ سب کچھ جائز ہے
اور ابوالقاسم نے کہا کہ یہی اختیار ہے
ابواللیث کہ چار نمازوں سے جائز ہے
پانچویں سے نہیں کیونکہ یہ متفرق ہے
اور کفارہ یمین میں نصف صاع سے
کم ہر مسکین کو دینا جائز نہیں، تو
بھی ایسا ہی ہے، حاصل یہ کہ کفارہ
کفارہ یمین سے اس لحاظ سے جدا ہے
اس میں عدد شرط نہیں اور اس حیثیت
سے موافق ہے کہ نصف صاع سے
ایک فقیر کو دینا دونوں میں جائز

الیٰ فقیر واحد لا یجوز اہ وفی اظہار التنویر جاز لو اطعم واحد استین یوما اہ قلت فاذا جاز ہذا فیما یشترط فیہ التعدد فیما لا یشترط فیہ اولیٰ بالجواز۔

اور "اظہار التنویر" میں ہے کہ اگر ایک ہی شخص کو ساٹھ دن تک کھلایا تو جائز ہے، میں کہتا ہوں جب یہ صورت اس کفارہ میں جائز ہے کہ جس میں تعدد شرط ہے تو جس میں تعدد شرط نہیں اس میں بطریق اولیٰ جائز ہوگی۔

جواب س (۶) مصرف اس کا مثل مصرف صدقہ فطر و کفارۂ یمین و سائر کفارات وصدقات واجبہ ہے سید بلکہ کسی ہاشمی مثلاً شیخ علوی یا عباسی کو بھی نہیں دے سکتے غنی یا غنی مرد کے نابالغ فقیر بچے کو نہیں دے سکتے جو صاحب فدیہ کی اولاد میں ہے، جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی یا صاحب فدیہ جس کی اولاد میں ہے جیسے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی انھیں نہیں دے سکتے اور اقربا مثلاً بہن بھائی، چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی، بھتیجہ، بھتیجی، بھانجہ، بھانجی ان کو دے سکتے ہیں جبکہ اور موانع نہ ہوں یا ہیں نوکروں کو جبکہ اجرت میں محسوب نہ کریں

فی ردالمحتار مصرف الزکوٰۃ ہو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبۃ کما فی قہستانی اہ اقول وہو متمش علی تصحیح ما عن ابی یوسف

ردالمحتار میں ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے وہی صدقہ فطر، کفارہ اور نذر وغیرہ صدقات واجبہ کا بھی مصرف ہے، قہستانی، میں کہتا ہوں کہ اس میں ابو یوسف سے مروی اس قول کی تصحیح ہے کہ صدقات واجبہ کافر ذمی کو نہیں دیے جا سکتے

Marfat.com

من عدم جواز شیئ من الصدقات الواجبۃ لکافر ذمی قال فی الدر لا تدفع (ای الزکوٰۃ) الی ذمی وجاز دفع غیرھا وغیر العشر والخراج الیہ ای الذمی ولو واجبا کنذر وکفارۃ وفطرۃ خلافاً للشافعی وبقولہ یفتی حاوی القدسی اھ وفیہ لو دفعھا المعلم الخلیفۃ ان کان بحیث یعمل لہ لو لم یعطہ صح والا لا اھ وفی معراج الدرایۃ ثم الھندیۃ وکذا ما یدفعہ الی الخدم من الرجال والنساء فی الاعیاد وغیرھا بنیۃ الزکوٰۃ۔

ہیں، دُر میں ہے نہ دی جائے (زکوٰۃ) ذمّی کو، اور زکوٰۃ کے علاوہ عشر اور خراج کے علاوہ اگرچہ صدقۂ واجبہ ہی کیوں نہ ہو جیسے نذر کفارہ اور فطرہ ذمی کو دے سکتے ہیں، شافعی کا اس میں اختلاف ہے۔ حاوی قدسی نے بھی اسی قول پر فتویٰ دیا، اور اس میں ہے کہ اگر خلیفہ نے معلم کو زکوٰۃ دے دی تو اگر وہ اس قسم کا معلم ہے کہ اگر اس کو زکوٰۃ نہ دی جائے تب بھی کام کرتا رہے گا تو صحیح ہے ورنہ نہیں، معراج الدرایہ اور ہندیہ میں ہے کہ یہی حال اس مال کا ہے جو عید وغیرہ مواقع پر بہ نیت زکوٰۃ خادموں کو دیا جاتا ہے۔

صدقاتِ واجبہ زوجین کو بھی نہیں دے سکتے **اقول** فدیہ نماز و روزہ جب بعد مرگ دیا جائے تو مقتضائے نظر فقہی یہ ہے کہ زوجہ کا فدیہ شوہر فقیر کو فوراً اور شوہر کا زوجۂ فقیرہ کو بعد عدت گزرنے کے دینا جائز ہو کہ اب زوجیت نہ رہی اور شوہر زوجہ کے مرتے ہی اجنبی ہو جاتا ہے،

Marfat.com

ولہٰذا اسے مس جائز نہیں

فی در المختار لا تصرف الی من يليها بالزوجية ولو مبانة قال الشامی ای فی العدة ولو بثلاث فهو عن معراج الدراية اه وفی رد المحتار عن بدائع الامام ملك العلماء المرأة تغسل زوجها لان اباحة الغسل مستفادة بالنكاح فتبقى ما بقی النكاح بعد الموت باق الی ان تنقضی العدة بخلاف ما اذا ماتت فلا يغسلها لانتهاء ملك النكاح لعدم المحل فصار اجنبيا والله تعالیٰ اعلم۔

در مختار میں ہے کہ فدیہ دینا بیوی کو جائز نہیں خواہ اس کو طلاق بائن ہی کیوں نہ دے دی گئی ہو، معراج الدرایہ اور رد المحتار میں بدائع ملک العلماء سے ہے کہ عورت شوہر کو غسل دے سکتی ہے، کیونکہ غسل کا جائز ہونا نکاح سے مستفاد ہے تو جب تک نکاح باقی ہے اس کی اباحت بھی باقی رہیگی اور نکاح موت کے بعد سے عدت کے اختتام تک باقی ہے، بخلاف اس صورت کے جبکہ عورت مرجائے کہ شوہر اس کو غسل نہ دیگا کیونکہ محل نہ ہونے کی وجہ سے ملک نکاح ختم ہوئی اور وہ شخص اب اجنبی ہوگیا واللہ اعلم

فی الدر المختار دفع القيمة ای الدراهم افضل من دفع العين علی المذهب المفتی به جوهرة وبحر عن الظهيرية وهذا فی السعة

در مختار میں ہے کہ یعنی درہم افضل ہیں بہ نسبت اشیاء کے، مذہب مفتی بہ جوہرہ اور بحر ظہیریہ سے یہ فراخی کے وقت کا حکم ہے اور سختی کے زمانہ میں شئے

Marfat.com

اما فی الشدۃ فدفع العین فضل — کا دینا افضل ہے۔

باقی احکام نقد و غلہ یکساں ہیں مگر وہ تفاوت جو خاص گندم و جَو میں بسبب اعتبار وزن معتبر شرعی اسقاط لحاظ مالیت کا ہے مثلاً فرض کیجیے کہ نیم صاع گندم کی قیمت دو آنہ ہے اور ایک صاع جَو کی ایک آنہ تو ایک آنہ یا ایک آنہ کی قیمت کی کوئی چیز کپڑا، کتاب، چاول باجرا وغیرہ بلحاظ قیمت جَو دے سکتے ہیں اگرچہ گندم کی قیمت نہ ہوئی مگر چہارم صاع گندم کافی نہیں اگرچہ قیمت اُن کی بھی ایک صاع جَو کے برابر ہو گئی کہ چار چیزیں جن میں نص شرعی وارد ہو چکا ہے یعنی گندم جَو خرما، کشمش ان میں قیمت کا اعتبار نہیں جتنا وزن شرعاً واجب ہے اُسی قدر دینا ہوگا۔

فی محیط الامام السرخسی ثم الھندیۃ لوادی ربع صاع من حنطۃ جیدۃ تبلغ قیمتہ قیمۃ نصف صاع منھا او نصف صاع من شعیر لا یجوز عن الکل بل یقع عن نفسہ وعلیہ تکمیل الباقی وکذا لا یجوز ربع صاع من حنطۃ من شعیراہ فی البدائع لان القیمۃ انما تعتبر فے

امام سرخسی کی محیط اور ہندیہ میں ہے کہ اگر عمدہ قسم کے چوتھائی صاع گیہوں کہ جن کی قیمت نصف صاع ہو یا نصف صاع جو دیئے تو سب کی طرف سے ادا نہ ہوگا بلکہ اس کے ذمہ باقی کی تکمیل ہے، اسی طرح چوتھائی صاع گندم ایک صاع جو کی طرف سے قابل قبول نہیں بدائع میں ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ قیمت کا اعتبار غیر منصوص میں ہے۔

Marfat.com

غیر المنصوص علیہ۔

قیمت میں نرخ بازار آج کا معتبر نہ ہوگا۔ جس دن ادا کر رہے ہیں بلکہ روز وجوب کا مثلاً اُس دن نیم صاع گندم کی قیمت دو آنے تھی۔ آج ایک آنہ ہے۔ تو ایک آنہ ہے۔ تو ایک آنہ کافی نہ ہوگا۔ دو آنے دینا لازم اور ایک آنہ تھی اب دو آنے ہوگئی تو دو آنے ضرور نہیں ایک آنہ کافی،

فی الدر المختار جاز دفع القیمۃ	' در المختار میں ہے کہ قیمت کا دینا زکوٰۃ ،
فی زکاۃ وعشر وخراج وفطرۃ	عشر، خراج، فطرہ، نذر، اور کفارہ میں جائز
ونذر وکفارۃ غیر العتاق والقیمۃ	ہے، آزاد کرنے میں نہیں، اور قیمت اسی دن
یوم الوجوب وقالا یوم الاداء	کی معتبر ہوگی جسدن یہ چیزیں واجب ہوئی
	تھیں، اور صاحبین نے کہا اسدن کی معتبر
	ہوگی جس دن ادا کیجائیں۔

جواب س (۸) یہاں صورتیں متعدد ہیں۔ فدیہ والا اپنی حیات میں فدیہ ادا کرتا ہے۔ جیسے شیخ فانی روزے کا یا اس کی بعد وارث بلا وصیت بطور خود دیتا ہے یا بحکم وصیت ادا کیا جاتا ہے اور درصورتِ وصیت مدیون پر یہ دین بعد موت مورث حادث ہوا ہے جیسے کسی نے ترکہ سے کوئی چیز غصب کرکے صرف کرڈالی کہ اس کے تاوان کا اس پر دین لازم آیا یا دین حیات مورث کا ہے تو یہ چار صورتیں ہیں، صورتِ اخیرہ میں عدم صحت کا حکم درمختار وغیرہ میں مصرح ہے یعنی زید پر نماز روزے وغیرہما کا فدیہ تھا۔ اس نے وصیت کی کہ یہ میرے مال سے ادا کرنا عمرو فقیر حیات زید سے زید کا مدیون تھا وصی نے وہ دین فدیہ میں عمرو

Marfat.com

کو چھوڑ دیا فدیہ ادا نہ ہوا۔

قال قبیل باب الوصی اوصی
بصلوٰۃ وثلث مالہ دیون
علی المعسرین فترکھا الوصی
لھم عن الفدیۃ لم یجزہ ولا
بد من القبض ثم التصدق
علیھم ولو امران یتصدق
بالثلث فمات فغصب غاصب
ثلثھا مثلا واستھلك فترکہ
صدقۃ علیہ وھو معسر
یجزیہ لحصول قبضہ بعد الموت
بخلاف الدین الکل من القنیۃ
اھ فی رد المختار قولہ اوصی
بصلوٰتہ او صیاماتہ نصہ قولہ
لم تجزہ وقیل تجزیہ قال فی القنیۃ
قال استاذنا والاول احب الی
حتی توجد الروایۃ قولہ بخلاف
الدین ای فی المسئلۃ السابقۃ
فانہ مقبوض قبل الموت بقی

باب الوصی سے کچھ قبل کہا، کسی شخص
نماز کے فدیہ کی وصیت کی، اور اس
تہائی مال تنگدستوں پر قرض ہے تو
وصی نے فدیہ کے بجائے یہ مال انکو معاف
کردیا، کافی نہ ہوگا، بلکہ صدقہ کرنا
ضروری ہے اور اگر یہ وصیت کی کہ تہائی
مال صدقہ کر دیا جائے اور مرگیا پھر مثلاً
کسی غاصب نے اس کا تہائی مال غصب
کرلیا، اور ہلاک کردیا اور وصی نے بطور
صدقہ اس کو معاف کردیا تو کافی ہے
کیونکہ اس کا قبضہ موت کے بعد ثابت
ہوگیا، بخلاف دین کے۔ قنیہ اور
ردالمحتار میں ہے کہ کسی نے اپنی نمازوں
یا روزوں کے لئے وصیت کی تو اسکا
قول لم تجزہ صحیح ہوا اور ایک قول ہے
کہ تجزیہ، قنیہ میں کہا کہ ہمارے استاذ
نے فرمایا میرے نزدیک پہلا پسندیدہ
ہے، حتی کہ روایت پائی جائے، بخلاف

Marfat.com

لو اوصی بکفارۃ صلوٰتہ والمسألۃ
بحالھا ھل یجزیہ لحصول قبضہ
بعد الموت اولا یراجع ام اراد
بقولہ والمسألۃ بحالھا مسألۃ
الغصب در ایشتی کتبت
علیہ ما نصہ اقول و باللہ
التوفیق ولہ الحمد عندی
مسألتا الفدیۃ والغصب علی
ان الوصیۃ بالمال تتناول
الدین ما کان دینا فاذا صار
عینا بالقبض تناولتہ کما صرح
بہ فی الظہیریۃ حیث قال
اذا کان مأتہ درھم عین
ومأتہ درھم علی اجنبی دین
فاوصی لرجل بثلث مالہ
فانہ یأخذ ثلث العین دون
الدین الا تری ان حلف
ان لا مال لہ ولہ دیون
علی الناس لم یحنث ثم ماخوذ

دین کے، یعنی مسئلہ سابقہ میں کیونکہ
اس پر موت سے قبل قبضہ کیا گیا تھا اب
یہ مسئلہ باقی رہا کہ کسی نے اپنی نماز کے کفارہ
کی وصیت کی اور مسالہ بحالہ ہو، تو آیا
یہ جائز ہے ؟ کہ قبضہ موت کے بعد ہوا یا
نہیں "اور مسئلہ بحالہ ہو" سے مراد
غصب کا مسألہ ہے، میں نے اس پر یہ
لکھا ہے کہ میرے نزدیک فدیہ اور غصب
کا مسئلہ یہ ہے کہ وصیت بالمال دین کو
اس وقت تک شامل نہیں ہوتی جب
تک کہ دین، دین رہے، اور جب قبضہ
کی وجہ سے عین ہو جائے تو اس کو شامل
ہو جاتی ہے جیسے کہ ظہیریہ میں اس کی
تصریح ہے انھوں نے فرمایا کہ جب کسی کے
سو درہم عین ہوں اور سو درہم کسی
اجنبی پر دین ہوں پھر وہ شخص اپنے تہائی
مال کی کسی کیلئے وصیت کردے تو اب وہ
صرف عین کا تہائی لے گا دین کا نہیں
جیسے اگر کوئی شخص قسم کھا کر کہے کہ

Marfat.com

من الدين اخذ منه ثلثه
حتى يخرج الدين كله
لانه لما تعين الخارج
مالا لتحق بما كان
عيناً فى الابتدا ولا يقال
لما لم يثبت حقه فى
الدين قبل ان يتعين كيف
يثبت حقه فيه اذا تعين
لانا نقول مثل هذا غير
ممتنع الا ترى ان الموصى
له بثلث المال لا يثبت حقه
فى القصاص ومتى انقلب
مالا يثبت حقه فيه ام وبه
يحصل التوفيق بين فتوى
الخانية لا تدخل الديون
اى فى الوصية بالمال
والوهبانية ان الدخول
اجدر كما جنح اليه فى منحة
الخالق فراجعها من شتى

اس کے پاس کچھ مال نہیں حالانکہ لوگو
پر اس کا دین ہو، تو حانث نہ ہوگا، کچھ
جتنا مال دین نکلتا ہوئے گا اس کا ثلث
لیتا جائے گا حتی کہ پورا دین نکل جائیگا
کیونکہ جب خارج مال متعین ہوگیا تو اس
سے لاحق ہوگیا جو ابتداءً عین تھا اور یہ
نہ کہا جائے کہ جب متعین ہونے سے قبل اس
حق دین ثابت ہی نہ ہوا تو اسکا حق اس میں
کیسے ثابت ہوگا؟ اسلئے کہ ہم کہتے ہیں یہ غیر
ممتنع ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ شخص
جسکے لئے ثلث مال کی وصیت مال کی
ہو، اسکا حق قصاص میں ثابت نہیں ہوتا
ہے، لیکن جب قصاص مال کی صورت میں
آتا ہے تو اسکا حق اس ثابت ہوتا جاتا ہے اس
تقریر سے خانیہ کے اس قول " وصیت بالمال
میں دیون داخل نہیں" اور وہبانیہ کے
اس قول میں کہ " دیون کا داخل ہونا زیادہ
لائق ہے" تطبیق ظاہر ہوتی ہے۔ منحۃ الخالق
میں بھی یہی ہے، قضاء کے مسائل متفرقہ میں

القضاء ففي مسألة الفدية لما
كان الدين سابقا على الموت
وقد اراد الوصي اسقاطه قبل
القبض فيكون انفاذا للوصية
فيما لم تتناوله فلا يجوز ما لم
يقبض فيتصدق وفي مسألة
الغصب لما كان المال عينا
عند الوفاة وانما حصل قبض
الغاصب واستهلاكه وصيرورته
دينا بعد الموت فقد تناولته
الوصية فجاز هذا ما ظهر لي
وبه يظهر الجواب عما توقف فيه
العلامة المحشي بقوله يراجع
فانه لا غبار عليه من هذه
الجهة الا ان يثبت ان اداء
الكفارات بترك الدين لا يجوز
اصلا وفيه وقفة فليراجع
وليحرر ما كتبت عليه

اس مسئلہ کو دیکھئے، مسئلہ فدیہ میں جبکہ
دین موت پر مقدم تھا اور وصی نے قبض
سے قبل اس کو ساقط کرنا چاہا تو اس صورت
میں کہ جسکو وصیت شامل نہ تھی یہ وصیت کا
نافذ کرنا ہوگا تو اس وقت تک جائز نہ ہوگا
جب تک کہ قبضہ کرنے کے بعد صدقہ نہ کرے
اور مسئلہ غصب میں چونکہ بوقت وفات
مال عین تھا اور غاصب کا قبضہ کرکے ہلاک
کرنا اور اس کا دین ہونا موت کے بعد
واقع ہوا تو اسے وصیت شامل ہوگی تو یہ
جائز ہوا، یہ ہے وہ جو مجھ پر ظاہر ہوا،
اس سے اس کا جواب بھی معلوم ہوا جس
میں علامہ محشی نے توقف کیا، اور کہا کہ
مراجعت کیجائے کیونکہ اس لحاظ سے اس پر
کچھ غور نہیں، ہاں اسوقت ہے جبکہ یہ ثابت
ہو جائے کہ کفارات کا ادا کرنا دین کے ترک
سے بالکل جائز نہیں اور اس میں توقف ہے
لہذا اس میں خوب غور و فکر چاہیے۔

باقی صور کا حکم قابل تفتیش و مراجعت ہے اقول وباللہ التوفیق امر محتمل ہے

Marfat.com

اور قائل کہہ سکتا ہے کہ قاعدہ شرعیہ ادائے کامل بہ کامل ہے نہ کامل بناقص ولہٰذا اوقات ثلثہ میں کوئی نماز ادا و قضا جائز نہیں مگر آج کی عصر یا اس جنازے کی نماز جو انھیں اوقات میں لایا گیا

لتادیھما کما وجبتا والمسائل بتعلیلا لتھا مذکورۃ متونا و شروحا۔ — کیونکہ یہ دونوں اسی طرح ادا ہوئے جس طرح کہ واجب ہوئے تھے اور اسکی علتیں متون و شروح میں مذکور ہیں۔

روزوں میں کوناقص نہیں اور قضا نمازیں عموماً کامل ہیں ولہٰذا کل کی عصر آج آفتاب ڈوبتے قضا نہیں کی جا سکتی، اور جو مال کسی پر دین ہو جب تک وصول نہ ہو مال کامل نہیں ناقص ہے خصوصاً جبکہ کسی مفلس پر ہو کہ وہ تو گویا مردہ مال ہے ولہٰذا حاصل ملک مال کہ تمول وعتاہے اُس سے حاصل نہیں ہوتا زید کے لاکھ روپے کسی مفلس پر قرض آتے ہوں جب تک پاس نصاب نہ ہو فقیر ہے۔ خود زکوٰۃ لے سکتا ہے

فی الاشباہ من لہ دین علی مفلس مقر فقیر علی المختار — اشباہ میں ہے جس کا دین کسی اقرار کرنیوالے فقیر مفلس پر ہو تو وہ شخص قول مختار پر فقیر ہے۔

بلکہ عرفاً دین کو مال ہی نہیں کہتے اگر لاکھوں قرض میں پھیلے ہوں اور پاس کچھ نہیں تو قسم کھا سکتا ہے کہ میرا کچھ مال نہیں کما تقدم عن الظہیریۃ ومثلہ فی البحر والتنویر وغیرھما ولہٰذا کسی عین یعنی نصاب موجود کی زکوٰۃ دین بنیت زکوٰۃ معاف کر دینے سے ادا نہیں ہو سکتی کہ نصاب موجود مال کامل ہے تو مال ناقص

Marfat.com

ہرگز اس کی زکوٰۃ نہیں ہو سکتا بلکہ جو دَین آئندہ ملنے کا ہے اُس کی زکوٰۃ بھی معانی دین سے ادا نہ ہو گی۔ کہ دَین باقی دَین ساقط سے بہتر ہے۔ دَین ساقط اب کبھی مال نہیں ہو سکتا اور دین باقی میں احتمال ہے شاید وصول ہو کر مال ہو جائے ہاں جو نصاب کسی فقیر پر دین ہو، وہ کل یا بعض اسے معاف کر دے تو قدر معاف شدہ کی زکوٰۃ ساقط ہو گئی یہ ناقص ناقص سے ادا ہو سکتا ہے

فی الدر المختار لو ابرأ الفقیر	اگر فقیر کو نصاب سے بری کر دیا صحیح ہوا اور
عن النصاب صح وسقط عنہ	اس سے ساقط ہوا، جاننا چاہیے کہ دین
واعلم ان اداء الدین عن الدین	کا دین سے ادا کرنا اور عین کا عین سے اور
والعین عن العین وعن الدین	دین سے جائز ہے، اور دَین کا عین سے یا
یجوز واداء الدین عن العین	ایسے دین سے جو عنقریب وصول ہو جائے
وعن دین سیقبض لا یجوز اھ	گا جائز نہیں تبیین الحقائق میں ہے کہ
فی تبیین الحقائق لو کان لہ	اگر کسی کا دین کسی فقیر پر ہو اور وہ اسے
دین علی فقیر فابرأہ عنہ سقط	بہ نیت زکوٰۃ بری کر دے تو زکوٰۃ ساقط
عنہ زکوٰۃ نوی بہ عن الزکوٰۃ	ہو جائے گی اور اگر زکوٰۃ کی نیت نہ کرے
اولا لانہ کالھلاک ولو ابرأہ	تب بھی، کیونکہ یہ مثل ہلاک کر دینے ہے،
عن البعض سقط زکوٰۃ ذلک	اور اگر اس نے بعض سے بری کیا تو اس
البعض لما قلنا وزکوٰۃ الباقی لا	بعض کی زکوٰۃ ساقط ہو گی جیسا کہ ہمنے
تسقط ولو نوی بہ الاداء عن الباقی	کہا، اور باقی کی اگرچہ نیت بھی کرے ساقط
لان الساقط لیس بمال والباقی	نہ ہو گی کیونکہ ساقط مال نہیں ہے اور باقی

Marfat.com

یجوز ان یکون مالا فکان الباقی
خیرا منه فلا یجوز الساقط عنه ام

مال ہو سکتا ہے، لہذا باقی بہتر ہوا تو اسکی
طرف سے ساقط جائز نہ ہوا۔

یہ تقریر منیر توفیق القدیر اقتضا کرتی ہے کہ دین معاف کرنے سے فدیہ مطلقاً ادا نہ ہو جب تک وصول کرکے فدیہ میں نہ دیں اس تقدیر پر وہ حیلہ کہ ہندیوں میں متعارف ہے اور بعض متاخرین فضلائے ہند نے اسے کشف العطا میں ذکر کیا کہ

متعارف چنان ست که حساب
کنند سالہائے میت را داول
مدت بلوغ که در مرد دوازده سال
و در زن نه سال است وضع
کنند تا فدیه نماز ہائے یکسال که
سه صد و شصت روز ست یکہزار
و ہشتاد صاع حاصل آید و پانزده
صاع فدیه رمضان افزایند ہمگی
فدیه تمام سال یکہزار و نود و پنج
صاع شود ہمین طریق سالہائے تمام
عمر را حساب کنند و حاصل آں را
موافق قیمت مبلغ مشخص نمایند
و بنابر ضرورت عسرت مصحفے را مثل
آنقدر زر بدست فقیرے فروشند

عرف یہ ہے کہ میت کی عمر کا حساب نکالا
جائے، اور بلوغ کی کم از کم مدت جو مرد
میں بارہ سال اور عورت میں نو سال ہے
گھٹا دیں، تو ایک سال کی نمازوں کا
(یعنی تین سو چھیاسٹھ دن) فدیہ ایکہزار
اسّی صاع ہوا جس میں پندرہ صاع
رمضان کے روزوں کا فدیہ بڑھا دیں
تو کل فدیہ تمام سال کا ایکہزار پچانوے
صاع ہوا، اسی طرح زندگی کے کل سالوں
کا حساب کریں، اور اس کی ایک معین
قیمت لگالیں، اور تنگدستی کی ضرورت
کیوجہ سے ایک مصحف کو اتنے روپے میں
(جو فدیہ کی قیمت ہے) فروخت کرلیں
اور اسکو سپرد کردیں، تاکہ اتنا روپیہ اسکے

Marfat.com

وتسلیم نمایند تا آں قدر زر برذمہ اش دین شود پس بگویند کہ ایں قدر زر را کہ برذمہ تو دین ست عوض فدیۂ نماز در روزہ ہائے فلاں میت کہ باینقدر میرسد ترا دادیم وبگوید فقیر کہ قبول کردیم و اگر مبلغ حساب کنند و قران را بمثل آں قدر جنس ہدیہ کنند تا ہمیں جنس برذمہ اش دین شود آنرا عوض فدیۂ بوے بخشند داد قبول نماید نیز کفایت میکند۔

ذمہ دین ہو جائے پھر یہ کہا کہ اتنا روپیہ جو تمہارے اوپر دین ہے فلاں میت کی نمازوں اور روزوں کے فدیہ کے بدلہ میں (جو اتنا اتنا ہے) تمہیں دیتا ہوں، اور فقیر کہے کہ میں نے قبول کیا، اور مبلغ کا حساب کرنے کے بعد قران کو اس قدر جنس کے بدلہ ہدیہ کریں تاکہ وہی جنس اس پر دین ہو جائے پھر اسی کو اُس کے فدیہ میں بخشدیں اور قبول کرلے تو بھی کافی ہے۔

ظاہر المحض ناتمام و ناکافی ہے۔ اور اس پر ایک قرینۂ واضحہ یہ بھی ہے کہ عامۂ کتب معتمدۂ مذہب میں ضرورت مند کے لئے جو حیلہ اس کا ارشاد فرمایا سخت وقت طلب اور بہت طول عمل ہے۔ جس کا خود ان فاضل کو اعتراف ہے۔ یہ متعارف طریقہ ذکر کر کے لکھا۔

ومشہور و منقول در اکثر کتب چنانست کہ قدرے گندم کہ میسر شود منجملۂ فدیہ بایں نام بفقیر دہند داد قبول کند پس ازوے طلب نمایند

اکثر کتب میں مشہور و معروف یہ ہے کہ کچھ گیہوں جو بھی میسر ہوں فدیہ کے ساتھ اسی نام سے فقیر کو دیتے ہیں، اور وہ انھیں قبول کرتا ہے، پھر

Marfat.com

دبستانند باز بوئے بہمان نام دہند	پھر اس سے وہ مانگ لیتے ہیں، پھر وہ
دہمچنین مکرر کنند تا آنکہ فدیہ نماز	اسی کو اسی نام سے دے دیتے ہیں حتیٰ
د روزہ در فدیہ ہائے تمام ادا شود	کہ تمام روزوں اور نمازوں کا فدیہ ادا
وایں حیلہ خالی از تکلف نیست	ہو جاتا ہے، اور یہ حیلہ خالی از تکلف نہیں

اقول اسی حیلۂ جمیلہ کی تصریح فرمائی درمختار و بزازیہ و خلاصہ و عالمگیریہ و بحر الرائق و غنیہ و صغیری شروح منیہ و فتح اللہ المعین حاشیہ کنز و منحۃ الخالق و طحطاوی علی الدر المختار و رد المحتار میں زائدین علی ما فی الشارح کلہم فی باب قضاء الفوایت اور جامع الرموز برجندی شرح نقایہ و طحطاوی علی المراقی الفلاح میں کلھم فی الصوم اسی کو علامہ عبد الغنی بن اسمٰعیل نابلسی قدس سرہ القدسی نے شرح ہدایہ ابن العماد میں اپنے والد ماجد علامہ اسمٰعیل بن عبد الغنی نابلسی محشی درر و غرر انھوں نے احکام الجنائز سے نقل فرمایا کما فی منحۃ الخالق اسی پر امام اجل ناصر الدین ابو القاسم محمد بن یوسف حسینی سمرقندی نے ملتقط میں نص فرمایا کما فی شارح مختصر الوقایۃ العبد العلی اسی طرح علامۂ مدقق علائی نے در منتقی شرح ملتقی اور علامہ شریف ابو المسعود ازہری نے شرح نور الایضاح میں تصریح فرمائی کما فی شارحہ للسید احمد المصری یہی تبیین المحارم علامہ سنان الدین یوسف مکی میں مذکور کما فی شفاء العلیل و بل العلیل للعلامۃ الشامی یہ سب عبارات اور ان سے زائد اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں بلکہ شفاء العلیل سے ہمارے ائمہ کی کتب فروع و اصول کی طرف اس کی نسبت ظاہر۔

Marfat.com

حیث قال اعلم ان المذکور فیما رأیته من کتب ائمتنا فروعا واصولا انه اذا لم یوص بفدیة الصوم یجوز ان یتبرع عنه ولیه وهو من له التصرف فی ماله بوراثة او وصایته قالوا ولو لم یملک شیئا یستقرض الولی شیئا فیدفعه للفقیر ثم یستوهبه منه ثم یدفعه لآخر وهکذا حتی یتم

جبکہ فرمایا، جاننا چاہیئے کہ میں نے اپنے ائمہ کی کتابوں میں فروع واصول میں دیکھا کہ جب میت روزے کے فدیہ کی وصیت نہ کرے تو اسکے ولی کو جائز ہے کہ بطور تبرع از خود ادا کردے، ولی سے مراد وہ ہے جسے اسکے مال میں حق تصرف ہے وراثت یا وصیت کی بنا پر، فقہا نے فرمایا کہ وہ اگر کسی چیز کا بھی مالک نہیں تو ولی کچھ قرض لیگا اور فقیر کو دے گا، پھر اس سے بطور ہبہ مانگ لیگا پھر دوسرے کو دیدیگا اور اسی طرح کرتا رہے گا حتی کہ پورا فدیہ ادا ہوجائے۔

اور فاضل سید علاؤالدین نے منة الجلیل میں اُسے متون، وشروح وحواشی کی طرف نسبت کیا۔

حیث قال والمنصوص فی کلامهم متونا وشروحا وحواشی ان الذی یتولی ذلک انما هو الولی وان المراد بالولی من له ولایة التصرف فی ماله بوصایته او وراثته وان المیت لو لم یملک

اس لئے کہ انھوں نے فرمایا کہ انکے ہیں کیا متون وشروح اور کیا حواشی سب میں ہے کہ یہ ولی کرسکتا ہے اور یہ کہ ولی سے مراد وہ شخص ہے جس کو وراثت یا وصیت کی وجہ سے میت کے مال میں تصرف کا حق ہے اور یہ کہ اگر میت کسی چیز کی مالک نہ ہو

شیئا یفعل لہ ذلك الوارث من | تو وارث اس کے مال سے یہ سب کچھ کریگا
مالہ بوصایتہ اووراثتہ | خواہ بطور ولایت یا بطور وصیت کیا، اور
وان المیت لولم یملك شیئا | اگر میت کچھ بھی مال ملک نہ رکھتی ہو تو یہ
یفعل لہ ذلك الوارث من | اسکا وارث کریگا اپنے مال سے گر چاہیگا
مالہ ان شاء فان لم یکن | اگر وارث کے پاس بھی مال نہ ہو تو دوسرے
للوارث مال یستوھب من | سے بطور ہبہ مانگ لے گا یا قرض لے لیگا
الغیر او یستقرض لیدفعہ | تاکہ فقیر کو دے دے پھر اس سے بطور
للفقیر ثم یستوھبہ من الفقیر | ہبہ لے لیگا اور مقصود کے حصول تک یہ عمل
وھکذا الی ان یتم المقصود | جاری رہیگا۔

یہ ائمہ متقدمین سے ہمارے زمانے تک کے علمائے متاخرین کے نصوص ہیں
جن میں سوا اُسی طریقہ دور کے طریقہ دین کا اصلاً پتہ نہ دیا اور طریقہ دور میں جو سخت
تکلیف ہے مخفی نہیں وجیز امام کروری میں ہے ؎۔

ان لم یکن لہ مال یستقرض | اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو آدھا صاع
نصف صاع ویعطیہ المسکین | قرض لے لے اور مسکین کو دیدے پھر
ثم یتصدق بہ المسکین علی | مسکین اسکو وارث پر صدقہ کر دے
الوارث ثم الوارث الی المسکین | پھر وارث مسکین کو پھر سلسلہ اسوقت
ثم وثم حتی یتم لکل صلوۃ | تک جاری رہے حتی کہ ہر نماز کیطرف سے
نصف صاع کما ذکرنا بعینہ | نصف صاع ادا ہو جائے جیسے کہ ہمنے ذکر کیا بعینہ

اسی طرح نیم صاع بحر الرائق وخلاصہ وہندیہ وطحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرہا

Marfat.com

وابی السعود علی مسکین وملتقط وبرجندی ودر مختار وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے
اب فرض کیجیے کہ زید نے بہتر ۷۲ سال کی عمر پائی وفات پائی بارہ برس نکال کر ساٹھ ۶۰
رہے۔ ہر سال کے دن تین سو ساٹھ ۳۶۰ نہ رکھے جس طرح کشف الغطار میں اختیار
کیا ہر سالِ قمری کبھی تین سو پچپن دن سے زائد نہیں ہوتا:۔

هذا العرفي الماخوذ بالاهلة
اما الحقيقي فيكون اقل منها
بساعات كما فصل في محله اقول
وكذا الاحاجة بنا الى اخذ السنة
شمسية ثلثمائة وخمسة
وستين يوما كما فعل في
احكام الجنائز قائلا ينبغي ان
تحسب فدية الصلوٰة بالسنة
الشمسية اخذا باحتياط من
غير اعتبار ربع اليوم اھ فان
سني العمر اذا حسبت بالقمريات
علمنا قطعا ان الايام لاتزيد
على ما نحسب والمقطوع به
لا يحتاج الى الاحتياط فانقيل
لعلهم اخذوا الزائد ليقع

یہ عرفی چاند کے حساب سے ہے اور حقیقی
تو کچھ اور کم ہوگا جیسا کہ اپنے مقام پر
ثابت ہے میں کہتا ہوں ہمیں شمسی سال
کے لیے تین سو پینسٹھ ایام لینے کی حاجت
نہیں، جیسے کہ احکام الجنائز میں ہے کہ
نماز کا فدیہ شمسی سال سے ہو، احتیاط کو
اختیار کرتے ہوئے چوتھائی دن کا اعتبار
نہ ہوگا کیونکہ عمر کے سالوں کا حساب جب
قمری مہینوں سے ہو تو ہم قطعا جانتے ہیں
کہ وہ ہمارے حساب سے زائد ہوں گے اور
قطعی میں احتیاط کی ضرورت نہیں، اگر
یہ کہا جائے کہ انھوں نے زائد اس لئے
لیا ہوگا تاکہ ان نمازوں کی طرف سے بھی
ادا ہو جائے جن میں میت نے کوتاہی
کی ہو، میں کہتا ہوں فقہا نے اس کے

عما لم يؤد عنه من الصلوٰة التي
عسى ان يكون الميت فرط فيها
قلت قالوا بعد ذٰلك ثم يحب
من الميت فيطرح منه اثنتا
عشرة سنة لمدة بلوغه ان
الميت ذكرا وتسع سنين ان
كانت انثى الخ كما في احكام
الجنائز ايضاً فاذا اتوا على جميع
العمر فماذا عسى ان يكون
شاذا يحتاط له۔

بعد کہا کہ پھر حساب کر کے بارہ سال اس
کی بلوغ کی مدت کے کم کر دئے جائیں
اگر میت مرد ہو، اور نو سال اگر
میت عورت ہو، یہی احکام الجنائز
میں ہے، پھر جب تمام عمر کا حساب
لگا لیا، تو پھر اب کیا چیز رہ گئی جس
کے لئے احتیاط کی ضرورت ہو،

نوہی تین سو پچپن کافی ہیں۔ پس ایک سال کی نمازوں کے دو ہزار ایک سو بیس [۲۱۲۰] فدیے ہوئے۔ اور تیس فدیے رمضان مبارک کے ملا کر دو ہزار ایک سو ساٹھ [۲۱۶۰] انہیں ساٹھ میں ضرب دینے سے ایک لاکھ انتیس ہزار چھ سو ہوتے ہیں۔ اتنی بار وارث و فقیر میں تصدق و ہبہ کی الٹ پھیر ہونی چاہیئے تو فدیہ ادا ہو یہ صرف صوم و صلاۃ کا فدیہ ہوا اور ہنوز اور بہت فدیے و کفارے باقی ہیں مثلاً (۳) زکوٰۃ فرض کیجئے ہزار روپے زکوٰۃ کے اُس پر مجتمع ہو گئے تھے۔ اور نیم صاع کی قیمت دو آنے ہے تو آٹھ ہزار دو روپیہ نیت زکوٰۃ دینے لینے کو درکار ہیں۔(۴) قربانیاں اگر فی قربانی ایک ہی روپیہ قیمت رکھیئے تو ساٹھ قربانیوں کے لئے چار سو اسی دور ہوں (۵) قسموں کے کفارے ہر قسم کے لئے دس مسکین جدا جدا درکار ہیں۔ ایک کو دس

Marfat.com

دینا کافی نہ ہوگا (۶) ہر سجدہ تلاوت کے لئے بھی احتیاطاً ایک فدیہ مثل ایک نماز کے ادا کرنا چاہیئے۔ وان لم یجب علے الصحیح کما فی التاتارخانیة (۷) صدقات فطر اپنے اور اپنے عیال کے جس قدر ادا نہ ہوئے ہوں (۸) جتنے نوافل فاسد ہوئے اور ان کی قضا نہ کی (۹) جو جو منتیں مانیں اور ادا نہ کیں (۱۰) زمین کا عشر یا خراج جو ادا سے رہ گیا وغیرہ وغیرہ اشیائے کثیرہ

علی ما ذکر بعضھا فی ردالمحتار	جیسا کہ اس میں سے بعض کو ردالمحتار
وزاد کثیرا فی شفاء العلیل وفصل	میں ذکر کیا گیا ہے اور شفاء العلیل میں
جلھا فی منة الجلیل فراجعھما	بہت کچھ زائد کیا ہے اور منة الجلیل
ان اردت التفصیل وافاد فی	میں ان تمام کی تفصیل ہے، اگر تم تفصیل
الدرالمختار ضابطة کلیة ان	دیکھنا چاہو تو وہاں دیکھو، اور درمختار
کل ما کان عبادة بدنیة	میں ایک ضابطہ کلیہ ہے کہ جو چیزیں عبادات
فان الوصی یطعم عنہ بعد	مالیہ سے تعلق رکھتی ہیں تو وصی میت کے
موتہ عن کل واجب کالفطرة	بعد ہر واجب کی طرف سے کھلائیگا، جیسے
والمالیة کالزکوٰة یخرج عنہ	فطرہ، اور مالیہ جیسے زکوة تو اس کے لئے
القدر الواجب والمرکب کالحج	واجب کی مقدار کے مطابق ادا کریگا اور
یحج عنہ رجلا من مال المیت	مرکب عبادت جیسے حج تو میت کے مال سے
بحر اھ ویؤدی عن البحر اجمع	کسی کو حج کرادے گا، بحر میں کہتا ہوں کہ
وانفع حیث قال الصلوٰة کالصوم	بحر کا کلام زیادہ نافع وجامع ہے انھوں
ویؤدی عن کل وتر نصف صاع	نے فرمایا نماز مثل روزے کے ہے اور ہر

Marfat.com

وسائر حقوقہ تعالی کذلک مالیا کان او بدنیا عبادۃ محضۃ او فیہ معنی المؤنۃ کصدقۃ الفطر او عکسہ کالعشر او مؤنۃ محضۃ کالنفقات او فیہ معنی العقوبۃ کالکفارات اھ

وتر سے نصف صاع ادا کرے گا، اور اللہ کے تمام حقوق کا یہی حال ہے، مال ہوں یا بدنی عبادت محضہ ہوں، یا اس مؤنتہ کے معنی ہوں، جیسے صدقہ فطر یا اسکا عکس جیسے عشر یا مؤنت محضہ جیسے نفقات یا اس میں سزا کے معنی ہوں جیسے کفارات۔

ان کے لیے کوئی حد معین نہیں کر سکتے اس قدر ہونا چاہئے کہ برأت ذمہ پر ظن حاصل ہو۔ واللہ تعالی یقبل الحسنات و یقبل السیات ان ہزاروں لاکھوں بار کے ہیر پھیر کی دقت دیکھئے اور اس ہندی طریقہ کی سہولت کہ ایک ہی دفعہ میں اس کے اور اس کی سات پشت کے تمام انواع و اقسام کے فدیے کفارے مطالبے مواخذے دو حرف کہنے میں معاً ادا ہو سکتے ہیں۔ تو اول تا آخر تمام علمائے مذہب کا اس کلفت کے اختیار اور اس سہولت کے ترک پر اتفاق قرینہ واضحہ ہے۔ کہ ان کے نزدیک اس آسانی کی طرف راہ نہ تھی ورنہ اسے چھوڑ کر اس مشقت پر اطباق نہ ہوتا۔ بالجملہ دَین سے فدیہ ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک وہ کہ درمختار کتاب الوصایا عبارت مذکورہ سابقا میں ذکر فرمائی کہ دَین مدیون سے وصول کر کے بعد قبضہ پھر اُسے فدیہ میں دیدے کر آنے میں واپس کرلے اگر مد میں مذکور ہوئی کہ مال فدیہ میں دیکر آنے میں واپس رلے اگر مدیون نہ دینا چاہے ہاتھ بڑھا کر لے لے کہ اپنا عین حق لیتا ہے۔

حيث قال وحيلة الجوازة ان | انھوں نے فرمایا جواز کا حیلہ یہ ہے کہ
يعطي مديونه الفقير زكاته | اپنے فقیر مدیون کو اپنی زکوٰۃ دے پھر
ثم ياخذها عن دينه ولو امتنع | اسے اپنے دین کی طرف سے لے لے اور
المديون مد يده واخذها | اگر مدیون نہ دے تو ہاتھ بڑھا کر لیلے
لكونه ظفر بجنس حقه فان | کیونکہ یہ اپنے حق کی جنس کے حاصل کرنے
مانعه رفعه للقاضي | پر قادر ہوگیا، اگر وہ نہ دے تو قاضی کے
پاس معاملہ لیجائے۔

اسی طرح ذخیرہ وہندیہ واشباہ وغیرہ میں ہے باقی یہ صورت کہ جو دین فقیر پر آتا تھا یا اب اس کے ہاتھ کچھ بیچ کر مدیون کرلیا یہ فدیہ میں چھوڑ دیا جائے اس کے جواز کا پتہ کلمات علماء سے اصلاً نہیں چلتا بلکہ ظاہر عدم جواز مفہوم ہوتا ہے تو احتیاط اس میں ہے کہ جب تک مشائخ مذہب سے اس کے جواز کی تصریح نہ ملے ایسے امر پر اقدام نہ کیا جائے۔ هذا ما ظهر لي والعلم بالحق عند ربي

فائدہ علماء نے حتی الامکان تقلیل دور پر نظر فرمائی ہے علامہ شمس قہستانی نے تین صاع سے دور فرض کیا کہ ہر بار میں ایک دن کامل کی نماز ادا ہو۔ احکام الجنائز میں چار ہزار بہتر درہم سے دور رکھا کہ اُن اعصار کے اسعار کے حساب سے ہر دور میں ایک سال کی نماز کا فدیہ ہو۔ ردالمحتار میں دور یک سال ذکر کرکے کہا اس سے زیادہ فرض تو ہر بار میں زیادہ ساقط ہو۔

Marfat.com

ویشمل کل ذٰلک وما سواہ ما فی منتہ الجلیل ومما تعارفہ الناس ونص علیہ اہل المذہب ان الواجب اذا کثر ادار واصرۃ مشتملۃ نقود او غیرہا الجواہر او علی اوساعۃ وبنوا الامر علی اعتبار القیمۃ الخ

جیسی کہ اور اس کے علاوہ منتہ الجلیل میں ہے اور یہ بھی تعارف ہے اور اس پر نص ائمہ مذہب بھی ہے کہ واجب جب زائد ہو جائے تو پھر گھمائیں، نقود ہوں یا جواھر، اور قیمت پر دارومدار رکھیں۔

یہ سب واضحات ہیں اور ہر فہیم بعد ادرک حساب حق المقدور تخفیف دور کر سکتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ممکن ہو کہ جس قدر اموال تمام فدیوں کفاروں مطالبوں کی بابت محسوب ہوئے سب دفعۃً تھوڑی دیر کے لئے کسی سے قرض مل سکیں تو دور کی حاجت ہی نہ رہے گی کوئی شے اُتنے اموال کے عوض فقیر کے ہاتھ بیچے اور اگر کفارۂ قسم بھی شامل ہے تو دس کے ہاتھ۔ پھر وہ اموال قرض گرفتہ فدیہ میں دے کر شئ مبیع کی ثمن میں لے لے۔ ہنوز اس مسئلہ میں بہت تفاصیل باقی ہیں کہ بہ خیال طول اُن کے ذکر سے عنان کشی ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب س (۹) دینے والے کی نیت کافی ہے لفظ کی حاجت نہیں۔

لما صرحوا بہ فی الزکوٰۃ وقال العلامۃ السید الحموی فی

جیسی کہ فقہار نے زکوٰۃ میں اس کی تصریح کی ہے اور علامہ سید حموی نے

Marfat.com

شرح الاشباہ والنظائر العبرۃ لنیۃ الدافع لا لعلم المدفوع الیہ اھ وفی ردالمحتار لا اعتبار للتسمیۃ الخ وقد فصلناہ فی زکوٰۃ فتاوٰنا۔

شرح اشباہ ونظائر میں کہا ہے کہ اعتبار دفع کرنے والے کی نیت کا ہے جس کو دی گئی ہے اس کے علم کا نہیں اور ردالمحتار میں ہے، کہ تسمیہ کا کچھ اعتبار نہیں اور ہم نے اس کی تفصیل اپنے فتاویٰ کے باب الزکاۃ میں کی ہے۔

مگر زبان سے کہہ دینے کو علماء مناسب بتاتے ہیں یہاں تک تا طریقہ ادا میں میت کے باپ دادا تک کا نام لینا فرماتے ہیں کہ مسکین سے کہا جائے یہ مال تجھے فلاں بن فلاں بن فلاں کے اتنے روزوں کا یا اتنی نمازوں کے فدیہ میں دیا وہ کہے میں نے قبول کیا شرح علامہ قہستانی میں ہے۔

ینبغی ان یقول الدافع للمسکین فی کل مرۃ انی ادفعک مال کذ الفدیۃ صوم کذ الفلان ابن فلان ابن فلان المتوفی ویقول المسکین قبلتہ۔

مناسب ہے کہ دینے والا مسکین سے ہر مرتبہ کہے کہ میں تجھ کو اتنا مال فلان ابن فلاں ابن فلاں کے روزہ کے فدیہ میں دیا جارہا ہے اور مسکین کہدے کہ میں نے اس کو قبول کیا۔

منحۃ الخالق وشرح ہدیہ واحکام الجنائز میں ہے:۔

یقول لواحد من الفقراء ھکذا فلان بن فلان ویذکر اسمہ

ایک فقیر سے نام لے کر کہدے کہ فلاں بن فلاں بن فلاں کی عمر بھر کی نمازیں

Marfat.com

واسم ابیہ فاتتہ صلوٰۃ سنہ	فوت ہوگئی تھیں یہ ان کا فدیہ ہے ہم
ھذہ فدیتھا من مالہ غلکہ	اس کا تمہیں مالک بناتے ہیں، اور یہ
ایاھا ویعلم ان المال المدفوع	بتادے کہ جو مال دیا جارہا ہے اس کی
الیہ صار ملکاً لہ ثم یقول الفقیر	ملک ہوگیا ہے، پھر فقیر اس طرح کہے
ھکذا ادانا قبلتھا وتملکتھا منک ۔	کہ میں نے قبول کیا اور میں مالک ہوا۔

پر ظاہر کہ یہ سب اولویتیں ہیں جن پر توقف ادا نہیں

کما علمت فلا نظر لمایوھمہ	جیسا کہ آپ کو معلوم ہے تو اس کا کچھ
کلام الفاضل المعاصر فی	جو فاضل معاصر نے منۃ الجلیل میں کہا ہے
منۃ الجلیل حیث قال ویدفع	کہ حرم اور احرام میں جنایت کرنے کا
عن الجنایۃ علی الحرم والاحرام	فدیہ دیگا، اسی طرح ان تمام چیزوں کا
ممایوجب دما اوصدقۃ نصف	جس سے خون لازم آتا ہے یا صدقہ نصف
اودون ذٰلک فلابد من التعرض	صاع یا اس سے کم، تو اسکے نکالنے پر گفتگو
لاخراجھا بان یقال خذ ھٰذا	ضروری ہے، بایں طور کہ کہا جائے کہ لو! احرام
عن جنایۃ علی حرم او احرام	یا احرام کی جنایت کا بدلہ ہے یہ اور تعرض
وانما الواجب التعرض فی النیۃ	تو صرف نیت میں کافی ہے اور قول کا
والقول یعم النفسی فافھم	اطلاق نفسی پر بھی ہوتا ہے۔ فافہم۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب س (۱۰) متعدد فرق ہیں (۱) شیخ فانی اپنی حیات میں روزہ کا فدیہ دے گا۔ اور وہ کافی ہوگا۔ اگر زندگی میں عجز زائل ہوگر قوت نہ آجائے۔ مگر نماز

کا فدیہ نہیں دے سکتا۔ کہ اس سے عجز مستمر متحقق نہیں ہوتا مگر دم واپسیں کھڑے ہو کر نہ ہو سکے بیٹھ کر پڑھے۔ بیٹھ کر نہ ہو سکے لیٹ کر اشارہ سے پڑھے۔ (۲) شیخ فانی پر روزہ کا فدیہ حیات میں دینا واجب ہے۔ اگر قادر ہو بعد مرگ وجوب نہیں جب تک اپنے مال میں وصیت نہ کرے (۳) شیخ فانی کہ زندگی میں روزہ کا فدیہ دے اُس کے کافی ہونے پر یقین کیا جائے گا۔ کہ اس میں صراحۃً نص وارد، یونہی اگر فدیہ روزہ کی وصیت کرے اور فدیہ نماز بے وصیت اور فدیہ نماز بوصیت میں شبہ ہے اور فدیہ نماز بے وصیت میں شبہ اقوی وحسبنا اللہ ونعم الوکیل (۴) زندگی میں فدیہ صوم شیخ فانی پر اس کے کل مال میں ہے اور بعد مرگ بے وصیت بے اجازت ورنہ ثلث سے زائد میں نافذ نہ ہوگی۔

فی تنویر الابصار والدر المختار لومات وعلیہ صلوٰت فائتۃ واوصی بالکفارۃ یعطی من ثلث مالہ وکذا الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث مالہ ولو فدی عن صلاتہ فی مرضہ لا یصح بخلاف الصوم وفی رد المحتار اذا اوصی بفدیۃ الصوم یحکم بالجواز قطعا واذا لم یوص وتطوع

تنویر الابصار اور در مختار میں ہے کہ اگر کوئی شخص مر گیا اور اس پر فوت شدہ نمازیں لازم ہیں اور کفارہ کی وصیت کردی تو ہر نماز کے لئے فطرہ کی مقدار میں دیگا، اسی طرح وتر اور روزہ کا حال ہے، یہ میت کے تہائی مال ہی سے دیا جائیگا اور اگر اسکی نماز کی طرف سے اس کے مرض میں دیا تو صحیح نہیں بخلاف روزہ کے اور رد المحتار میں ہے کہ جب کسی نے روزہ کے فدیہ کی

Marfat.com

الوارث فقال محمد فی الزیادات
یجزیہ انشاء اللہ تعالیٰ وکذا
علقہ بالمشیۃ فیما اذا اوصی
بفدیۃ الصلاۃ فاذا لم یوص
فالشبھۃ اقوی وفی التنویر
والدر فدی لزوما عن المیت
ولیہ بوصیتہ وان تبرع ولیہ
جاز انشاء اللہ تعالیٰ والشیخ
الفانی یفدی وجوبا لو موسراً
او متی قدر قضی لان
استمرار العجز شرط
الخلیفۃ ام الکل بالالتقاط
وفی صوم البحر الرائق وقید
بالوصیۃ لانہ لو لم یأمر
لا یلزم الورثۃ شیئ
کالزکاۃ۔

وصیت کی تو قطعی جواز کا حکم کیا جائیگا
اور جب وصیت نہ کی ہو اور وارث نے
از خود بطور تطوع ادا کر دیا تو محمد نے زیادات
میں فرمایا کہ انشاء اللہ اس کو کفایت
کرے گا، اور اسی طرح اس کو مشیت پر
معلق جبکہ نماز کے فدیہ کی وصیت کی اور
جب وصیت نہ کی ہو تو شبہ زائد قوی
ہوگا اور تنویر اور در میں ہے کہ اگر میت نے
وصیت کی تو اس کا ولی اس کی طرف سے لازمی
طور پر ادا کرے گا اور اگر بطور تبرع اسکے
ولی نے کیا تو انشاء اللہ جائز ہوگا، اور
شیخ فانی اگرچہ مالدار ہی ہو لازمی طور پر
فدیہ ادا کریگا اور جب قادر ہو تو ادا کرے اسلئے
کہ عجز کا استمرار نیابت کی شرط ہے یہ سب ملتقط
ہے بحر الرائق کے باب صوم میں ہے وصیت کی قید
اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر وصیت نہ کی تو
ورثہ پر کچھ لازم نہیں جیسے زکوٰۃ۔

ان کے سوا اور فرق ہیں کہ مطالعہ بحر الرائق وغیرہ جس قدر احکام تو مسائل سابقہ میں مذکور ہوئے ان میں فدیہ حیات و ممات یکساں ہے واللہ تعالیٰ اعلم

جواب س (١١) کنز میں ہے الشیخ الفانی ہو یفدی فقط غیر فانی پر قضا
فرض ہے پیش از قضا قضا آجائے تو فدیہ کی وصیت واجب
کما فی ردالمحتار وغیرہ من الاسفار واللہ تعالٰے اعلم

جواب س (١٢)

وفی البحر الرائق الولی لا یصوم عنہ ولا یصلی لحدیث النسائی[1] لا یصوم احد عن احد ولا یصلی احد عن احد اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

اور بحر الرائق میں ہے کہ ولی اس کی طرف سے روزہ نہ رکھے گا اور نہ نماز پڑھے گا، کیونکہ نسائی کی حدیث ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] ای فی سنتہ الکبرٰی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ

Marfat.com

صفائح اللجین

فی

کون التصافح بکفی الیدین

تصنیف

اعلحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب

مفتی سید شجاعت علی قادری

Marfat.com

تقدیم

اس رسالہ میں جس مسئلہ کا ذکر ہے اگرچہ وہ بذات خود کچھ اہم نہیں تاہم رسالہ بجائے خود بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے مسئلہ یہ ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھو سے کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کچھ حضرات کا خیال ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ ممنوع ہے۔ مگر ممنوع ہونے پر آجتک کوئی حدیث پیش نہیں کیجا سکی۔ رسالہ کی اہمیت کا نمایاں پہلو اسلئے نہیں ہے کہ اس میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کو جائز ثابت کیا گیا ہے بلکہ اسکی اصل اہمیت کیوجہ یہ ہے کہ اس میں تشریع اسلامی کے چند ایسے اصول بتائے گئے ہیں جنکی تلاش ہر شخص کے بس کا روگ نہیں چنانچہ اس رسالہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اجتہاد کی تمام شرائط اعلیحضرتؒ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں اور وہ مزاج شریعت کے شناسا تھے، اس رسالہ کے مطالعہ سے اُن کے علم کی وسعتوں اور گہرائیوں کا پتہ چلتا ہے۔ احادیث پر جو کلام اعلیحضرتؒ نے فرمایا ہے وہ سنہرے حروف سے لکھے جانے کا مستحق ہے، خلاصہ یہ کہ یہ رسالہ اصولِ حدیث اور اصولِ فقہ کا ایک بہترین مجموعہ ہے۔

اس کے نام کا ترجمہ یہ ہے۔

صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین، چاندی کے پتر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کے ساتھ مصافحہ ہونے کے بیان میں۔

مرتب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمار دین اس مسئلہ میں کہ دونوں ہاتھ سے مصافحہ ہے یا نہیں؟ اور آج کل جو غیر مقلد لوگ ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں اور دونوں ہاتھ سے مصافحہ کو ناجائز وخلافِ احادیث جانتے ہیں۔ اُن کا یہ دعوٰے صحیح ہے یا غلط۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

الحمد للہ اللّٰھم الحمد یا باسط الیدین بالرحمۃ تنفق کیف تشاء تصالح حمدک بمزید رفدک کما تعالی شکرک والعطاء صل وسلم وبارک علی من یداہ بحرا النوال ومنبعا الزلال وجنتا البلاء۔ وعلٰی الہٖ وصحبہٖ واھلہٖ وحزبہٖ ماتصافحت الایدی عند اللقاء۔ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ الباسط کفیہ بالجود والصلۃ وعلٰی الہٖ

Marfat.com

وصحبہ اولی الود والاخاء والفیض والسخاء فی العسر والرخاء الی تصافح الاحباب وتعانق الاخلاء آمین الٰہ الحق آمین۔

بیشک دونوں ہاتھ سے مصافحہ جائز ہے۔ اکابر علماء نے اُس کے مسنون ومندوب ہونے کی تصریح فرمائی ہے اور ہرگز ہرگز نام کو بھی کوئی حدیث اُس سے ممانعت میں نہ آئی۔ جائز شرعی کی ممانعت ومذمت پر اترنا شریعت مطہرہ پر افترا کرنا ہے والعیاذ باللہ رب العالمین۔ فقیر غفراللہ تعالیٰ لہٗ قبل اس کے کہ اس اجمال کی تفصیل کرے ایک واقعۂ طیبہ درؤیائے صالحہ ذکر کرتا ہے وللہ الحمد والمنہ والفضل والنعمۃ یہ مسئلہ فقیر غفرلہ المولی القدیر سے روزِ جمعہ ۱۹ ذی القعدہ ۱۳۰۶ھ کو بعد نماز جمعہ آئندہ گیا۔ جواب زبانی بیان میں آیا۔ اور ازانجا کہ آج کل قدرے علالت اور بوجہ مشاغل درس قلتِ مہلت تھی۔ قصد کیا کہ جمعۂ آئندہ کی تعطیل انشاء اللہ تعالیٰ تحریر جواب کی کفیل ہوگی۔ اس اثناء میں سوال مذکور کا خیال بھی دل سے اتر گیا۔ ناگاہ شب سہ شنبہ ۲۲ ماہ مسطور کہ سر بشمال رو بقبلہ میں سوتا اور بخت بیدار تھا

اعلیٰحضرت نے خواب میں قاضی خان کو دیکھا

خاص صبح کے وقت بحمد اللہ تعالیٰ خواب دیکھا کہ سمت مدینہ طیبہ سے امام علّام مرشد الانام قاضی البلاد مفتی العباد فقیہ النفس مقلب الاجتہاد امام اجل ابوالمحاسن فخر الملۃ والدین ابوالمفاخر حسن ابن امام بدرالدین منصور ابن امام شمس الدین محمود ابوالقاسم بن عبدالعزیز اوزجندی فرغانی معروف بہ امام قاضی خان قدس اللہ تعالیٰ سرہ وافاض علینا نورہ

(جن کے فتاوے کے لئے شرقاً غرباً اعلیٰ درجہ کا اعتبار و اشتہار اور اُن کا امام مجتہد فقیہ النفس اعظم عمائد سے ہونا عالم آشکار) فقیر کے سرہانے تشریف لائے۔ بلند بالا متوسط بدن سفید پوشاک زیب تن۔ وسیع گھیر نیچے دامن اور بزبان فارسی یہ دو جملے ارشاد فرمائے۔ مستندِ ایشاں حدیث انس است وادراِ مفہوم نیست۔ لفظ یہی تھے۔ یا اس کے قریب۔ معاً جمال مبارک دیکھتے ہی قلبِ فقیر میں القا ہوا کہ یہ امام قاضی خاں رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں اور کلامِ مقدس سنتے ہی دل میں آیا کہ اُسی مسئلہ مصافحہ کی نسبت ارشاد ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔ فقیر غفرلہ اللہ تعالیٰ لہ کو اس خواب مبارک کے ذکر سے مخالفین پر حجت لانا مقصود نہیں۔ کہ وہ تو خواب کے لئے اصلاً قدر و قیمت نہیں رکھتے

سچے خواب شریعت میں اہمیت رکھتے ہیں

اگرچہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت کہ حضور اقدس سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم اُسے امرِ عظیم جانتے۔ اور اُس کے سُننے پوچھنے، بتانے بیان فرمانے میں نہایت درجے کا اہتمام فرماتے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نمازِ صبح پڑھ کر حاضرین سے دریافت فرماتے ھل رای احدٌ اللیۃ رؤیاً۔ آج کی شب کسی نے کوئی خواب دیکھا؟ جس کسی نے دیکھا ہوتا عرض کر دیتا۔ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم تعبیر فرماتے۔ احمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ و طبرانی و حکیم ترمذی و ابن جریر و ابن عبدالبر و ابن النجار وغیرہ محدثین کبار کے یہاں احادیث انس و ابوہریرہ وغ، ادہ

بن صامت و ابو سعید خدری و عبد اللہ و عوف بن مالک و ابو رزین عقیلی عباس و جابر بن عبد اللہ و عوف بن مالک و ابو رزین عقیلی و عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان کا خواب نبوت کے ٹکڑوں میں ایک ٹکڑا ہے۔[1] صحیح بخاری میں ابوہریرہ۔ اور صحیح مسلم و سنن ابی داؤد میں عبد اللہ بن عباس اور احمد ابن ماجہ و خزیمہ و حبان کے یہاں بسند صحیح ام کرز کعبیہ اور مسند احمد میں ام المومنین حضرت صدیقہ اور معجم کبیر طبرانی میں بسند صحیح حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے مروی وھذا لفظ الطبرانی حضور مفیض النور صلے اللہ تعالےٰ علیہ والہٖ وسلم فرماتے ہیں :۔

ذھبت النبوۃ فلا نبوۃ بعدی	نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہ ہوگی مگر
الا المبشرات الرؤیا الصالحہ	بشارتیں وہ کیا ہیں نیک خواب کہ آدمی خود دیکھے
یراھا الرجل او تری لہ	یا اُس کے لئے دیکھی جائے۔

اِسی طرح حدیث اِس بارے میں متواتر۔ اور اُس کا امر عظیم مہتم بالشان ہونا نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے متواتر۔ اُن کی تفصیل موجب تطویل۔ اور احمد و بخاری و ترمذی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔

---

[1] حدیثیں اس بارے میں مختلف آئیں۔ چونکہ بیسواں پچیسواں چھبیسواں چالیسواں پینتالیسواں چھیالیسواں پچاسواں ستراں چھہتراں ٹکڑا سب وارد ہیں۔ لہٰذا فقیر نے مطلق ایک ٹکڑا کہا اور اکثر احادیث صحیحہ میں چھیالیسواں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Marfat.com

حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اذا رای احدکم الرؤیا	جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے
یحبھا فانما ھی من اللہ تعالےٰ	جو اُسے پیارا معلوم ہو۔ تو وہ اللہ تعالیٰ
فلیحمد اللہ علیھا ولیحدث	کیطرف سے ہے۔ چاہیئے کہ اُس پر اللہ تعالےٰ
بھا غیرہٖ ۔	کی حمد بجالائے اور لوگوں کے سامنے بیان کرے

فقیر بے نوا کو اس سے زیادہ کیا پیارا ہوگا کہ ایک امام اجل، رکن شریعت ہادیِ ملت اس پر اپنا پر تو اجلال ڈالے اور محض اس کی امداد وارشاد کیلئے غریب خانہ پر بنفسِ نفیس کرم فرمائے اور بے سابقہ عرض و درخواستِ خود بکمال مہربانی مسئلہ دین ورد مخالفین تعلیم کرے۔ کیا وہ غریب فقیر دل شکستہ اس سے امید نکریگا کہ باوجود میرے ان عظیم و شدید گناہوں کے میرا رؤف و رحیم مولےٰ عزوعلا میرے ساتھ ایک نظر خاص رکھتا ہے اور مجھ سے ذلیل بے وقعت خوار بے حیثیت کا افتار بھی اُس بارگاہِ رحمت میں گنتی شمار کے قابل ٹھیرا ہے فالحمد للہِ الذی بنعمتہ وجلالہٖ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علیٰ کنز الفقراء حرز الضعفاء عظیم الحباء عمیم العطیات وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین والحمد لِلہ رب العالمین ۔ معہذا یہ بھی سنت صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت کہ جو خواب ایسا دیکھا گیا جس میں اُنکے قول کی تائید نکلی۔ اُس پر شاد ہوئے اور دیکھنے والے کی توقیر بڑھادی صحیحین میں ہے :۔

بو حمزہ کے خواب پر ابن عباس نے ان کی قدر دانی کی

ابو حمزہ ضبعی نے تمتع حج میں خواب

دیکھا جس سے مذہب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تائید ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُنکا وظیفہ مقرر کردیا۔ اور اُس روز سے اُنھیں اپنے ساتھ تخت پر بٹھانا شروع کیا۔ ان وجوہ پر نظر تھی کہ فقیر نے یہ خواب ذکر کیا۔ خواب دیکھتے ہی آنکھ کھلی۔ نماز کا وقت تھا۔ وضو میں مشغول ہوا۔ اثنائے وضو ہی میں خیال کیا تو یاد آیا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جامع ترمذی شریف میں مروی کہ سائل نے عرض کی افیاخذہ ویصافحہ قال نعم یعنی رسول اللہ اجب مسلمان مسلمان سے ملے تو کیا اُس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے۔ فرمایا۔ ہاں۔ اس میں لفظ ید بصیغۂ مفرد واقع ہوا۔ لہذا ان صاحبوں کا محلِ استناد ٹھیرا۔ اب قبل اس کے کہ جواب امام علیہ رحمۃ المنام کی توضیح اور دیگر مباحثِ نفیسہ جو بحمداللہ قلبِ فقیر پر فائض ہوئے۔ تصریح کروں پہلے اس کا بیان کرنا ہے۔ کہ امام ہمام قدس سرہ نے خاص حدیث انس کو کیوں اُن کا مستند بتایا۔ حالانکہ کلمۂ ید بصیغۂ مفرد اس کے سوا اور بھی کئی حدیثوں میں آیا ہے۔ اس تحقیق کے ضمن میں انشاء اللہ تعالےٰ اُن حدیثوں سے بھی جواب کھل جائیگا۔

احادیث مذہب مخالفین سے محض بے علاقہ ہیں **فاقول وباللہ التوفیق** ۔ وہ احادیث مصافحہ جن میں لفظِ ید بصیغۂ مفرد واقع۔ تین قسم ہیں:۔

احادیث فضائلِ مصافحہ:۔ قسمِ اوّل۔ احادیثِ فضائلِ جن میں مصافحہ کی ترغیب اور اُس کی خوبیوں کا بیان ہے مثلاً حدیث حذیفہ بن الیمان رضی

Marfat.com

اللہ عنہما جسے طبرانی نے معجم اوسط۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں بسندِ صالح روایت کیا حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

ان المؤمن اذا لقی المؤمن فسلم علیہ واخذ بیدہ فصافحہ تناثرت خطایاھما کما تناثر ورق الشجر۔

جب مسلمان سے مسلمان ملکر سلام کرتا اور ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرتا ہے اُن کے گناہ جھڑ پڑتے ہیں جیسے پیڑوں سے پتے

حدیث۲ سلمان رضی اللہ عنہ کہ معجم کبیر طبرانی میں بسند حسن مروی حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:۔

ان المسلم اذا لقی اخاہ فاخذ بیدہ تحاتت عنھما ذنوبھما

مسلمان جب اپنے بھائی سے ملکر اُس کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ اُنکے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

حدیث۳ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہ امام احمد نے ایسی سند سے جس کے سب رجال سوا میمون بن موسیٰ مرئی بصری صدوق مدلس کے ثقات عدول ہیں۔ نیز ابو یعلی و بزاز نے روایت کی:۔

عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم قال ما من مسلمین التقیا فاخذ احدھما بید صاحبہ الا کان حقا علی اللہ عزوجل ان یحضر دعاءھما ولا یفرق بین ایدیھما حتی یغفرلھما

جب دو مسلمان آپس میں وقت ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں اللہ تعالےٰ پر حق ہے کہ ان کی دعا ر قبول فرمائے۔ اور اُن کے ہاتھ جُدا نہ ہونے پائیں کہ اُن دونوں کے گناہ بخشدے۔

Marfat.com

مقامِ ترغیب و ترہیب میں غالباً ادنیٰ کو ذکر تے ہیں۔ اُس سے اعلیٰ کی نفی مفہوم نہیں ہو سکتی۔

اقول اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ الفاظ و حدیث یدٓ میں نص ہیں تاہم ان حدیثوں میں مُنکرین کے لئے حجت نہیں۔ ہر عاقل جانتا ہے کہ مقام ترغیب و ترہیب میں غالباً ادنیٰ کو ذکر تے ہیں کہ جب اس قدر پر یہ ثواب یا عقاب ہے تو زائد میں کتنا ہو گا۔ اِس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اِس سے زائد مندوب یا محذور نہیں ترہیب کی مثال تو یہ لیجئے۔ ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی۔ حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :۔

من اعان علیٰ قتل مؤمن	جو کسی مسلمان کے قتل پر آدھی بات کہکر
بشطر کلمۃ لقی اللہ مکتوباً	اعانت کرے اللہ تعالےٰ سے اس حالت
بین عینیہ اٰئس من رحمۃ	پر ملے کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہو،
اللہ۔	"خدا کی رحمت سے نا اُمید"

کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ آدھی بات کہکر اعانت کرے تو مستحق عذاب ہو اور اگر ساری بات سے مدد کرے تو نہیں۔ یہاں محلؔ ترغیب ہے زیادہ مثالیں اُسی کی سُنئے۔ مثلاً اگر کوئی یوں کہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک پیسہ دے اللہ تعالےٰ اُس پر رحمت فرمائے اس کے یہ معنیٰ نہ ہوں گے کہ اگر دو پیسے دے گا تو رحمت نہ ہوگی۔

بخاریؔ۔ مسلم۔ ترمذیؔ۔ نسائیؔ۔ ابن ماجہ۔ ابن خزیمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اور امام مالک مؤطا میں بطریق سعید بن یسار مرسلاً۔

اور طبرانی وابن حبان ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ اور معجم کبیر میں ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی

وھذا حدیث ابن حبان فی	یعنی حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ
صحیحہ عن عائشۃ رضی اللہ	تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسلمان جو
تعالیٰ عنہا عن النبی صلے اللہ	ایک چھوہارا یا ایک نوالہ اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم قال ان اللہ لیربی	کی راہ میں دے۔ اللہ تعالےٰ اُسے بڑھاتا
لاحدکم التمرۃ و اللقمۃ کما	اور پالتا ہے جیسے آدمی اپنے بچھیرے
یربی احدکم فلوہ او فصیلہ	یا بوتے کو پرورش کرے یہاں تک کہ
حتی یکون مثل اُحد	بڑھ کر کوہِ اُحد کے برابر ہو جاتا ہے۔

اور صحاح میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لفظ یوں ہیں

قال قال رسول اللہ صلی اللہ	رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
تعالیٰ علیہ وسلم من تصدق	جو ایک چھوہارے کے برابر پاک مال سے
بعدل تمرۃ من کسب طیب	خیرات کرے اور اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا
ولا یقبل اللہ الا الطیب فان	مگر پاک کو تو ربّ عزوجل اُسے اپنے داہنے
اللہ یقبلھا بیمینہ۔ الحدیث	دستِ قدرت سے قبول فرماتا ہے۔

کوئی احمق سا احمق بھی ان حدیثوں سے یہ معنی نہیں سمجھے گا کہ ایک چھوہارے یا ایک ہی نوالے کی خصوصیت ہے۔ ایک دیگا تو قبول بھی ہوگا اور ثواب بھی بڑھے گا۔ جہاں دو یا زاید دئے پھر نہ قبول کی توقع نہ ثواب کی ترقی۔ نہیں نہیں بالیقین یہی معنی ہیں کہ ایک لقمہ بھی یا ایک خرما بھی ان نیک جزاؤں کا باعث ہے

Marfat.com

یوں ان احادیث کا یہ مضمون نہیں کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ ہوگا تو وہ ثواب ملیگا دو ہاتھ سے کیا۔ اور ناجائز ہوا یا اجر گیا۔ بلکہ برابر تقدیر مذکور اُن کا اسی قدر مفاد کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ بھی اس جزائے نیک کے لئے کافی ہے۔

قسم دوم وہ احادیث جن میں وقائع جزئیہ کی حکایت ہے یعنی حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم یا فلاں صحابی نے فلاں شخص سے یوں مصافحہ فرمایا۔

حدیث حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ سنن ابی داؤد میں بروایت اُمّ المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی

کانت اذا دخلت علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قام الیہا فاخذ بیدھا فقبلہا واجلسہا فی مجلسہ وکان اذا دخل علیہا قامت الیہ فاخذت بیدہ فقبلتہ واجلستہ فی مجلسہا۔

جب حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا خدمتِ حضور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتیں حضور پُرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قیام فرماتے۔ اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے۔ اور جب حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زہرا رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لیجاتے وہ حضور کے لئے قیام کرتیں اور دست اقدس لے کر بوسہ دیتیں۔ اور حضور والا کو اپنی جگہ بٹھاتیں۔

Marfat.com

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم
حدیث حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ سنن

عن ابی داؤد الاعمیٰ قال لقینی البراء بن عازب فاخذ بیدی وصافحنی وضحک فی وجھی۔ فقال تدری لم اخذت بیدک؟ قلت لا الا انی ظننت انک لم تفعلہ الا لخیر فقال ان النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لقینی ففعل بی ذٰلک۔ الحدیث

یعنی ابوداؤد اعمیٰ نے کہا۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالےٰ عنہ مجھے ملے۔ میرا ہاتھ پکڑا اور مصافحہ کیا اور میرے سامنے ہنسے۔ پھر فرمایا کیا تو جانتا ہے. میں نے کیوں تیرا ہاتھ پکڑا؟ میں نے عرض کی۔ نہ۔ مگر اتنا جانتا ہوں کہ آپ نے کچھ بہتری کے لئے ایسا کیا۔ فرمایا بے شک نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مجھ سے ملے۔ تو حضور نے میرے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرمایا۔

اقول۔ یہ بھی اصلاً قابل اعتماد نہیں قطعِ نظر اس سے کہ یہ حدیث طبرانی پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔

ابوداؤد اعمیٰ رافضی

مجروح ہے ۔ ابوداؤد اعمیٰ رافضی سخت مجروح متروک ہے۔

امام ابن معین نے اُسے کاذب کہا اور حدیث حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ممکن ہے کہ ہاتھ پکڑنا بوسہ دینے کے لئے بہر حال ان میں نہیں۔

Marfat.com

جزئی واقعات سے ثابت نہیں ہوتا۔ مگر وقائع جزئیہ کی حکایت اور عقلاً و نقلاً مبرہن و حکم عام ثابت نہیں ثابت کہ وہ حکم عام کو مفید نہیں۔ ہزار جگہ ائمہ دین کو فرماتے سنیئے گا واقعۃ حال لا عموم لھا قضیۃ عین فلا تعم خلاصہ یہ کہ اُن سے یہ نہیں ثابت ہوتا۔ کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوا یا ہمیشہ ایسا ہی ہونا چاہیئے، بلکہ صرف اتنا مستفاد کہ اس بار ایسا ہوا پھر کسی واقعہ میں دو امروں سے ایک کا وقوع کبھی یوں ہوتا ہے کہ یہ جو واقع ہوا۔ دوسرے سے افضل تھا۔ بوجہ افضلیت اسے اختیار کیا کبھی یوں کہ دونوں مساوی تھے۔ ایک مساوی کر لیا۔ کبھی یوں کہ وہ دوسرا ہی افضل تھا۔ اور اس واقعہ میں بیان جواز کے لئے یہ مفضول صادر ہوا کبھی یوں کہ اس پر کوئی ضرورت حامل تھی۔ الٰی غیر ذٰلک من الاحتمالات الکثیرۃ الشائعۃ التی لا تبقٰی للاستدلال عینا ولا اثرا۔ اسی لئے جو لوگ مفہوم مخالف کے قائل ہیں وہ بھی شرط لگاتے ہیں کہ واقعہ جزئیہ میں نہ ہو۔ ورنہ بالاجماع ماعدا سے نفی حکم کو مقید نہ ہوگا کما نص علیہ علماء الاصول۔

قسم سوم۔ وہ روایات جو خاص کیفیت مصافحہ میں وارد ہیں۔

یہ البتہ قابلِ لحاظ ہیں کہ اگر کچھ بوئے استناد نکل سکتی ہے تو انھیں میں سے یہ دو حدیثیں ہیں۔

حدیث اوّل جامع الترمذی میں ہے۔

حدثنا احمد بن عبدۃ الضبی نا یحیی بن مسلم الطائفی عن	سفیان عن بیان کی احمد بن عبدہ ضبی نے ہمیں خبر دی یحیٰی بن مسلم طائفی نے

Marfat.com

سفیٰن عن منصور عن خیثمۃ عن رجل عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من تمام التحیۃ الاخذ بالید۔

سفیان منصور عن خیثمہ عن رجل عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلام کا اختتام ہاتھ میں ہاتھ لینا ہے۔

اقول یہ حدیث بھی لائق احتجاج نہیں اوّلاً اس کی سند ضعیف ہے۔ جس میں عن خثیمہ عن رجل ایک مجہول واقع ہے۔ ثانیاً امام المحدثین محمد بن اسمٰعیل بخاری نے یہ حدیث تسلیم نہ فرمائی اور اس کے غیر محفوظ ہونے کی تصریح کی۔

یحیٰی بن مسلم طائفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن پر اس حدیث کا مدار ہے کما فی الترمذی علمائے محدثین اُن کا حافظہ بُرا بتاتے ہیں کما فی التقریب امام بخاری کہتے ہیں میرے نزدیک یہاں بھی اُن کے حفظ نے غلطی کی۔ انھوں نے سند مذکور سے حدیث لاسمر الالمصل اومسافر سنی تھی اسکی جگہ بھول کر یہ روایت کرگئے۔ حالانکہ یہ صرف عبدالرحمٰن بن یزید یا اور کسی شخص کا قول ہے۔ نقلہ الترمذی۔

ثالثاً اقول وباللہ التوفیق۔ اس سب سے درگزر کیجے اور ذرا غور وتامل سے کام لیجئے۔ تو یہ حدیث دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا پتہ دیتی ہے۔ کہ اُس میں اخذ بالید بصیغۂ مفرد کو تمامی تحیت کا ایک ٹکڑا رکھا ہے۔ نہ یہ کہ صرف اسی پر تمامی وانتہا ہے۔ تحیّت کی ابتدا اسلام اور مصافحہ

Marfat.com

تمام اور ایک ہاتھ ملانا اسی تمامی کا ایک ٹکڑا رکھا ہے۔ نہ یہ کہ صرف اسی پر
ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان لفظوں سے آئی کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی
علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمام تحیتکم بینکم المصافحۃ تمہارے آپس میں
تحیت کا تمام مصافحہ ہے۔ یہاں مِن بصیغہ نہ لایا گیا کہ صرف ایک ہاتھ
کا ذکر نہ تھا۔ جو ہنوز تمامی کا بقیہ باقی ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم

حدیث دوم وہی حدیث انس رضی اللہ تعالٰی عنہ جس کی طرف امام ہمام
فقیہ الانام قاضی خان قدس سرہٗ نے اشارہ فرمایا۔ جامع ترمذی میں ہے:۔

حدثنا سوید نا عبد اللہ نا حنظلۃ بن عبید اللہ عن انس عن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رجل یا رسول اللہ! الرجل منا یلقی اخاہ اوصدیقہ اینحنی لہ؟ قال لا۔ قال افیلتزمہ ویقبلہ؟ قال لا۔ قال فیاخذ بیدہ ویصافحہ قال نعم۔	یعنی ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ! ہم میں کوئی آدمی اپنے بھائی یا دوست سے ملے۔ تو کیا اس کے لیے جھکے۔ فرمایا۔ نہ عرض کی اُسے گلے لگائے اور پیار کرے فرمایا نہ۔ عرض کی اُس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے فرمایا ہاں۔

اس حدیث کو ترمذی نے حسن بتایا۔ بخلاف اول کہ خود ترمذی نے امام
بخاری سے اُس کی تضعیف نقل کر دی تھی تو ثابت ہو گیا کہ حضرات مخالفین اگر
سند لائیں گے تو اسی حدیث انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے باقی خیریت۔ لہٰذا

Marfat.com

امام ممدوح قدس سرہٗ نے اسی حدیث کی تخصیص فرمائی۔ اب بحمداللہ تعالیٰ جواب جناب امام قدس سرہ کی توضیح سنئے ظاہر ہے کہ افراد ید سے اس حدیث خواہ کسی حدیث میں اگر نفی یدین پر استدلال ہوگا۔ تو لاجرم بطریق مفہوم مخالف ہوگا اور وہ محققین کے نزدیک حجت نہیں جس کی بحث کتب اصول میں ختم ہو چکی۔

اقول وباللہ التوفیق۔

جواب اوّل۔ قرآن عزیز میں ہے :۔

بیدك الخیر انك علیٰ كل شئ قدیر ۔ — تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے بیشک تو ہر چیز پر قدرت والا ہے۔

کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ تیرے ایک ہی ہاتھ میں بھلائی ہے۔ معاذ اللہ دوسرے میں نہیں احمد و بخاری و مسلم ترمذی حضرت سیدنا سعد بن مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ان اللہ تعالیٰ یقول لاھل الجنۃ فیقولون لبیك یا ربنا وسعدیك والخیر فی یدیك الحدیث — بیشک اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا۔ اے جنت والو! عرض کریں گے۔ لبیک اے رب ہمارے ہم تیری خدمت میں حاضر ہیں تیرے دونوں ہاتھوں میں بھلائی ہے

اسی طرح تفسیر مقام محمود میں حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ نسائی نے بسند صحیح اور حاکم نے بافادہ تصحیح اور طبرانی و ابن مندہ نے روایت کی یوں ہے

قال یجمع اللہ الناس فی — اللہ تعالیٰ روز قیامت لوگوں کو ایک

Marfat.com

صعید واحد فلا تکلم نفس	میدان میں جمع فرمائے گا۔ تو کوئی کلام نہ
اوّل مدّعو محمد صلے اللہ	کریگا۔ سب سے پہلے محمد صلے اللہ تعالٰے
تعالٰی علیہ وسلم فیقول لبیك	علیہ وسلم کو ندا ہوگی۔ حضور عرض کریںگے
وسعدیك والخیر فی یدایك۔	الٰہی میں حاضر ہوں۔ خدمتی ہوں تیرے
الحدیث	دونوں ہاتھ میں بھلائی ہے۔

ابن مندہ نے کہا حدیث مجمع علٰی صحۃ اسنادہ وثقۃ رجالہ اس حدیث کی صحت اسناد و عدالتِ رواۃ پر اجماع ہے۔ یونہی[1] حدیث بعث النار میں اللہ تبارک وتعالٰی کا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ندا فرمانا اور اُن کا جواب میں لبیك وسعدیك والخیر فی یدیك عرض کرنا مروی الیٰ غیر ذٰلك من الاحادیث کیا یہ حدیثیں معاذ اللہ اس آیت کے مخالف ہیں؟

جواب اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:-

قل ان الفضل بید اللہ	تو فرما۔ بیشک فضل اللہ تعالٰی کے ہاتھ میں ہے

کیا اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ ایک ہی ہاتھ میں فضل ہے؟

جواب اللہ تعالٰے فرماتا ہے:-

بیدہٖ ملکوت کل شئ	اُسی کے ہاتھ میں ہے قدرت ہر چیز کی۔

کیا معاذ اللہ! دوسرے ہاتھ میں مالکیت و مقدرت نہیں؟

---

[1] رواہ البخاری ومسلم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰے عنہ عن النبی صلے اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم ۱۲ منہ حفظہ ربہ۔

جواب۳ دیلمی کی حدیث میں ہے حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ید اللہ مبسوطۃ ۔ اللہ تعالےٰ کا ہاتھ کشادہ ہے۔

کیا معاذ اللہ! اس کا یہ مفہوم ہے کہ ایک ہی ہاتھ کشادہ ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔ خرچ فرماتا ہے جیسے چاہتا ہے۔

جواب۶ حدیث شریف میں ہے:۔

ید اللہ ملائی۔ اللہ تعالےٰ کا ہاتھ غنی ہے۔

کیا معاذ اللہ! دوسرے ہاتھ سے غنا منفی ہے؟

جواب۷ ید اللہ ھی العلیا۔ اللہ تعالیٰ ہی کا ہاتھ اونچا ہے۔

کیا عیاذاً باللہ! ایک ہی ہاتھ بلند و بالا ہے؟

جواب۸ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اذا اخرج یدہ لم یکد یراھا کافر ایسی اندھیری میں ہے کہ اپنا ہاتھ نکالے تو نظر نہ آئے۔

کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر دونوں ہاتھ نکالے تو نظر آجائیں گے؟

اگر کوئی قسم کھائے کہ میں فلاں کو سو لکڑیاں ماروں گا تو کیا حیلہ ہے | جواب۹ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

خذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث۔ اپنے ہاتھ میں جھاڑو لے کر مار اور قسم اپنے ہاتھ میں جھاڑو لے کر مار۔!

Marfat.com

علماء فرماتے ہیں یہ حکم اب بھی باقی ہے۔ یعنی اگر مثلاً کسی نے غصہ میں قسم کھائی کہ زید کو سو لکڑیاں ماروں گا۔ اب غصہ فرو ہوا چاہتا ہے کہ قسم بھی سچی ہو اور زید اُس ضربِ شدید سے بچ بھی جائے تو جھاڑو وغیرہ کی سو شاخیں جمع کرکے اِسطرح زید کے بدن پر مارے کہ وہ سب جسم پر جدا جدا پہنچیں۔ کیا اگر دونوں ہاتھ میں جھاڑو لے کر ماریں تو اس ارشاد کا خلاف ہوگا؟

جوابِ ۱۰۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

یعطوا الجزیۃ عن ید وھم	جزیہ دیں ہاتھ سے ذلیل ہوکر
صاغرون	

کیا اگر دونوں ہاتھ سے دیں تو تعمیل حکم نہ ہو؟

جوابِ ۱۱۔ بخاری و ابوداؤد و نسائی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور احمد و ترمذی و نسائی و حاکم و ابن حبان حضرت ابوہریرہؓ سے راوی حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

المسلم من سلم المسلمون	مسلمان وہ ہے کہ مسلمان اُس کی زبان
من لسانہ ویدہٖ	اور ہاتھ سے امان میں رہیں۔

کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر ایک ہاتھ سے امان میں ہوں اور دوسرے ہاتھ سے ایذا میں؟

جوابِ ۱۲۔ احمد و بخاری مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ما اکل احد طعاماً قط خیراً	کسی نے کبھی کوئی کھانا اس سے بہتر نہیں
من ان یاکل من عمل یدہٖ	کھایا کہ اپنے ہاتھ کے کسب سے کھائے۔

Marfat.com

اور احمد بسند صحیح و طبرانی و حاکم حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز طبرانی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ

ہاتھ کی کمائی سب سے زیادہ پاک ہے

حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے

اَطیب الکسب عمل الرجل بیدہٖ۔ — سب سے بہتر کمائی آدمی کی اپنے ہاتھ کا کسب ہے۔

کیا اگر دونوں ہاتھ کا کسب ہو تو وہ کھانا اس فضل سے باہر ہے۔

جواب دوم۔ ثم اقول بلکہ بارہا لفظ ید بصیغہ مفرد لاتے اور اس سے دونوں ہاتھ مراد ہوتے ہیں (۱) ید اللہ مبسوطۃ (۲) ید اللہ ملائی (۳) ید اللہ ھی العلیا (۴) المسلم من سلم المسلمون من لسانہٖ ویدہٖ۔ میں یہی معنی مراد ہیں (۵) حدیث عمل یدہ بھی ایسے موقع پر وارد کے غالباً کسب انسان دونوں ہاتھ سے ہوتا ہے۔ اسی حدیث مقدام کی اسی صحیح بخاری میں دوسری روایت من عمل یدیہ (۶) اسی طرح حاکم وغیرہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعا میں عرض کرتے:۔

اللّٰھم انی اسئلک من کل خیر خزائنہٗ بیدک واعوذبک من کل شر خزائنہ بیدک۔ — الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں اُن سب بھلائیوں سے جن کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں اور تیری پناہ مانگتا ہوں اُن برائیوں سے جن کے خزانے تیرے ہاتھ میں

یہ حدیث بھی دونوں جگہ دونوں طور پر مروی ہوئی بیدلک اور بیدیک۔

(۷) بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

ان داؤد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یاکل الا من عمل یدہ — داؤد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کے عمل سے۔

اور یوں ہی حدیث مقدام کے تتمہ میں احمد اور البخاری نے روایت کیا۔

ان النبی اللہ داؤد کان یاکل من عمل یدہ سیدنا حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل قرآن عظیم سے معلوم ہے کہ زرہیں بنانا تھا اور وہ دونوں ہاتھ سے ہی ہوتا ہے ولہذا صحیح بخاری میں دونوں حدیثوں کی دوسری روایتیں بلفظ یدیہ آئیں۔ پس ثابت ہوا کہ بہت جگہ ید و یدین میں کچھ فرق نہیں کرتے اور بے تکلف تثنیہ کی جگہ مفرد لاتے اور ایک ہی امر میں کبھی تثنیہ کبھی مفرد بولتے ہیں۔ پھر افراد کو نفی تثنیہ کی دلیل سمجھنا کس قدر عقل سے بعید ہے۔

جواب سوم :۔ ثم اقول وباللہ التوفیق۔

جو دو چیزیں ایک ساتھ رہتی ہوں تو انہیں سے ایک کا ذکر دوسری کے لئے بھی کافی ہے۔ میں موارد استعمال ومواقع خاصہ سے استدلال کرتا ہوں وہ قاعدہ ہی ذکر نہ کروں جو خاص اس باب میں آئمہ عربیت نے وضع کیا اور ایسے الفاظ میں تثنیہ وافراد یکساں ہونے کا عین عام اشباہ میں فرمایا۔ اعملت یدانی اعمال الجد مابین بصری

Marfat.com

ویدی وظنونی ۔ اس پر علامہ ادیب سید احمد حموی رحمۃ اللہ علیہ نے فر

اطلق الید واراد الیدین	یعنی مصنف لفظ ید بولا اور مراد
لانہ اذا کان الشیئان لا	دونوں ہاتھ ہیں ۔ کہ دو چیزیں جب آپس
یفترقان من خلق اوغیرہ	میں جدا نہ ہوتی ہوں ۔ خواہ اصل پیدائش
اجزأ من ذکرھما ذکر احدھما	میں (جیسے ہاتھ ۔ پاؤں ۔ آنکھ ۔ کان)
کالعین تقول کحلت عینی وانت	اور طرح (جیسے موزے جوتے ۔ دستانے
ترید عینیك ومثل العینین	جوڑا ہی مستعمل ہوتا ہے) تو اُن میں ایک
المنخرین[1] والرجلین والخفین	ذکر دونوں کے ذکر کا کام دیتا ہے کہ
والنعلین تقول لیست	ہیں ۔ آنکھ میں سُرمہ لگایا ۔ اور مراد دو
خفی ترید خفیك کذا فی	آنکھوں میں لگانا ہوتا ہے یوں ہی نتھنے
شرح الحماسۃ	قدم ۔ موزے کفش تو کہتا ہے ۔ میں نے موز
	پہنا اور مراد یہ کہ دونوں موزے پہنے اِ
	طرح شرح حماسہ میں ذکر کیا ۔

میں کہتا ہوں ۔ یہ محاورہ نہ صرف عرب بلکہ فارس و ہند میں بھی

بعینہا رائج ۔ جیسا کہ مطالعۂ اشعار سابقین و لاحقین سے واضح دلا

خیر یہ تو ایک خاص قاعدہ تھا ۔ علامہ ممدوح نے اس سے چند سطر اوپر اس سے

عام تر تصریح فرمائی کہ

---

[1] المنخرین الیٰ اٰخرہ کذا ھو فی نسختی النغم والظاھر الرفع ۱۲ منہ سلمہ

استعمال المفرد موضع المثنے — یعنی تثنیہ کی جگہ مفرد لانا اہل عرب میں
۱ عربی شائع سائغ — مشہور و مقبول ہے۔

اور اس کی سند میں ابوذویب کا شعر پیش کیا ؎

فالعین بعدھم کان حداقھا — سملت بشوک فھی عور تدمع

پس ان کی آنکھ کی پتلی میں گویا کانٹے دار سلائی سے سرمہ لگایا گیا ہے اب وہ اندھی اور اشکبار ہے۔

دیکھو۔ اُس نے ایک آنکھ کہا۔ اور دونوں مرادلیں و لہذا احداق کو جمع لایا۔ ورنہ ایک آنکھ میں چند حدقے نہیں ہوتے۔ اب تو اوہام جاہلانہ کا کوئی محل ہی نہ رہا۔ اور حدیث سے اِستناد کا بھرم کھل گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

جواب چہارم ثم اقول وباللہ التوفیق۔ سب سے قطع نظر کیجئے اور بفرضِ غلط مان ہی لیجئے۔ کہ لفظ الید کا مفہوم مخالف نفی یدین ہوتی ہے۔ تاہم حدیث مذکور محل استناد منکرین یعنی حدیث انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں اس مفہوم کی گنجائش نہیں کہ وہاں تو لفظ ید بصیغۂ مفرد کلام امجد سید احد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے ہی نہیں۔ سائل کے کلام میں ہے۔ اُس نے ایک ہاتھ سے مصافحہ کا حکم پوچھا۔ فیاخذ بیدہ و یصافحہ (کیا اُس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے) حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کا جواب ارشاد فرمایا کہ ہاں جائز ہے۔ یہاں نہ دو ہاتھ سے مصافحہ کا ذکر نہ اُس سے سوال پھر اس کلام سے اُس کی نِسبت نفی نکالنا محض خیال تھا۔

مفہوم مخالف معتبر ہونے کی شرط دنیا بھر نے مفہوم مخالف ماننے

والے بھی یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ کلام کسی سوال کے جواب میں نہ آیا ہو ورنہ بالاجماع نفی ماعدا مفہوم نہ ہوگی نہ ہوگی۔ صرح بہ ائمۃ الاصول مثلاً کوئی سائل سوال کرے۔ صبح کی نماز میں قرارت جہری ہے یا نہیں مجیب کہے ہاں۔ اس سے کوئی عاقل یہ نہ سمجھے گا کہ ماورائے صبح میں جہر نہیں بلکہ جسقدر سے سوال تھا۔ اُسی قدر سے جواب دیا گیا۔ یہ بحمد اللہ دوسرے معنی ہیں۔ کلام امام قاضی خاں قدس سرہ کے کہ اورا مفہوم نیست یعنی اس حدیث میں مفہوم کا لفظ کا سرے سے محل ہی نہیں وباللہ التوفیق

جواب پنجم - ثم اقول۔ یہ اُس وقت ہے کہ حدیث مذکور کو قابلِ احتجاج مان بھی لیں۔ ورنہ اگر نقد و تنقیح پر آئیے تو وہ ہرگز نہ صحیح نہ حسن بلکہ ضعیف منکر ہے۔ مدار اُس کا حنظلہ بن عبداللہ سدوسی پر ہے۔

حنظلہ سدوسی پر جرح اور حنظلہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ امام یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ترکتہ عمداً کان قد اختلط۔ میں نے اسے عمداً متروک کیا۔ صحیح الحواس نہ رہا تھا۔ امام احمد نے فرمایا ضعیف منکر الحدیث یحدث باعاجیب۔ تعجب خیز روایت لاتا ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے کہا لیس بشئ تغیر فی اٰخر عمرہ کوئی چیز نہ تھا۔ آخر عمر میں متغیر ہوگیا تھا امام نسائی نے کہا ضعیف۔ ایک بار فرمایا لیس بقوی ذکر کل ذٰلک الذہبی فی المیزان۔ یونہی امام ابوحاتم نے کہا۔ قوی نہیں۔ فی المغنی للامام الذہبی حنظلۃ (ت ق) السدوسی صاحب انس ضعفہ (س د) قال ابوحاتم لیس بقوی۔ لاجرم امام خاتم الحفاظ نے تقریب

Marfat.com

میں اُسکے ضعف پر جزم فرمایا۔ حیث قال حنظلة (ت ق) السدوسی ابو عبدالرحیم ضعیف۔ حنظلہ سدوسی ابو عبدالرحیم ضعیف ہے۔

امام ترمذی کی تصحیح و تحسین پر جرح و قدح

اگر کہیے کہ امام ترمذی نے جو اس حدیث کی تحسین کی۔ اقول۔ ائمہ ناقدین نے امام ترمذی پر اس بارے میں انتقادات کئے ہیں۔ اور وہ قریب قریب ان گوں میں ہیں جو تصحیح و تحسین میں تساہل رکھتے ہیں۔ امام عبدالعظیم منذری کتاب الترغیب میں فرماتے ہیں انتقد علیہ الحفاظ تصحیحہ لہ بل وتحسینہ۔ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں :۔

ولہذا لا یعتمد العلماء علی تصحیح الترمذی۔	اور اس لئے علماء ترمذی کی تصحیح پر اعتماد نہیں رکھتے ہیں۔

یہاں تک امام محدث ابوالخطاب بن دحیہ نے جنہیں شاہ ولی اللہ دہلوی نے قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین میں الحافظ المتقن کہا۔ تحسین ترمذی کی نسبت وہ کچھ تحریر فرمایا۔ جو امام امام فخرالدین زیلعی نے نصب الرایۃ لاحادیث الہدایہ میں نقل فرماکر مقرر رکھا۔

حیث قال قال ابن دحیہ فی العلم المشہور وکم حسن الترمذی فی کتابہ من احادیث موضوعۃ واسانید واھیہ	ابن دحیہ نے العلم المشہور میں فرمایا کہ ترمذی نے اپنی کتاب میں بہت سی موضوع احادیث اور کمزور سندوں کی تحسین کی ہے یہ حدیث بھی انہی میں سے ہے

Marfat.com

منہا ھذا الحدیث اھ یعنی حدیث عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی عدد تکبیرات العیدین۔

یعنی کتاب میں بہت عوف مزنی کی تکبیرات عیدین کی بابت۔

اور قاطع نزاع یہ ہے کہ خود اسی حدیث حنظلہ کو امام الائمۃ المحدثین حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریحاً فرما دیا کہ منکر ہے۔ امام ذہبی تذہیب میں لکھتے ہیں:—

حنظلۃ (ت ق) بن عبد اللہ ویقال بن عبید اللہ وقیل ابن ابی صفیۃ السدوسی امام مسجد بنی سدوس بالبصرۃ ابو عبید الرحیم عن انس قال یحییٰ القطان ترکتہ کان قد اختلط وضعفہ احمد وقال یروی عن انس مناکیر منہا قلنا اینحنی بعضنا لبعض اھ ملخصا۔

حنظلہ بن عبد اللہ اور دوسرے قول پر عبید اللہ اور تیسرے پر ابن ابی صفیہ سدوسی امام مسجد بنو سدوس (بصرہ) ابو عبد الرحیم انس سے راوی ہے، یحییٰ قطان نے کہا کہ میں نے اُسے اس لئے چھوڑ دیا کہ اس کا حافظہ خراب ہوگیا تھا اور احمد نے اس کی تضعیف کی، اور یہ انس سے مناکیر کی روایت کرتا ہے ان ہی میں سے ایک یہ ہے " ہم نے کہا کہ کیا ہم ایک دوسرے کے لئے جھکیں۔

امام ہمام مرجع ائمۃ الحدیث کی تضعیف کے مقابل امام ترمذی کی تحسین کب مقبول ہو سکتی ہے۔ بالجملۃ بحمد اللہ آفتاب روشن کی طرح واضح ہوگیا۔

Marfat.com

کہ منکرین کے ہاتھ میں اصلاً کوئی حدیث نہیں جس میں اُن کے قول کے بُو بھی نکل سکے۔ ثبوتِ ممانعت تو بڑی چیز ہے۔ اور اگر یہ حدیثیں اور ان جیسی ہزاروں اور ہوں اور وہ بالفرض سب صحاح وحسان ہوں۔ تاہم تحقیقات بالا نے روشن کر دیا کہ اصلاً مفید تابتانہ ہوں گی۔ یہ کسی حدیث میں دکھائیں کہ حضور پُرنور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کو منع فرمایا یا ارشاد ہوا۔ کہ ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کیا کرو۔ بغیر اس کے ثبوتِ ممانعت کا دعوےٰ محض ہوس پکانا ہے۔ یا جنون خام والحمد للہ ولی الانعام۔

دو ہاتھ سے مصافحہ کی بحث اب رہا یہ کہ دو ہاتھ سے مصافحہ کا ثبوت کیا ہے؟ اقول وباللہ التوفیق۔

اولاً صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی کہ انھوں نے فرمایا۔

علمنی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکفی بین کفیہ التشہد۔	حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے بیچ لے کر مجھ کو التحیات تعلیم فرمائی

امام المحدثین امام بخاری نے اپنی جامع صحیح کی کتاب للاستیذان میں مصافحہ کے لئے جو باب وضع کیا۔ باب الاخذ بالیدین یعنی یہ باب ہے دونوں ہاتھوں میں ہاتھ لینے کا۔ اس میں بھی وہی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسنداً روایت کی۔ اگر حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دونوں ہاتھوں میں ہاتھ لینا مصافحہ نہ تھا تو اس حدیث کو باب المصافحہ سے کیا تعلق

ہوتا۔ صحیح بخاری کی اس تحریر پر دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا حضور پُرنور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت۔ ہاں اگر حضراتِ منکرین جس طرح ائمۃ فقہ کو نہیں مانتے۔ اب امام بخاری کی نسبت کہدیں کہ وُہ حدیث غلط سمجھتے تھے، ہم ٹھیک سمجھتے ہیں تو وہ جانیں اور ان کا کام۔ معہذا مصافحہ دونوں جانب سے صفحاتِ کف ملانا ہے۔ اور یہ معنی اس صورت کفی بین کفیہ میں ضرور متحقق۔ تو اُسکے مصافحہ ہونے سے انکار پر کیا باعث؟ رہا بعض جہلاء کا کہنا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے تو ایک ہی ہاتھ تھا۔ یہ محض جہالت وادّعائے بے ثبوت ہے۔ دونوں طرف سے دونوں ہاتھ ملائے جائیں تو ایک کا ایک ہی ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہوگا نہ کہ دونوں۔ وھوظاھرجدا اور جب حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے دونوں ہاتھ کا ثبوت ہوا تو ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف سے ثبوت نہ ہونا کیا زیر نظر رہا۔

ثانیًا اکابر علماء عامہ کتب مثل خزانۃ الفتاوی۔ فتاوٰی عالمگیریہ۔ فتاوٰے زاہدی۔ درمختار۔ درمنتقی شرح ملتقی۔ منیۃ الفقہا۔ شرح نقایہ۔ رسالہ علامہ شرنبلالی۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر۔ فتح اللہ المعین للعلامۃ السید ابی السعود الازہری۔ حاشیہ طحطاوی۔ حاشیہ شامی وغیرہا میں تصریح فرماتے ہیں کہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے سنت ہے۔ ہندیہ میں ہے:۔

یجوز المصافحۃ والسنۃ فیھا	مصافحہ جائز ہے اور اس میں سنت
ان یضع یدا یہ من غیرہ اٰئل	یہ ہے کہ دونوں ہاتھ بلاحائل کپڑے

Marfat.com

من ثوب او غیرہ کذا فی خزانۃ الفتاویٰ۔ — وغیرہ کے رکھے، اسی طرح خزانۃ الفتاویٰ میں ہے

شرح تنویر پھر حواشی الکنز میں ہے

فی القنیۃ السنۃ فی المصافحۃ بکلتا یدا یہ۔ — مصافحہ میں سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ہو۔

شرح متن الحلبی للعلامۃ العلائی پھر رد المحتار میں ہے:۔

السنۃ ان تکون بکلتا یدا یہ — سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ہو۔

جامع الرموز میں ہے

السنۃ ان تکون بکلتا یدا یہ کمافی المنیۃ۔ — سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ہو جیسے کہ منیہ میں ہے۔

شرح علامہ شیخی زادہ قاضی رومی میں ہے:۔

السنۃ فی المصافحۃ بکلتا یدا یہ۔ — سنت مصافحہ میں یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ہو۔

شیخ مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں:۔

مصافحہ سنت است نزدِ ملاقات وباید کہ بہر دو دست بود۔ — ملاقات کے وقت مصافحہ سنت ہے اور دونوں ہاتھ سے ہونا چاہیے۔

مخالفین کا دعوے یہ ہے کہ فقہا کی جو بات ہم اپنے زعم میں حدیث کے خلاف سمجھیں گے اُسے نہ مانیں گے یہاں تک کہ اُن کے ارشادات کو اصلاً کسی حدیث کے مخالف نہیں بتا سکتے نہ ماننے کی کیا وجہ ہے۔ مگر یہ کہیے کہ

فقہ و فقہار سے خالص عداوت ہے کہ اگرچہ ان کی بات میں ادعائے مخالفت حدیث کی راہ بھی نہ پائیں تاہم قابل تسلیم نہیں جانتے۔

ثالثاً۔ صحیح بخاری شریف کے اُسی باب میں مذکور ہے :۔

صافح حماد بن زید ابن المبارک بیدیہ۔

امام حماد بن زید نے امام اجل عبداللہ بن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

تاریخ امام بخاری میں ہے :۔

حدثنی اصحابنا یحیی وغیرہ عن اسمٰعیل بن ابراھیم قال رأیت حماد بن زید وجاءہ ابن المبارک بمکۃ فصافحہ بکلتا یدیہ۔

مجھ سے میرے اصحاب یحییٰ ابوجعفر بیکندی وغیرہ نے اسمٰعیل بن ابراہیم سے حدیث بیان کی کہ انھوں نے کہا میں نے حماد بن زید کو دیکھا اور ابن المبارک اُن کے پاس مکہ معظمہ میں آئے تھے تو اُنھوں نے اُن سے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کیا۔

مناقب امام حماد بن زید بصری یہ امام اجل حماد بن زید ازدی بصری قدس سرہٗ اجلہ ائمہ تبع تابعین سے ہیں۔ انس بن سیرین و ثابت بنانی و عاصم بن بہدلہ و عمرو بن دینار و محمد بن واسع وغیرہم علمائے تابعین شاگردانِ حضرت انس بن مالک و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس وغیرہم رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے علم حاصل کیا اور اجلۂ ائمہ محدثین و علمائے مجتہدین مثل امام سفین ثوری و امام یحییٰ بن سعید قطان و امام عبدالرحمٰن بن مہدی و امام علی

Marfat.com

بن مدینی وغیرہم کہ امام بخاری وامام مسلم کے اساتذہ واساتذہ الاساتذہ تھے۔
اس جناب کے شاگرد ہوئے۔ امام عبدالرحمن بن مہدی فرمایا کرتے۔

ائمۃ الناس فی زمانھم اربعۃ سفین بالکوفۃ ومالك بالحجاز والاوزاعی بالشام وحماد بن زید بالبصری۔

مسلمانوں کے امام اپنے زمانے میں چار ہیں کوفہ میں سفین۔ حجاز میں مالک شام میں اوزاعی۔ بصرہ میں حماد بن زید۔

اور یہ بھی فرماتے :۔

ما رأیت اعلم من مالك وسفین وحماد بن زید۔

میں نے مالک وسفین وحماد بن زید سے زیادہ کوئی علم والا نہ دیکھا۔

اور یہ بھی فرماتے :۔

ما رأیت بالبصرۃ افقہ منہ ولم ارا احد اعلم بالسنۃ عنہ۔

میں نے بصرہ میں اُن سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہ دیکھا اور میں نے زیادہ حدیث جاننے والا کوئی نہ پایا۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں :۔

حماد بن زید من ائمۃ المسلمین۔

حماد بن زید مسلمانوں کے اماموں سے ہیں۔

اس جناب نے ماہ رمضان المبارک ۱۷۹ھ ہجری میں وفات پائی۔
جس دن انتقال ہوا امام یزید بن زریع بصری کو خبر پہنچی فرمایا :۔

الیوم مات سید المسلمین

آج مسلمانوں کے سردار نے انتقال کیا

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ذکر کل ذلک الامام الذہبی فی تذہیب التہذیب
مناقب امام عبداللہ بن مبارک اور دوسرے صاحب حضرت امام الانام علم الہدیٰ شیخ الاسلام عبداللہ بن مبارک مروزی کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ عالم کونسا لکھا پڑھا ہے جو اُس جناب کی جلالتِ شان و رفعتِ مکان سے آگاہ نہیں۔ وہ بھی اجلہ ائمہ تبع تابعین و سادات محدثین وکبرائے مجتہدین اور امام بخاری ومسلم کے اُستاذ الاستاذ اور ہمارے امام اعظم کے خاص شاگردان ومستفیدین سے ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ علمائے دین فرماتے ہیں: تمام جہان کی خوبیاں اللہ تعالیٰ نے اُن میں جمع فرمادی تھیں۔ قالہ فی التقریب۔ اور فرماتے ہیں جہاں عبداللہ بن مبارک کا ذکر ہوتا ہے وہاں رحمتِ الٰہی اترتی ہے ذکرہ الزرقانی وغیرہ۔ ان کا کچھ تذکرہ دیکھنا چاہو تو سردست شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی "بستان المحدثین" ہی دیکھو۔ ہم نے بحمداللہ تعالیٰ خاص صحیح بخاری سے ایسے دو امام جلیل تبع تابعین سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت کر دیا۔ مخالف بھی تو کہیں سے ممانعت ثابت کرے یا ایسے حضرات تبع تابعین پر بھی معاذاللہ بدعت و مخالفِ سنت کا گمان ہو یا اقرار کر دیجئے گا کہ وہ بھی حدیث وسنت نہ جانتے تھے۔ محدث مجتہد جو کچھ ہیں۔ بس آپ ہی ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

رابعًا۔ ان حضرات کی عادت ہے کہ جس امر پر اپنی قاصر نظر ناقص تلاش میں حدیث نہیں پاتے۔ اُس پر بے اصل و بے ثبوت ہونے کا حکم لگاتے ہیں۔ اور اُس کے ساتھ ہی صرف اس بنا پر اُسے ممنوع و ناجائز ٹھہرا دیتے ہیں پھر

Marfat.com

س طوفان بے ضابطگی کا وہ جوش ہوتا ہے کہ اس اپنے نہ پانے کے مقابل
علمار ومشائخ کی نو کیا گنتی ۔ حضراتِ عالیہ ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالے
علیہم اجمعین کے ارشادات بھی پایۂ اعتبار سے ساقط۔ اور اُن کے احکام کو بھی
و نہی معاذاللہ باطل وغیر ثابت بتاتے ہیں۔ یہ وہ جہالت بے مزہ ہے جسے
کوئی ادنیٰ عقل والا بھی قبول نہیں کرسکتا۔ ان حضرات سے کوئی اتنا پوچھنے
والا نہیں کہ کے آمدی وکَے پیر شدی ۔ بڑے بڑے اکابر محدثین ایسی
جگہ لم ار ولم اجد پر اقتصار کرتے ہیں یعنی ہم نے نہ دیکھی۔ ہمیں نہ ملی۔
نہ کہ تمہاری طرح عدم وجدان کو عدمِ وجود کی دلیل ٹھہرادیں۔

صاحبو! لاکھوں حدیثیں علمار اپنے سینوں میں لے گئے کہ اصلاً
تدوین میں کبھی نہ آئیں۔ امام بخاری کو چھ لاکھ حدیثیں حفظ تھیں۔ امام
مسلم کو تین لاکھ۔ پھر صحیحین میں صرف سات ہزار حدیثیں ہیں۔ امام احمد کو
دس لاکھ حفظ تھیں۔ مسند میں فقط تیس ہزار ہیں خود شیخین وغیرہما ائمہ
سے منقول کہ ہم سب احادیث صحاح کا استعیاب نہیں چاہتے۔ اور اگر
ادعائے استعیاب فرض کیجیے تو لازم آئے گا کہ افراد بخاری امام مسلم اور افراد
مسلم امام بخاری اور بخاری افراد سنن اربعہ دونوں اماموں کے نزدیک
صحیح نہ ہوں۔ اور اگر اس ادعار کو آگے بڑھائیے۔ تو یوں ہی صحیحین کی وہ
متفق علیہ حدیثیں جنہیں امام نسائی نے مجتبٰے میں داخل نہ کیا۔ اُنکے نزدیک
حلیۂ صحت سے عاری ہوں۔ وھو کما ترمذی صحیح بخاری شریف میں
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے ہے :-

ما من اصحاب النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احد اکثر حدیثا عنہ منی الا ما کان من عبد اللہ بن عمرو فانہ کان یکتب ولا اکتب۔

اصحاب نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں کسی نے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے مجھ سے زیادہ حدیثیں روایت نہ کیں۔ سوائے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے کہ وہ لکھ لیا کرتے تھے۔ اور میں نہ لکھتا تھا۔

عبداللہ بن عمرو کے پاس ، ابوہریرہ سے زائد احادیث تھیں

دیکھو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ صاف فرماتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے ان سے زیادہ احادیث روایت فرمائیں۔ حالانکہ تصانیف محدثین میں اُن کی حدیثیں اُن کی احادیث سے بدرجہا کم ہیں۔ عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے صرف سات سو حدیثیں پائی گئیں۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پانچ ہزار تین سو علامہ قسطلانی ارشاد میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یفھم منہ جزم ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ بانہ لیس فی الصحابۃ اکثر حدیثا عن النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم منہ الا عبد اللہ بن عمرو مع ان الموجود عن

اس سے ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایقان کا اظہار ہوتا ہے کہ صحابہ میں عبداللہ بن عمرو کے علاوہ اُن سے زائد کسی کے پاس احادیث نہ تھیں حالانکہ عبداللہ بن عمرو کی احادیث جو موجود ہیں بہ نسبت ابوہریرہ کی احادیث کے کئی گنا کم

Marfat.com

عبد اللہ بن عمرو اقلُ من الموجود المروی عن ابی ھریرۃ باضعافٍ لانہ سکن مصر وکان الواردون الیھا قلیلا بخلاف ابی ھریرہ فانہ استوطن المدینۃ وھی مقصد المسلمین من کل جھۃ وروی عنہ فیما قالہ المؤلف نحو من ثمان مائۃ رجلا وروی عنہ من الحدیث خمسۃ الاف وثلث مائۃ حدیث ووجد لعبد اللہ سبعمائۃ حدیث.

ہیں، کیونکہ وہ مصر میں جا بسے تھے جہاں لوگ کم آتے تھے اور ابوہریرہؓ مدینہ میں اقامت پذیر ہوئے جو مسلمانوں کا ملجا و ماویٰ ہے، اور بقول مؤلف اُن سے آٹھ سو اشخاص نے روایت کی اور پانچ ہزار تین سو احادیث ان سے منقول ہوئیں جبکہ عبداللہ سے صرف سات سو احادیث ہیں۔

آپ کہیے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ ہزاروں حدیثیں کیا ہوئیں اور کتب حدیث میں اُن میں سے کتنی ہاتھ آئیں۔ بس اِسی پر قیاس کر لیجیے اور یہیں سے ظاہر ہے کہ ائمہ اربعہ خصوصاً امام الائمہ مالک الازمہ سراج الامۃ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم کے مذہب پر اگر ان کتب میں حدیثیں نہ ملیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُن کے مذہب پر واقع میں بھی حدیث نہیں۔ بلکہ اگر بخاری و مسلم اور اُن کے امثال تصریح بھی کر دیں کہ فلاں مذہب امام ابوحنیفہ یا امام مالک پر کوئی حدیث نہیں۔ تو بھی منصف ذی عقل کے نزدیک اُنکے مبارک مذہبوں میں اصلاً قادح نہیں ہو سکتا۔ آخر بخاری و مسلم کا علم محیط نہ تھا۔ کیا جو

Marfat.com

کچھ حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور صحابہؓ نے
اُمت مرحومہ تک پہنچایا۔ اُس سب کا علم بخاری ومسلم کو حاصل تھا؟ خود اجلہ
صحابہ کرامؓ جو گاہ وبے گاہ سفر وحضر میں دائمًا بارگاہِ عرش جاہ حضور رسالت
پناہ علیہ علیہم صلوات اللہ میں حاضر رہتے یہاں تک کہ حضرات خلفائے اربعہ
حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہم رضی اللہ تعالےٰ عنہم بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے
تھے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے کُل اقوال وافعال پر ہمیں
اطلاع ہے کتب احادیث پر جسے نظر ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ بعض باتیں ان
حضرات پر بھی خفی رہیں۔ تا بدیگرے چہ رسد۔ پھر بخاری ومسلم وہما کیونکر علم
کل کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ اگر وہ نفی کریں بھی تو اُس کا محصل صرف اپنے علم کی
نفی ہوگا۔ یعنی ہمیں نہیں معلوم پھر اس سے واقع میں حدیث نہ ہونا درکنار
یہ بھی لازم نہیں آتا کہ ابو حنیفہ ومالک کو بھی اپنے مذہب پر حدیث نہ معلوم ہو
اُن کا زمانہ زمانۂ اقدس سے قریب تر تھا اور اس وقت تک زمانہ خیر القرون
تھا۔ بوجہ قِلت کذب وکثرتِ خیر متدین نفوس اور وسائط کم تھے۔ ممکن کہ
جو حدیثیں ابو حنیفہ ومالک کے پاس تھیں بخاری ومسلم کو نہ پہنچیں۔ پھر
کیونکر اُن کا نہ جاننا اُنکے نہ جاننے پر قاضی ہو سکتا ہے؟

امام ابو یوسف کی علم حدیث میں جلالتِ شان امام اجل ابو یوسف
رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ (جنہیں محدثین اہل جرح وتعدیل بھی باآنکہ اُن میں
بہت کو حضرات حنفیہ کرام سے ایک تعنت ہے تصریحًا صاحب حدیث
منصف فی الحدیث واتبع القوم للحدیث لکھتے بلکہ اپنے زعم میں امام

Marfat.com

الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ سے بھی زیادہ محدث وکثیر الحدیث جانتے ہیں۔ امام ذہبی شافعی نے اُس جناب کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا اور کتاب تذکرۃ الحفاظ میں بعنوان الامام العلامۃ فقیہ العراقین ذکر کیا) یہ ارشاد فرماتے ہیں۔ بارہا ہوتا کہ امام ایک قول ارشاد فرماتے کہ میری نظر میں حدیث کے خلاف ہوتا۔ میں جانب حدیث جھکتا۔ بعد تحقیق معلوم ہوتا کہ حضرت امام نے اُس حدیث سے فرمایا ہے جو میرے خواب میں بھی نہ تھی۔ امام ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان میں فرماتے ہیں :۔

حدیث میں امام ابوحنیفہؒ کا مقام

عن ابی یوسف ما رایت احداً اعلم بتفسیر الحدیث ومواضع النکت التی فیہ من الفقہ من ابی حنیفۃ وقال ایضاً ما خالفتہ فی شئ قط فتدبرتہ الا رأیت مذھب الذی ذھب الیہ انجیٰ فی الآخرۃ وکنت ربما ملت الی الحدیث وکان ھو ابصر بالحدیث الصحیح منی وقال کان اذا صمّم علیٰ قول درت علےٰ مشائخ الکوفہ ھل احد فی

ابویوسف سے مروی ہے کہ میرے علم میں تفسیر حدیث اور حدیث کی باریکیوں کو ابوحنیفہ سے زائد جاننے والا کوئی نہیں نیز فرمایا جب کبھی کسی معاملہ میں مَیں نے ان کی مخالفت کی تو غور وفکر کے بعد اسی نتیجہ پہ پہنچا کہ ابوحنیفہؒ کا مسلک ہی آخرت میں باعثِ نجات ہے کبھی میں حدیث سے استدلال کرتا تو وہ حدیث صحیح کو مجھ سے زائد جانتے تھے، اور جب وہ کوئی بات یقین سے کہدیتے تھے تو میں کوفہ کے مشائخ کے پاس جاتا کہ شاید اس کی

Marfat.com

تقویۃ قولہ حدیثا او اثرا	تائید پر کوئی حدیث ملجائے، یا اثر تو
فربما وجدت الحدیثین	کبھی دو اور کبھی تین حدیثیں مل جاتی
والثلاثۃ فاتیتہ بھا فمنھا	تھیں، مگر وہ ان کے بارے میں یہ کہکر
ما یقول فیہ ھذا غیر صحیح	رد فرما دیتے تھے کہ یہ غیر صحیح یا غیر
او غیر معروف فاقول لہ وما	معروف ہے میں دریافت کرتا کہ آپ کو یہ
علمک بذلک مع انہ یوافق	کیسے پتہ چلا؟ پھر یہ تو آپ کے مذہب
قولک فیقول انا عالم بعلم	کی تائید کرتی ہے؟ وہ فرماتے مجھے اہلِ
اھل الکوفۃ ۔	کوفہ کا علم حاصل ہے ۔

خیر ایک درجہ تو یہ ہوا۔

درجۂ دوم ۔ اب جو حدیث تدوین میں آئیں اُن میں سے فرمائیے کتنی باقی ہیں۔ صدہا کتابیں کہ ائمۂ دین نے تالیف فرمائیں۔ محض بے نشان ہوگئیں اور یہ آج سے نہیں ابتدا ہی سے ہے۔

امام مالک کے زمانہ میں اسّی موطا لکھی گئیں

امام مالک کے زمانہ میں اسّی علماء نے مؤطا لکھیں۔ پھر سوائے مؤطا مالک و موطائے ابن وہب کے اور بھی کسی کا پتہ چلا ہے۔ امام مسلم کے زمانہ کو ابو عبداللہ حاکم نیشاپوری صاحب مستدرک کے زمانے سے ایسا کتنا فاصلہ تھا۔ پھر بعض تصانیف مسلم کی نسبت امام ابن حجر نے حاکم سے نقل کیا۔ کہ معدوم ہیں۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس صدہا بلکہ ہزارہا تصانیفِ ائمہ کا کوئی نشان نہیں دے سکتا۔ مگر اتنا کہ تذکروں تاریخوں میں نام لکھا رہ گیا۔

Marfat.com

درجۂ سوم - اس سے بھی گزریئے۔ جو کتابیں باقی رہیں اُن میں سے اِس خراب آباد ہند میں کتنی پائی جاتی ہیں۔ ذرا کوئی حضرت غیر مقلد صاحب اپنے یہاں کی کتب حدیث کی فہرست تو دکھائیں کہ معلوم ہو کس پونجی پر یہ ادعا دعوے ہے؟

درجۂ چہارم - اب سب کے بعد یہ فرمائیے کہ جو کتابیں ہندوستان میں ہیں، اُن پر مدعیان کو کہاں تک نظر ہے؟ اور اُن کی احادیث کہاں تک محفوظ ہیں؟ سبحان اللہ کیا صرف اتنا کافی ہے کہ جو مسئلہ پیش آیا اُسے خاص اسی کے باب میں دو چار کتابوں میں جو اپنے پاس ہیں دیکھ بھال لیا اور اپنے زعم باطل میں کوئی حدیث نہ ملی تو بے ثبوت ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ جان برادر! بارہا واقع ہوگا کہ اُس مسئلہ کی حدیث انھیں کتابوں میں ملے گی۔ اور آپ کی نظر اُس پر نہ پہنچے گی کہ اوّل تو ہر مطلب کے لئے محدثین نے تراجم والبواب وضع نہ کئے اور جنکے لئے وضع کئے اُن کی مثبت بہت سی حدیثیں ایسی ہوں گی جو بوجہ دوسری مناسبت کے دیگر ابواب میں لکھ آئے یا لکھیں گے اور یہاں بخیال تکرار اُنکے اعادہ واثبات سے باز رہے۔

اعلیحضرت کا اپنے معاصر محدثین کو کھلا چیلنج

اگر یوں نہ مانئے اور اپنی وسعت نظر و احاطۂ علم کا دعوے ہی کیجئے۔ تو حضرات بے امتحان نہیں سہی۔ اپنے میں جس صاحب کو بڑا محدث جانیئے، متعین کیجئے۔ ہم دس سوال کرتے ہیں۔ کہ اُنکی نسبت جو حکم احادیث میں ہو ارشاد فرمائیں۔ پھر دیکھئے انشاء اللہ تعالیٰ کیسے غوطے کھاتے

ہیں۔ اللہ عزوجل چاہے، تو اکثر حکم نہ نکال سکیں گے اور رب تبارک وتعالیٰ کو منظور ہے تو انہیں کتابوں میں اُن کی احادیث نکل آئیں گی۔ اُس وقت معلوم ہوگا کہ دعوئے اجتہاد کرنیوالے کتنے پانی میں تھے۔ وائے بے انصافی ان لیاقتوں پر ائمہ مجتہدین سے ہمسری کا دعوٰی۔ ہیہات ہیہات چھوٹا مُنہ بڑی بات آدمی کو کتنی بھاتی ہے۔ مگر امتحان دیتے وقت مزہ آتا ہے۔ ہاں ہاں یہ بات مین نے اِس لئے نہیں کہی کہ سنئے اور اُڑا جائیے نہیں نہیں ضرور اپنے کسی اعلیٰ محدّث کا نام رکھئے اور ہم جو سوالات کریں اُنکا جواب ان سے بذریعہ احادیث لکھوائیے۔ ہم بھی تو دیکھیں کس برتے پر تتا پانی۔

حصرِ رُواۃ بھی نہیں ہوسکتا حصرِ روایات درکنار

جان برادر! حصر رواۃ تو ممکن نہیں حصرِ روایات کیونکر ممکن، ابراہیم بن بکر شیبانی کے ذکر میں امام ابن الجوزی نے کہا۔

ابراھیم بن بکر فی الرواۃ ستۃ لا اعلم فیھم ضعفا سوی ھذا۔

ابراہیم بن بکر راویوں میں چھ ہیں۔ میں اُن میں سے کسی میں ضعف نہیں جانتا سوا اس شیبانی کے۔

اس پر امام ذہبی جیسے جلیل القدر عمدۃ الفن امام الشان نے فرمایا۔

لو سماھم لافادنا فما ذکر ابن ابی حاتم احدا منھم۔

اگر اُن سب کا تذکرہ فرمادیتے۔ تو ہمیں فائدہ بخشتے۔ کہ ابن ابی حاتم نے تو اُن میں سے ایک کا بھی ذکر نہ کیا۔

Marfat.com

بعض احادیث کی مثالیں کہ اجلہ ائمہ کو نہ ملیں۔ اور احادیث میں موجود تھیں

امام محقق علی الاطلاق کمال الدین ابن الہمام نے جن کی جلالت قدر آفتاب نیمروز سے اظہر۔ جب بعض احادیث کہ مشائخ کرام نے ذکر کیں۔ اور نہ پائیں تو یوں فرمایا کہ

لعل قصور نظرنا اخفاها عنا — امید ہے کہ ہمارے نظر کے قصور نے انھیں ہم سے چھپالیا۔

دیکھو علماء یوں فرماتے ہیں اور جاہلوں کے دعوے وہ طویل و عریض ہوتے ہیں۔

حدیث۔ اختلاف امتی رحمۃ۔ امام جلال الدین سیوطی جیسے حافظ جلیل نے کتاب جامع صغیر میں ذکر فرمائی اور اُس کا کوئی مخرج نہ بتا سکے کہ کس محدث نے اپنی کتاب میں روایت کی اُن بعض علماء کے نام لکھکر جنہوں نے بے سند اپنی کتابوں میں اُسے ذکر کیا لکھدیا۔

لعله خرج فی بعض کتب الحفاظ التی لم تنقل الینا — شاید وہ حافظانِ حدیث کی اُن بعض کتابوں میں روایت کیگئی جو ہم تک نہ پہنچیں

یہ وہ امام ہیں کہ فن حدیث میں جن کے بعد انکا نظیر نہ آیا جنہوں نے کتاب جمع الجوامع تالیف فرمائی اور اس میں اُس کی نسبت فرمایا:۔

قصدت فیه جمع الاحادیث النبویة باسرها۔ — میں نے ارادہ کیا کہ اس میں تمام احادیث نبویہ جمع کردوں۔

Marfat.com

اس پر بھی علماء نے فرمایا:۔

هٰذا بحسب ما اطلع علیہ المصنف لا باعتبار ما فی نفس الامر۔ — یہ وہ اپنے علم کے اعتبار سے کہتے ہیں نہ یہ کہ واقع میں جس قدر حدیثیں ہیں سب کا جمع کرنا۔

قالہ المناوی۔ وہ اپنے نہ پانے پر یوں فرماتے ہیں کہ شاید یہ حدیث ان کتبِ ائمہ میں تخریج ہوئی جو ہمیں نہ ملیں اور پھر دیکھئے ہوا بھی ایسا ہی عبارتِ مذکورہ کے بعد علامہ مناوی صاحب تیسیر شرح جامع صغیر نے لکھ دیا کہ الامر کذالک یعنی واقعی ایسا ہی ہے پھر اُس کی تخریج بتائی کہ بیہقی نے مدخل اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بروایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کی اور اس حدیث کی سند پر نہ صرف امام سیوطی بلکہ اکثر ائمہ کو اطلاع نہ ہوئی۔ امام خاتم الحفاظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:۔

زعم کثیر من الائمۃ انہ لا اصل لہ — بہت سے اماموں نے یہی زعم کیا کہ اس کیلئے کوئی سند نہیں۔

پھر امام عسقلانی نے اُس کی بعض تخریجیں ظاہر فرمائیں۔

حدیث:۔ الوضوءُ علی الوضوءِ نورٌ علیٰ نورٍ کی نسبت امام عبدالعظیم منذری نے کتاب الترغیب۔ اور امام عراقی نے تخریج احادیث الاحیاء میں تصریح کر دی کہ لم نقف علیہ ہمیں اس پر اطلاع نہیں۔ حالانکہ وہ مسند رزین میں موجود۔ تیسیر میں ہے

حدیث الوضوء علی الوضوء — وضو پر وضو کرنا نور ہے۔ اس کی تخریج

Marfat.com

نورٌ علی نورٍ۔ اخرجہ رزین ولم یطلع علیہ العراقی کالمنذری فقالا لم نقف علیہ

زرین نے کی اور عراقی و منذری اس پر مطلع نہ ہوئے اور کہا کہ ہم اس پر واقف نہ ہوئے۔

اس سے عجیب تر سنئے :-

حدیث :-

عبداللہ بن مسعود کا طریق رکوع عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہ اُنھوں نے رکوع میں دونوں ہاتھ ملا کر زانو کے بیچ میں رکھے اور بعد نماز کے فرمایا :-

ھکذا فعل رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ایسا ہی کیا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے۔

اس کی نسبت امام ابو عمر بن عبدالبر نے فرمایا نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اس کی نسبت صحیح نہیں۔ محدثین کے نزدیک صرف اس قدر صحیح ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے ایسا کیا اور امام اجل ابوزکریا نووی شارح صحیح مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تو کتاب الخلاصہ میں سخت تعجب خیز بات واقع ہوئی کہ فرمایا۔ صحیح مسلم شریف میں بھی اسی قدر ہے کہ ابن مسعود نے ایسا کیا۔ اور یہ نہیں کہ ھکذا فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حالانکہ بعینہٖ یہی الفاظ صحیح مسلم میں موجود۔ امام محقق علی الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں :-

فی صحیح مسلم عن علقمہ

صحیح مسلم میں علقمہ اور اسود سے ہے کہ

Marfat.com

والاسود انهما دخلا على
عبد الله فقال اصلى من
خلفكما قالا نعم فقام
بينهما فجعل احدهما عن
يمينه والآخر عن شماله
ثم ركعنا فوضعنا ايدينا على
ركبنا ثم طبق بين يديه ثم
جعلهما بين فخذيه فلما
صلى قال هكذا فعل رسول
الله صلے الله تعالیٰ علیه وسلم
قال ابن عبد البر لا يصح رفعه
والصحيح عندهم الوقف على
ابن مسعود رضی الله تعالے
عنه وقال النووی فی خلاصة
الثابت فی صحیح مسلم ان ابن
مسعود فعل ذالك ولم يقل
هكذا كان رسول الله صلى
الله تعالیٰ علیه وسلم يفعله
قيل كانهما ذهلا فان مسلما

وہ دونوں عبد اللہ کے پاس آئے تو
انھوں نے فرمایا، کیا وہ لوگ نماز پڑھ
چکے جو تمہارے پیچھے ہیں وہ بولے جی ہاں،
پھر وہ ان دونوں کے درمیان کھڑے ہوگئے
ایک کو دائیں اور دوسرے کو بائیں کھڑا کیا
پھر ہمنے رکوع کیا اور اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے
پھر انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ ملاکر اپنی
دونوں رانوں میں دے دئے اور نماز کے
بعد فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا ابن عبد البر نے
کہا کہ اس کا مرفوع ہونا درست نہیں محدثین
کے نزدیک اس کا موقوف ہونا صحیح ہے، یہ
ابن مسعود پر موقوف ہے نووی نے خلاصہ
میں فرمایا، صحیح مسلم میں یہ ثابت ہے کہ
ابن مسعود نے ایسا کیا مگر یہ ثابت نہیں
کہ انھوں نے کہا ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا، کہا گیا ہے،
شاید وہ دونوں بھول گئے کیونکہ مسلم نے اسکو
تین سندوں سے بیان کیا ہے پہلی دو

Marfat.com

خرجہ من ثلث طرق لم یرفعہ فی الاولین ورفعہ فی الثالثۃ وقال ھکذا افعل الخ۔

سند دں میں اس کو مرفوع نہیں کیا ہے اور تیسری میں مرفوع کیا ہے اور کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا

مَیں یہاں اگر اس کی نظیریں جمع کرنے پر آؤں کہ نسبت حدیث میں مشہور و متداول کتابوں یہاں تک کہ خود صحاح ستّہ سے اکابر محدثین کو کیسے کیسے ذہول واقع ہوتے ہیں تو کلام طویل ہو جائے۔

نور عینی فی الانتصار للامام العینی اعلیحضرت کا رسالہ

بعض مثالیں اُس کی فقیر نے اپنے رسالہ نور عینی فی الانتصار للامام العینی میں لکھیں یہاں مقصود اسی قدر کہ مدّعی آنکھیں کھول کر دیکھئے کہ کس بضاعت پر کمال علم و احاطۂ نظر کا دعوے ہے۔ کیا ان ائمہ سے غفلت ہوئی؟ اور تم معصوم ہو کیا نہیں ممکن کہ حدیث انھیں کتابوں میں ہو اور تمہاری نظر سے غائب رہے۔ مانا کہ ان کتابوں میں نہیں۔ پھر کیا سب کتابیں تمہارے پاس ہیں؟ ممکن کہ ان کتابوں میں ہو جو اور بندگان خدا کے پاس دیگر بلاد میں موجود ہیں۔ مانا کہ ان میں بھی نہیں۔ پھر کیا اسی قدر کتابیں تصنیف ہوئی تھیں۔ ممکن کہ ان کتابوں میں ہو جو معدوم ہو گئیں۔ مانا کہ اُن میں بھی نہیں۔ پھر کیا تمام احادیث کتابوں میں مندرج ہو گئی تھیں ممکن کہ ان احادیث میں ہو۔ جو علمائے اپنے سینوں میں لے گئے۔ پھر ہلدی کی گرہ پر پنساری بننا کس نے مانا۔

عدم علم، علم بالعدم کی دلیل نہیں اپنے نہ پانے کو نہ ہونے کی دلیل سمجھنا

اور عدم علم کو علم بالعدم ٹھیرالینا کیسی سخت سفاہت ہے۔ خاص نظیر اس کی یہ ہے کہ کوئی شخص ایک چیز اپنی کوٹھری کی چار دیواری میں ڈھونڈ کر بیٹھ رہے اور کہدے۔ ہم تلاش کر چکے تمام جہان میں کہیں نشان نہیں، کیا اِس بات پر عقلار اُسے مجنون نہ جانیں گے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

درجہ پنجم حدیث سمجھنا محدثین کا کام نہیں۔ فقہار کا منصب ہے

اَلطف واہم۔ ان سب سے گزریئے۔ بفرض ہزار در ہزار باطل تمام جہان کی اگلی پچھلی سب کتب حدیث آپ کی الماری میں بھری پڑی ہیں۔ اور اُن سب کے آپ پورے حافظ ہیں۔ آنکھیں بند کر کے ہر حدیث کا پتہ دے سکتے ہیں۔ پھر حافظ جی صاحب! یہ تو طوطے کی طرح حق اللہ! پاک ذات اللہ! کی یاد ہوئی۔ فہم حدیث کا منصب ارفع و اعظم کدھر گیا۔ لاکھ بار ہوگا کہ ایک مطلب کی حدیث انھیں احادیث میں ہوگی جو آپ کو زبان یاد ہوں۔ اور آپ کی عقل وفہم کر خطرہ نہ گزرے گا کہ اس سے وہ مطلب نکلتا ہے۔ آپ کیا اور آپ کے علم وفہم کی حقیقت کتنی؟ اکابر اجلۂ محدثین یہاں آکر زانو ٹیک دیتے اور فقہائے کرام کا دامن پکڑتے ہیں۔ حفظ حدیث۔ فہم حدیث کو مستلزم ہوتا تو حضور پُر نور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے کیا معنی تھے

رب حامل فقہ الی من هو افقہ منہ ورب حامل فقہ لیس بفقیہ۔

بہتیرے حاملانِ فقہ اُن کے پاس فقہ لے جاتے ہیں۔ جو اُن سے زیادہ اُس کی سمجھ رکھتے ہیں اور بہتیرے وہ ہیں کہ فقہ کے حامل و حافظ و راوی ہیں مگر خود اُسکی

Marfat.com

سمجھ نہیں رکھتے۔

رواہ ائمۃ الشافعی واحمد والدارمی وابوداؤد والترمذی وصححہ والضیاء فی المختارۃ والبیھقی فی المدخل عن زید بن ثابت والدارمی عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونحوہ لاحمد والترمذی وابن حبان عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ذرا خدا کے لئے آئینہ لے کر اپنا منہ دیکھئے اور امام اجل سلیمان اعمش کا علم غزیر و فضل کبیر خیال کیجئے۔ جو خود حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد جلیل الشان اور اجلہ ائمہ تابعین اور تمام ائمہ حدیث کے اساتذہ سے ہیں۔ امام ابن حجر مکی شافعی کتاب خیرات الحسان فرماتے ہیں۔ کسی نے ان امام اعمش سے کچھ مسائل پوچھے۔ ہمارے امام اعظم امام الائمہ مالک الازمہ سراج الامۃ سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کہ اُس زمانے میں اِن ہی امام اعمش سے حدیث پڑھتے تھے) حاضر مجلس تھے۔ امام اعمش نے وہ مسائل ہمارے امام اعظم سے پوچھے، امام موصوف نے فوراً جواب دیئے۔ امام اعمش نے کہا یہ جواب آپ نے کہاں سے پیدا کئے۔ فرمایا اُن حدیثوں سے جو میں نے خود آپ ہی سے سُنی ہیں۔ اور وہ حدیثیں مع سند سنا دیں۔ امام اعمش نے فرمایا:۔

حسبك ما حدثتك به فی مائة	بس کیجئے جو حدیثیں میں نے سو دن میں
یوم تحدثنی به فی ساعة واحدة	آپکو سنائیں۔ آپ گھڑی بھر میں مجھے سنائے
ما علمت انك تعمل بهذه	دیتے ہیں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ ان

Marfat.com

الاحادیث۔ یامعشر الفقہاء انتم الاطباء ونحن الصیادلۃ وانت ایہا الرجل اخذت بکا الطرفین۔	حدیثوں میں یوں عمل کرتے ہیں اے فقہ والو! تم طبیب ہو۔ اور ہم محدث لوگ عطار ہیں۔ اور اے ابوحنیفہ! تم نے تو فقہ وحدیث دونوں کنارے لئے۔ والحمدللہ۔

یہ تو یہ خود آئے تھی بدرجہا اجل واعظم ان کے استاذ اکرم واقدم امام عامر شعبی جنھوں نے پانسو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پایا۔
حضرت امیرالمومنین مولیٰ علی وسعد بن ابی وقاص وسعید بن زید۔ و ابوہریرہ وانس مالک وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن زبیر وعمران بن حصین وجریر بن عبداللہ ومغیرہ بن شعبہ وعدی بن حاتم وامام حسن وامام حسین وغیرہم بکثرت اصحاب کرام رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شاگرد اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاد ہیں جن کا پایہ رفیع حدیث میں ایسا تھا کہ فرماتے ہیں:۔ بیس سال گذرے ہیں کسی محدّث سے کوئی حدیث میرے کان تک ایسی نہیں پہنچی جس کا علم مجھے اُس سے زائد نہ ہو ایسے امام والا مقام بای جلالت فرماتے ہیں:۔

انا لسنا بالفقہاء ولکنا سمعنا الحدیث فرویناہ للفقہاء من اذا علم عمل	ہم لوگ فقیہ و مجتہد نہیں ہیں ہمیں مطالب حدیث کی کامل سمجھ نہیں ہم نے تو حدیثیں سُن کر فقیہوں کے آگے روایت کردی جو اُن پر مطلع ہو کر کاروائی کریں گے۔

Marfat.com

قلہ الذہبی فی تذکرۃ الحفاظ۔

مگر آج کل کے نامشخص حضرات کو اپنی یاد وفہم اپنے دوحرفی نام علم پر وہ اعتماد ہے جو ابلیس لعین کو اپنی اصل آگ پر تھا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

عدمِ نقل نقلِ عدم نہیں خامساً۔ بالفرض مان ہی لیجئے کہ حدیث واقع میں مروی نہ ہوئی۔ پھر کہاں عدمِ نقل اور کہاں نقلِ عدم یعنی اگر کسی فعل کا کرنا حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور نے کیا ہی نہ ہو۔ اس کا حاصل اتنا ہوگا کہ حدیث میں اس فعل کا ہونا نہ آیا۔ نہ یہ کہ حدیث میں اس فعل کا نہ ہونا آیا۔ ان دونوں عبارتوں میں جو فرق ہے۔ ذی عقل پر پوشیدہ نہیں۔ امام محقق علے الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں عدم النقل لا ینفی الوجود۔ شاہ ولی اللہ دہلوی حجۃ البالغہ میں اسی عدمِ نقل ونقلِ عدم میں تمیز نہ کرنے کو جہل وتعصب کے مفاسد سے کہتے ہیں:۔

حیث قال وجدت بعضھم لا یمیز بین قولنا لیست الاشارۃ فی ظاھر المذھب وقولنا الیست المذھب انھا لیست ومفاسد الجھل والتعصب اکثر من ان تحصٰی۔	انھوں نے فرمایا میں نے بعض لوگ ایسے پائے ہیں کہ جو ہمارے اس قول میں تمیز نہیں کرتے ہیں کہ "ظاہر مذہب میں اشارہ نہیں ہے اور ہمارے اس قول میں "کہ یہ ظاہر مذہب نہیں ہے" اور جہالت وتعصب کی تباہ کاریاں بے حد وشمار ہیں۔

Marfat.com

نہ کرنا منع فرمانا نہیں ساڈسگا۔ یہ بھی سہی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس فعل کا نہ کرنا ثابت۔ پھر نہ کرنا اور بات ہے اور منع فرمانا اور بات۔ ممنوع وہ چیز ہے۔ جو حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع کی۔ نہ کہ وہ چیز جو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ کی۔ قرآن عظیم نے یوں فرمایا

ما اٰتیکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔	رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو تمہیں دے۔ لو۔ اور جس سے منع فرمائے اس سے باز رہو۔

یوں نہیں فرمایا کہ

ما فعل الرسول فخذوہ وما لم یفعل فانتھوا۔	جو رسول نے کیا وہ کرو اور جو نہ کیا اُس سے باز رہو۔

امام محقق علی الاطلاق فتح میں نماز مغرب سے پہلے دو رکعت نفل کی نسبت یہ تحقیق فرما کر کہ نہ اُن کا فعل حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہ کسی صحابی سے ثابت۔ ارشاد فرماتے ہیں:۔

الثابت بعد ھذا ھو نفی المندوبیۃ اما ثبوت الکراھۃ فلا الا ان یدل دلیل اٰخر۔	اس سب سے یہ ثابت ہوا کہ مستحب نہیں رہی کراہت۔ وہ ثابت نہ ہوئی۔ اُس کے لئے دوسری دلیل چاہئے۔

امام احمد محمد خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں:۔

الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لایدل علی المنع۔ فعل تو جواز کے لئے دلیل ہوتا ہے اور نہ کرنے سے منع کرنا نہیں سمجھا جاتا۔

شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں:۔ نہ کردن چیزے دیگر است ومنع فرمودن چیزے دیگر:۔ پھر کیسی جہالت ہے کہ نہ کرنے کو منع کرنا ٹھیرا رکھا ہے۔

مقاصدِ شرع سے موافقت کے بعد ورودِ خصوص کی کچھ حاجت نہیں۔

سابعاً۔ مصافحہ امور معاشرت سے ایک امر ہے جس سے مقصود شرع باہم مسلمانوں میں ازدیادِ الفت اور ملتے وقت اظہارِ انس ومحبت ہے حدیث شریف میں ہے حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تصافحوا یذھب الغل من قلوبکم آپس میں تم مصافحہ کیا کرو۔ تمہارے سینوں سے کینے نکل جائیں گے۔

آخرجہ ابن عدی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ونحوہ ابن رضی اللہ تعالیٰ ۃ اولہ تہادوا تحابوا ونحوھذا امالک فی المؤطا بسندٍ جید عن عطاء الخراسانی مرسلاً۔

شاہ ولی اللہ حجۃ البالغہ میں فرماتے ہیں:۔

السر فی المصافحۃ وقولہ مرحبا بفلان ومعانقۃ القادم ونحوھا مصافحہ، مرحبا اور معانقہ وغیرہ میں راز اور حکمت یہ ہے کہ اس میں زیادتی

انها زيادة المودّة والتبشبش ودفع الوحشة والتدابر ۔ التحابب في الناس خصلة يرضاها الله تعالیٰ وانشاء السلام آلة صالحة لانشاء المحبة وكذلك المصافحة وتقبيل اليد ونحو ذلك ۔

محبت ہے اور اظہار خوشی ہے، نیـ اجنبیت کے احساس کو ختم کرنا ہے اُسی میں ہے ۔ ہے لوگوں کا ایک دوسرے سے اظـ محبت کرنا ایک ایسی چیز ہے جو اللہـ پسند ہے اور سلام کو عام کرنا اسـ محبت کے عام کرنے کا بہتر طریقہ ہےـ مصافحہ اور دست بوسی وغیرہ بھی اـ قبیل سے ہے ۔

اور بے شک یہ امور عرف وعادت قوم پر مبنی ہوتے ہیں ۔ جو امر جس طرح جسـ قوم میں رائج ۔ اور اُن کے نزدیک اُن کے نزدیک اُلفت ومؤانست اوـ اُس کی زیادہ پر دلیل ہو ۔ وہ عین مقصودِ شرع ہوگا ۔ جب تک بالخصـ اُس میں کوئی نہی وارد نہ ہو ۔ وجہ یہ کہ اس کی کسی خصوصیت سے شرع مـ کی کوئی خاص غرض متعلق نہیں ۔ اصل مقصود سے کام ہے جس ہیأت سے حاصل ہو ۔ آخر نہ دیکھا ۔ کہ انھیں امور میں جو وقت ملاقات بغرض مذکور مشـ ہوتے ۔ ایک مرحبا کہنا تھا ۔ کہ اس سے بھی خوش دلی اور اُس کے آنے پر فرحت ظاہر ہوتی ہے ۔

حدیث برار بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گذرا کہ حضور صلی اللـ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

لا يلقى مسلم مسلماً فيرحب به

جو مسلمان مسلمان سے مل کر مرحبـ

Marfat.com

ویاخذ بیدہ الا تناثرت الذنوب بینھما الحدیث — اور ہاتھ ملائے۔ اُن کے گناہ جھڑ جائیں گے۔

پھر بلادِ عجمیہ میں اس کا رواج نہیں۔ فارس میں اس کی جگہ "خوش آمدی" کہتے ہیں اور ہندوستان میں آیئے آیئے تشریف لایئے اور اس کی مثل کلمات اب کوئی عاقل اسے مخالفت حدیث و مزاحمت سنت نہ جانے گا۔ رات دن دیکھا جاتا ہے کہ خود حضرات منکرین میں دوستوں کے ملتے وقت اسی قسم الفاظ کا استعمال ہے یہ کیوں نہیں بدعت و ممنوع و خلاف سنت قرار پاتے تو وجہ کیا کہ اصل مقصود شرع وہی اظہار خوش دلی بغرض از دیادِ محبت ہے یہ مطلب عرب میں لفظ مرحبا سے مفہوم ہوتا تھا۔ یہاں ان لفظوں سے ادا کیا جاتا ہے۔ تو شریعت کا مقصود ہر طرح حاصل ہے۔ خود

مصافحہ کا طریقہ مسلمانوں نے اہل یمن سے سیکھا

خود مصافحہ بھی شرع مطہر کا اپنا وضع فرمایا ہوا نہیں۔ بلکہ اہل یمن آئے اُنھوں نے اپنے رسم و رواج کے مطابق مصافحہ کیا۔ شرع نے اُس رسم کو اپنے مقصود یعنی ائتلاف مسلمین کے موافق پاکر مقرر رکھا اگر رسم اور کسی طریقے سے ہوتی اور اس کی خصوصیت میں کوئی محذور شرعی نہ ہوتا۔ تو شرع اُسے مقرر رکھتی اور ایسے ہی وعدہائے ثواب اُس پر فرماتے۔ ہاں وہ بات جس میں کسی طرح مقاصد شرع سے مخالفت ہو۔ بیشک ناپسند ہو گی۔ اگرچہ کسی قوم میں اُس کی رسم پڑی ہو۔

Marfat.com

سلام کا جواب انگلی یا ہتھیلی سے مکروہ ہے جیسے سلام کے عوض بلا ضرورت شرعیہ انگلی یا ہتھیلی کا اشارہ کہ بوجہ مشابہت یہود و نصاریٰ اُس سے ممانعت آئی۔ حدیث ضعیف[۱] میں ہے حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

لیس منا من تشبہ بغیرنا لا تشبھوا بالیھود ولا بالنصارٰی فان تسلیم الیھود الاشارۃ بالاصابع وان تسلیم النصارٰی بالاکف۔

ہم میں سے نہیں جو ہمارے غیر سے مشابہت پیدا کرے۔ یہود و نصاریٰ سے تشبہ نہ کرے کہ یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ ہے۔ اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں سے۔

رواہ الترمذی والطبرانی عن ابی لھیعۃ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال الترمذی ھذا اسنادہ ضعیف۔

سنت پر زیادت جائز ہے ثامنًا۔ جو امر نو پیدا کہ کسی سنت ثابتہ کی ضد واقع اور اُس کا فعل فعلِ سنت کا مزیل و رافع ہو وہ بیشک ممنوع مذموم ہے۔ جیسے السّلام علیکم جبکہ مقصود سنت کے موافق ہو

[۱] یعنی بطور ترمذی و موافقین ترمذی اور ایک جماعت محققین کے طور پر حسن ہے کہ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدّ متصل ہے۔ لہیعہ حسن الحدیث اما ان ابن المبارک رواہ عن ابن لھیعۃ فلم یرفعہ۔ فاقول قتیبۃ الراوی عنہ موفوع ثقۃ وزیادۃ الثقۃ۔ مقبولۃ ۱۲ منہ غفرلہ۔

Marfat.com

کہیں۔ اپنے حق میں گویا مجرا کورنش بندگی رواج ہے۔ اگر غریب بندے بعض بعض معززوں سے بطریق سنت مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم السلام علیکم کہیں۔ اپنے حق میں گویا گالی سمجھیں۔ اس احداث نے اُن سے سنت سلام اُٹھادی۔ یہ بیشک ذم وانکار کے لائق ہے۔ بخلاف دونوں ہاتھ سے مصافحے کے۔ کہ بالفرض اگر سنت میں ایک ہی ہاتھ کا رواج تھا۔ تو دو ہاتھ سے مصافحے کے وہ بھی ادا ہوئی۔ اور اُس کے ساتھ ایک اور امر زائد ہوا جو کسی طرح اُس کے منافی نہ تھا۔ اس میں سنتِ ثابتہ کا اصلاً ردورفع نہیں پھر ممنوع و مذموم ٹھہرانا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے؟

بدعتِ سیئہ کی پہچان امام حجۃ الاسلام محمد غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:۔

انما البدع المذمومۃ ما تصادم السنن الثابتۃ۔

بدعت مذمومہ وہی ہے جو سُنن ثابتہ کا رد کرے۔

یہاں مصافحے کی نظیر تلبیہ حج ہے۔ کہ صحاح ستہ میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسی قدر منقول لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک۔ پھر خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما باآں شدت اتباع سنت اُس میں یہ لفظ بڑھایا کرتے لبیک وسعدیک والخیر بیدیک والرغباء الیک والعمل اور یہ زیادت امیر المومنین فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے کما اخرجہ مسلم

Marfat.com

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لبیک عدد التراب زیادہ کیا۔ اخرجہ اسحٰق بن راھویہ فی مسندہ اور سیّدنا امام حسن مجتبےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لبیک ذو النعماء والفضل الحسن بڑھایا اخرجہ ابن سعد فی الطبقات۔ ہمارے علما اس کی وجہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

ان المقصود الثناء واظھار العبودیۃ فلا یمنع الزیادۃ علیہ۔	لبیک سے مقصود اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اپنی بندگی کا اظہار ہے۔ تو اس پر اور کلمات بڑھانا ممنوع نہیں ہے۔

قالہ الامام برھان الدین علی ابوالحسن الفرغانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الصمدانی فی الھدایۃ ثم الامام فخر الدین زیلعی فی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق وغیرھما فی غیرھما یوں ہی جبکہ مصافحے سے اظہار محبت وازدیاد الفت مقصود ہے۔ تو دوسرے ہاتھ کی زیادت کہ ہرگز اس کے منافی نہیں ہے بلکہ بحسب عرف بلد موید و مؤکد ہے زیادت ممنوع نہیں ہوسکتی۔

جو بات مسلمانوں میں متوارث ہو اُسکے لئے کسی خاص سند کی حاجت نہیں اسمیں مسلمانوں کی پیروی ضروری ہے

تاسعاً ۹ دونوں ہاتھ سے مصافحہ مسلمانوں میں صدہا سال سے متوارث ائمہ دین کی عبارتیں اوپر گذریں۔ اور اس کا زمانہ تبع تابعین میں ہونا بھی معلوم ہولیا۔ خود ائمہ تبع تابعین نے

ونوں ہاتھ سے مصافحہ کیا۔ تمام بلادِ اسلام مکۂ معظمہ و مدینۂ طیبہ سے ہندو
سندھ تک علماء و عوام اہلِ اسلام دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں اور
بات مسلمانوں میں متوارث ہو بے اصل نہیں ہوسکتی۔ امام محقق علی الاطلاق
ح میں فرماتے ہیں :۔

تہ المتوارث ومثلہ لایطلب — وہ متوارث ہے اور ایسی چیز کے لئے کوئی
یہ سند بخصوصہ۔ — خاص سند درکار نہیں ہوتی۔

قق علائی دمشقی شرح تنویر میں فرماتے ہیں :۔

ن المسلمین توارثہ فوجب — بیشک یہ امر مسلمانوں میں توارث ہے۔
تباعھم۔ — تو اسکا اتباع ضرور ہوا

وگو نمیں جو عادات جاری ہوں اُن میں وافقت ضرور ہے۔ جب تک صریح نہی ناقل تاویل نہ ثابت ہو۔

عائشہ رضی اللہ عنہا حدیث میں ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں :۔

خالقوا الناس باخلاقھم — لوگوں سے وہ برتاؤ کرجس کے وہ عادی ہو رہے ہیں۔

اخرجہ الحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین۔

یہ حدیث عسکری نے کتاب الامثال میں یوں روایت کی :۔

خالطوا الناس باخلاقھم — لوگوں کے ساتھ انکی عادتوں سے میل کرد۔

Marfat.com

ولہذا ائمۂ دین ارشاد فرماتے ہیں لوگوں میں جو امر رائج ہو جب تک اُس سے صریح نہی ثابت نہ ہو ہرگز اس میں خلاف نہ کیا جائے۔ بلکہ اُنھیں کے عادات و اخلاق کے ساتھ اُن سے برتاؤ چاہیے شریعت مطہرہ سنی مسلمانوں میں میل پسند فرماتی ہے۔ اور اُن کو بھڑکانا نفرت دلانا اپنا مخالف بنانا ناجائز ہے بے ضرورت تامہ لوگوں کی راہ سے الگ چلنا سخت احمق جاہل کا کام ہے امام حجۃ الاسلام قدس سرہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں

الموافقۃ فی ھٰذہ الامور من حسن الصحبۃ والعشرۃ اذ المخالفۃ فی حشۃ ولکل قوم رسم ولا بد من مخالقۃ الناس باخلاقھم کما ورد فی الخبر ولا سیما اذا کانت اخلاقا فیھا حسن العشرۃ والمجاملۃ وتطییب القلب بالمساعدۃ

ان امور میں لوگوں سے موافقت صحبت و معاشرت کی خوبی سے ہے۔ اس لئے کہ مخالفت وحشت دلاتی ہے۔ اور ہر قوم کی ایک رسم ہوتی ہے اور بالضرورۃ لوگوں کے ساتھ اُن کی عادات کا برتاؤ کرنا چاہیے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا۔ اور خصوصاً وہ عادتیں جنکا میں اچھا برتاؤ اور نیک سلوک اور موافقت کرکے دل خوش کرنا ہو۔

یہاں تک کہ فرمایا:۔

کذالک سائر انواع المساعدات اذا قصد بھا تطییب القلب واصطلح علیھا جماعۃ فلا باس بمساعدتھم علیھا بل الاحسن

ایسے ہی مساعدت کی ساری قسمیں جبکہ اُن سے دل خوش کرنا منظور ہو۔ اور کچھ لوگوں نے وہ روش قرار دے لی ہو۔ تو اُن کے موافق ہو کر اُس پر عمل کرنا ہی بہتر

Marfat.com

المساعدات الا فیماورد فیہ نھی لا یقبل التاویل۔

نہیں رکھتا۔ بلکہ موافقت کرنا ہی بہتر ہے مگر جس امر میں شرع سے ایسی نہی آگئی ہو جو قابلِ تاویل نہیں۔

عین العلم میں ہے:۔

الاسرار بالمساعدۃ فیما لم ینہ عنہ وصار معتادًا بعد عصرھم حسنۃ وان کان بدعۃ۔

جس امر میں شرع سے نہی نہ آئی ہو۔ اور صدرِ اول کے بعد معمول ہو اُس میں موافقت کر کے لوگوں کو خوش کرنا اچھا ہے۔ اگرچہ بدعت ہی سہی۔

نقیر غفر اللہ تعالیٰ نے رسالہ جمال الاجمال[۱۳۰۲] لتوقیف حکم الصلوٰۃ فی النعال میں یہ مضمون بہت سی حدیثوں سے ثابت کیا۔ اور بیشک مقصود شرع کے یہی مطابق ہے۔ مگر جن لوگوں کو مقاصد شریعت سے کچھ غرض نہیں۔ اپنی ہوائے نفس کے تابع ہیں۔ وہ خواہی نہ خواہی ذرا ذرا سی بات میں مسلمانوں سے الجھتے ہیں۔ اور اُنکے عادات وافعال کو جن پر شرع سے اصلاً ممانعت ثابت نہیں کر سکتے۔ ممنوع وناجائز قرار دیتے ہیں حاشا کہ اُن کی غرض حمائت شرع ہو۔ حمائتِ شرع چاہتے تو جن امور کی تحریم وممانعت میں کوئی آیت وحدیث نہ آئی خواہ مخواہ بزورِ زبان انکو گناہ ومذموم ٹھیرا کر شرعِ مطہر پر افترا کیوں کرتے قال اللہ تبارک وتعالیٰ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ

الکذب لا یفلحون ○ اور نہ کہو اس چیز کو تمہاری زبانیں جھوٹ بولتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ اور اللہ پر جھوٹ نہ باندھو یقیناً وہ لوگ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، کامیاب نہ ہوں گے۔

بلکہ صرف مقصود ان حضرت کا عوام مسلمین میں تفرقہ ڈالنا اور براہِ تلبیس وتدلیس اپنے لئے ایک جدا روش نکالنا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے اپنی شہرت کے سامان جمع کرنا ہے۔ کہ اگر وہی مسائل بیان کریں جو تمام علمائے اسلام فرماتے ہیں۔ تو ان جیسے اور اُن سے بہتر ہزاروں لاکھوں ہیں۔ یہ خاص کر کے کیونکر گنے جائیں۔ ہاں جب یوں فتنہ وفساد ڈالیں اور نیا مذہب نکالیں گے۔ تو آپ ہی دور و نزدیک معروف ومشہور ہو جائیں گے۔

عادت قوم کے خلاف کرنا مکروہ ہے خصوصاً جبکہ وہ عادت خلاف شریعت نہو

آخر نہ دیکھا۔ کہ امام علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرّہ القدسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرمایا۔ کہ امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:۔ خروجہ عن العادۃ شھرۃ ومکروہ۔ یعنی جس جگہ جو طریقہ لوگوں میں رائج ہے۔ اُس کی مخالفت کرنا اپنے آپ کو مشہور بنانا ہے اور یہ شرعاً مکروہ وناپسند ہے۔ اسی طرح مجمع البحار الانوار میں منقول ھو علیٰ عادۃ البلد ان فالخروج عنھا شھرۃ ومکروہ۔ اسی کو مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مشکوٰۃ میں ناقل کہ خروج از عادتِ اہل بلد موجبِ شہرت است ومکروہ است۔" رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :-

من لبس ثوب شهرة البسه	جو شہرت کا لباس پہنے ۔ اللہ تعالیٰ اُسے
الله يوم القيمة ثوب مذلة	روز قیامت ذلت کا کپڑا پہنائے گا۔ پھر
ثم يهلب فيه النار۔	اُس میں آگ بھڑکا دی جائے گی ۔

رواه ابوداؤد وابن ماجة عن عبد الله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما بسند حسن ۔

جب دو ہاتھوں سے مصافحہ اب تمام مسلمانوں میں رائج ہے ۔ اور تم کسی حدیث سے اُس کی ممانعت ثابت نہیں کر سکتے ۔ تو بلا وجہ عادت مسلمین کے خلاف کرنا سوا اپنی شہرت چاہنے ۔ نکو بننے ۔ اور اس وعید شدید کے مستحق ہونے کے اور کس غرض پر محمول ہو سکتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو توفیق رفیق عنایت فرمائے ۔ آمین !

یہ چند جملے ہیں کہ بطور اختصار بر سبیل ارتجال زبان قلم سے سرزد ہوئے ۔ اور وہ مباحث نفیسہ واصولِ جلیلہ جن کی طرف ضمنِ کلام میں جا بجا اشارہ ہوا ۔ اگر اُن کی تحقیق تام و تنقیح تمام پر آئیں تو مبسوط کتابیں لکھنا چاہیئے ۔ جسے بیان کافی اور ارشاد شافی پر اطلاع منظور ہو ۔ تو کتب علماء مثل اذاقة الآثام واصول الرشاد وغیرہما تالیفات طیبات امام المحققین سراج المدققین حضرت والد قدس سرہ الماجد کی طرف رجوع کرے ۔ امید کرتا ہوں کہ اس مسئلہ مصافحہ بالیدین میں یہ مباحثِ رائقہ وابحاثِ فائقہ خاص قلم

Marfat.com

فقیر کا حصہ ہوں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ

جَلَّ مَجْدُہٗ اَتَمُّ

وَاَحْکَمُ

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی

صلی اللہ تعالٰی علیہ

واٰلہٖ

وسلّم

Marfat.com

ختم نبوّت

تصنیف

اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

اِس کتاب کا اصل نام

جزاءُ اللہ عَدُوہ

بِاِبآئہ ختم النبوّہ

یعنی اللہ کا بدلہ اپنے دشمن کو ختم نبوت کا انکار کرنے کی وجہ سے

مَیں نے عام فہم بنانے کے لئے "ختم نبوت" کا نام دیا ہے تاکہ پہلی ہی نظر میں معلوم کیا جا سکے کہ یہ کتاب کس موضوع پر ہے، کتاب سے استفادہ نہ ہونے کی ایک وجہ اس کا دقیق علمی نام بھی ہے۔

مرتّب

Marfat.com

تقدیم

اس رسالہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے "مسئلہ ختمِ نبوت" پر قلم اٹھایا اور اپنی عادت کریمہ کے مطابق دلائل کا انبار لگا دیا ہے "ختم نبوت" پر قدیم و جدید بہت کتابیں موجود ہیں اور فقیر نے اس مسئلہ پر حسب استطاعت پڑھا ہے، لیکن دلائل کا اتنا بڑا خزانہ سوائے اس رسالہ کے کہیں ہاتھ نہ آیا، رسالہ کی مناسب اشاعت نہ ہونے کی وجہ سے لوگ اس سے کماحقہٗ مستفید نہ ہو سکے۔ اب بحمد اللہ یہ رسالہ صحیح طریقہ سے منظرِ عام پر آ رہا ہے امید ہے کہ عوام اس سے فیضیاب ہوں گے۔

مسئلہ ختم نبوت، قرآن و حدیث کی صراحت اور اجماع امت کی روشنی میں طے شدہ مسئلہ ہے، یعنی جسطرح کوئی شخص محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے انکار یا اس میں تردد کرنے کے بعد مومن نہیں رہ سکتا اسی طرح آپ کو ختم نبوت کے انکار کے بعد اس کا تعلق اسلام سے نہیں رہ سکتا ہے۔

اسلام دین کامل ہے اور قرآن تمام کتب سابقہ کو منسوخ کرنیوالی کتاب ہے، اب اس دین کے بعد نہ کسی دین کی ضرورت ہے اور نہ اس کتاب کے بعد کسی اور کتاب کی، پھر نبی کا کیا کام؟ رہی تبلیغ تو وہ علمائے امت مسلمہ کے سپرد ہے، جدید مسائل کے لئے روشن دلائل دینا مجتہدین

Marfat.com

کا حصہ ہے، روحانی فیوض کے لئے اولیائے کرام ہیں تو بلا وجہ کسی نبی کی تقرری کسی طرح بھی ضروری نہیں، تاریخ کی شہادت سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں یا آپ کے بعد جب بھی کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، امت مسلمان نے اُسے ٹھکرا دیا اور مدعی نبوت کے ہاتھ نامرادی ونقصان کے علاوہ کچھ نہ لگا، جب جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کذاب سے جنگ کی یہ امت مسلمہ کے اجماع سے تھی، صحابہ رضی اللہ عنہم جو بلا واسطہ فیض نبوت سے مستفیض اور نور نبوت سے مستنیر تھے، ان میں سے نہ کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور نہ کسی نے ان کو نبی تسلیم کیا۔

اس رسالہ میں ان لوگوں کی تردید ہے جو حضرت علیؓ وحسنینؓ کو نبی کہتے ہیں، ان کی بلکہ ان سے بھی زیادہ صاحبانِ فضیلت کی ذوات قدسیہ نبوت کی صریح نفی اُن لوگوں کی آنکھیں کھولنے کو کافی ہے جو ایسے لوگوں کی نبوت کے قائل ہیں جو حسب ونسب اور علم وعمل سے معرا ہیں

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور اس کے خود آپ ہی نے آخر النبیین کے بیان فرماتے ہیں، یعنی آخری نبی لہٰذا اس کو کسی مجازی معنی میں لینا قرآن کی تحریف معنوی ہے، قرآن کے معنی اس سے زائد کون سمجھتا ہے کہ جس پر قرآن نازل ہوا تھا، ختم نبوت کے یہ معنی کہ آپ سب نبیوں کے آخر میں تشریف لائے اور کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا، خود جناب خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اور اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے، مولوی قاسم نانوتوی صاحب پر حیرت ہے کہ انھوں نے اپنی

Marfat.com

کتاب تحذیرالناس میں ختم نبوت کے اس معنی کو "عوام کے معنی" بتایا کہ یہ معنی تو عوام کی نگاہ میں ہیں، اور پھر آگے چل کر یہ کہدیا کہ بالفرض آپ زمانہ میں یا آپ کے بعد بھی کوئی نبی تجویز کر لیا جائے تو آپ کی ختم نبوت میں فرق نہیں آتا، نتیجتاً قادیانیوں نے مرزا کو نبی فرض کر لیا اور اب وہ مولوی قاسم نانوتوی کی مذکورہ عبارت کو اپنے رسالوں اور اپنی کتابوں پر جلی حروف میں شائع کر رہے ہیں کہ لیجیے صاحب اب تو اتنے بڑے عالم نے کہدیا کہ ختم نبوت کے وہ معنی جو خود جناب رسالتمآب صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائے اور جو معنی چودہ سو سال سے مسلمان سمجھتے آئے ہیں وہ غلط ہیں اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے ہونے سے ختم نبوت پر کچھ زد نہیں آتی۔

یہ اور اسی قسم کی دوسری چیزیں جن پر اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معاصرین کی گرفت کی اور خوب گرفت کی، اور اسی گرفت پر سطحی علم رکھنے والے لوگ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کو متشدد، سخت گیر، اور نمعلوم کیا کیا لقب دیتے ہیں۔

ناموس رسالت لٹتی رہی، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں لوگ بے لگام ہو کر جو بھی جی میں آئے کہتے رہیں، تو کسی کی رگ حمیت نہ بھڑکے اور احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگر ایسے لوگوں کی خبر گیری کریں تو لوگ ناک بھوں چڑھائیں کہ فلاں صاحب نے اسلام کی اتنی خدمت کی ان کے بارے میں ایسا کیوں لکھ دیا؟ صاحب! ٹھیک ہے خدمت کی ہو گی مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے زائد تو نہ کی ہو گی۔

لکھنا آسان ہے مگر لکھنے میں کمالِ احتیاط برتنا ازحد مشکل ہے ، یہ محتاط اور باادب قلم اللہ تعالٰے نے مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہی عطا کیا تھا کہ ان کے مخالفین جو ہمہ وقت حرف گیری کی فکر میں رہتے تھے اور رہتے ہیں۔ ان کی ہزاروں تصنیفات میں ایک عبارت بھی قابل اعتراض نہ دکھا سکے ، صرف بدعتی بدعتی کی رٹ لگاتے رہے مگر دعوٰی بے دلیل کچھ حیثیت نہیں رکھتا ہے۔

مرتّب

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

مسئلہ از احمد آباد گجرات دکن محلہ جمال پور متصل مسجد کانچ

مرسلہ جماعت اہلسنت و شیخ خدابخش مقدم سُنی حنفی محلہ سولی گری کی پول ۱۹ رجب ۱۳۱۷ھ

استفتاء :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع اس مسئلہ میں کہ ولید ساکن مشہد کہ اپنے آپ کو سید کہلواتا اپنا عقیدہ بایں طور رکھتا ہے کہ حضرت علی و فاطمہ و حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انبیا و رسول کہنا ثابت ہے اور اپنے زعم میں اس کا ثبوت حدیثوں سے بتاتا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان سنت و جماعت اولیائے کاملین سے ہے یا غالی رافضی کافر اولیائے شیاطین سے اور جو شخص عقیدۂ کفریہ رکھتے وہ سید ہو سکتا ہے یا نہیں اور اُسے سید کہنا شرعاً روا ہے یا نہیں۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

الحمد للہ رب العالمین وسلام علی المرسلین۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیٔ علیما۔ یا من یصلی علیہ ھو وملئکتہ صلے علیہ وعلی الہٖ

Marfat.com

وصحبہ وبارک وسلم تسلیما آمین۔ رب انی اعوذ بک من
همزات الشیطین واعوذ بک رب ان یحضرون وصلے اللہ
تعالیٰ علیٰ خاتم المرسلین اول الانبیاء خلقا وآخرھم بعث
وآلہ وصحبہ والتابعین ولعن وقتل واخزی وخذل مردۃ
الجن وشیطین الانس واعاذنا ابدا من شرھم اجمعین آمین
اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام سچا۔ مسلمان پر جس طرح لا الہ الا اللہ
ماننا اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ کو احد صمد لا شریک لہ جاننا فرض
اول ومناط ایمان ہے یونہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کو خاتم النبیین ماننا اُن کے زمانے میں خواہ اُن کے بعد کسی نبی جدید
کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض اجل وجزء ایقان ہے
ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین نص قطعی قرآن ہے۔ اس کا منکر
نہ منکر بلکہ شک کرنے والا نہ شاک کہ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف
رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ
جو اس کے اس عقیدۂ ملعونہ پر مطلع ہو کر اُسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر جو اس کے کافر
ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر بیّن کافر جلیّ الکفران ہے ولی
پلید جس کا قول پلید تر از بول سوال میں مذکور ضرور ولی ہے بیشک ضرور
مگر حاشا نہ ولی الرحمٰن بلکہ عدو الرحمٰن ولی الشیطان ہے یہ جو میں کہہ رہا
میرا فتویٰ نہیں اللہ واحد قہار کا فتویٰ ہے۔ خاتم الانبیاء الاخیار کا فتویٰ ہے

سلہ مدار

Marfat.com

علی مرتضےٰ و بتول زہرا و حسن مجتبےٰ و شہید کربلا تمام ائمہ اطہار کا فتویٰ ہے
صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدہم و مولاہم وعلیہم وسلم۔ شفا شریف و اعلام بقواطع
الاسلام میں ہے :۔

یکفر ایضاً من کذب بشیٔ مما صرح فی القراٰن من حکم اوخبر او اثبت ما نفاہ او نفی ما اثبتہ علی علم منہ بذٰلک او شك فی شیٔ من ذٰلک۔	جس شخص قرآن کے کسی حکم یا کسی خبر کی تکذیب کی وہ بھی کافر ہے۔ یا جسکی قرآن نے نفی کی اسکو ثابت کیا یا جس کو قرآن نے ثابت کیا اس کی نفی کی، جانتے ہوئے یا انمیں سے کسی چیز میں شک کیا وہ کافر ہے

فتاویٰ حدیثیہ امام ابن حجر مکی میں ہے۔

التردد فی المعلوم من الدین بالضرورۃ کالانکار	جس چیز کا دین سے ہونا بداہۃً معلوم ہو اسمیں تردد کرنا بھی مثل انکار کے ہے

شفا میں ہے :۔

وقع الاجماع علیٰ تکفیر کل من دافع نص الکتاب او نص حدیث مجمعا علیٰ نقلہ مقطوعا بہ مجمعا علیٰ حملہ علیٰ ظاہرہٖ ولہٰذا نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ الاسلام او وقف فیھم او شك	اُس شخص کے کافر کہنے پر اجماع جو قرآن یا حدیث کے کسی ایسے نص کا انکار کرے جسکی نقل پر اجماع قطعی ہو اور اس کے ظاہر پر محمول ہونے پر بھی اجماع ہو اس لئے وہ شخص بھی کافر ہوگا جو مسلمانو کے سوا دوسروں کو کافر نہ سمجھے یا انمیں توقف کرے یا شک کرے (انکے کفر میں)

Marfat.com

(فی کفرھم) او صحح مذھبھم وان ظھر الاسلام واعتقدہٗ واعتقد ابطال کل مذھب سواہ فھو کافر باظھارما اضمر من خلاف ذٰلک اھ مختصرا مزیدا من نسیم الریاض ما بین الھلالین۔

یا ان کے مذہب کو صحیح قرار دے، خو اسلام کا اظہار کرتا اور اس کا اعتقا رکھتا ہو، اور یہ بھی اعتقاد رکھتا ہو اسلام کے سوا ہر مذہب باطل ہے تو بھ وہ بھی کافر ہے کہ وہ جو پوشیدہ رکھے ہوئے ہے اس کے خلاف ظاہر کررہا ہے

اسی میں ہے:۔

اجماع علی کفر من لم یکفر کل من فارق دین المسلمین اووقف فی تکفیرھم اوشک

اس پر اجماع ہے کہ جو شخص مسلمانو کا دین چھوڑنے والے کو کافر نہ کہے یا انکی تکفیر میں توقف یا شک کرے۔

بزازیہ دُرمختار وغیرہما میں ہے

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔

جو اس کے کفر اور عذاب میں شک بھی کرے تو وہ کافر ہے۔

بلکہ شخص مذکور پر لازم وضرور کہ اپنے ہی عقیدے کی رو سے اپنے کافر مرتد ہو کا اعتقاد رکھے آپ ہی اپنے کفر والحاد وزندقہ وارتداد کا فتویٰ لکھے آخر یہ تو بداہۃً ضرورۃً موافقین ومخالفین حتّٰی کہ کفار ومشرکین سب کو معلوم و مسلم کہ حضرات حسنین اور ان کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم مسلمان تھے، قرآنِ عظیم پر ایمان رکھتے اور بلاشُبہ اُسے کلام اللہ جانتے، اس کے

ایک ایک حرف کو حق مانتے اور اسی قرآن کا ارشاد ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں تو قطعاً وہ بھی حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اعتقاد کرتے تو قت یقیناً اپنے آپ کو نبی و رسول نہ جانتے اور اس ادعائے ملعون کو باطل و ملعون ہی مانتے کہ قول بالمتنافیین کسی عاقل سے معقول نہیں اب یہ شخص کہ انھیں نبی و رسول مانتا ہے خود اپنے ہی ساختہ رسولوں کو کاذب و مبطل جانتا ہے اور رسولوں کی تکذیب کفرِ ظاہر ہے تو خود ہی اپنے عقیدے کی رو سے کافر ہے غرض انھیں رسول کہہ کر اعتقاد ختم نبوت میں سچا جانا تو خود اس ایمانی عقیدے کا منکر ہو کر کافر ہوا اور جھوٹا مانا تو اپنے ہی رسولوں کی آپ تکذیب کر کے کافر ہوا مفر کدھر ولا حول ولا قوہ الا باللہ العزیز الاکبر۔ ولید کے مقابل ذکر احادیث و نصوص علمائے قدیم و حدیث کا کیا موقع کہ جو نص قطعی قرآن کو نہ مانے حدیث و نصوص کیا قدر جانے مگر بحمد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کیلیے متعدد منافع ظاہر و بین ہیں قرآن و حدیث دونوں ایمان مومن ہیں احادیث کا بار بار بہ تکرار اظہار دلوں میں ایمان کی جڑ جمائے گا۔ آیہ کریمہ میں وساوس ملعونۂ بعض شیاطین نجدیہ کا استیصال فرمائے گا ختم نبوت و خاتم النبیین کے صحیح و نجیح معنے بتائے گا۔ بعض قاسمان کفر و مجون کے اختراع جنون کو مردود و ملعون بنائے گا۔ ولید پلید کے ادعائے خبیث ثبوت بالحدیث کا بطلان دکھائے گا۔ نصوص ائمہ سے اہل ایمان کو صحت فتوٰی پر زیادہ تر اعتبار و اعتماد آئیگا معہذا ذکر محبوب راحت قلوب ہے ان کی یاد سے مسلمانوں کا دل چین پائے گا۔

Marfat.com

ارشادات

حدیث اوّل :- طبرانی معجم کبیر میں اور حاکم بافادۂ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لغزش واقع ہوئی عرض کی :-

یارب اسألك بحق محمد ان غفرت لی۔	الٰہی میں تجھے محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔

ارشاد ہوا اے آدم تو نے محمد کو کیونکر پہچانا حالانکہ میں نے ابھی اسے پیدا نہ کیا عرض کی الٰہی جب تو نے مجھے اپنی قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لکھا پایا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں نے جانا تو نے اُسی کا نام اپنے نام پاک کے کیساتھ ملایا ہوگا جو تجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا :-

صدقت یا ادم انہ لاحب الخلق الیّ واذ سالتنی بحقہ فقد غفرت لك ولولا محمد ماخلقتك زاد الطبرانی وھو اخر الانبیاء من ذریتك	اے آدم تو نے سچ کہا بے شک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے اور جب تو نے مجھے اُس کا واسطہ دے کر سوال کیا تو میں نے تیرے لئے مغفرت فرمائی اگر محمد نہ ہوتا میں تجھے نہ بناتا وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا نبی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

حدیث ۲ :- ابونعیم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

ان موسی لما انزلت علیہ التوارۃ	جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت
قرأھا وجد فیھا ذکر ھٰذہ الامۃ	اتری اسے پڑھا تو اس میں اِس امت کا ذکر
قال یارب انی اجد فی الالواح	پایا عرض کی اے رب میرے میں ان لوحوں میں
امۃ ھم الاٰخرون السابقون	ایک امت پاتا ہوں کہ وہ زمانے میں سب سے
اجعلھا امتی قال تلک امۃ احمد	پچھلی اور مرتبے میں سب سے اگلی تو یہ میری امت
	کر فرمایا یہ امت احمد کی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث ۳ :- ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

لما خلق اللہ اٰدم اخبرہ ببنیہ	جب اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام
فجعل یری فضائل بعضھم علی	کو پیدا کیا انھیں اُن کے بیٹوں پر مطلع فرمایا۔
بعض فرأی اسفلھم رفیقاً منوراً	وہ اُن میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھا کئے
فقال یا رب من ھٰذا قال ھٰذا	مجھے اُن سب کے آخر میں بلند و روشن نور دیکھا
ابنک احمد ھو الاول وھو الاٰخر	عرض کی الٰہی یہ کون ہے فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ہے
وھو اول شافع واول	یہی اول ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے
مشفع	پہلا شفیع اور یہی سب سے پہلا شفاعت مانا
	گیا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۴ :- نیز بطریق ابی الزبیر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

Marfat.com

سے راوی :۔

قال بین کتفی آدم مکتوب محمد رسول اللہ خاتم النبیین۔	آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں شانوں کے وسط میں قلم قدرت سے لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ وخاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۵ :۔ ابن ابی شیبہ مصنف میں بطریق مصعب بن سعد بن مالک حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :۔

انہ قال اول من یاخذ حلقۃ باب الجنۃ فیفتح لہ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم قرأ آیۃ من التوراۃ اٰخرا یا قدما یا الاولون والاٰخرون۔	یعنی انھوں نے کہا سب سے پہلے جو دروازہ جنت کی زنجیر پر ہاتھ رکھے گا بس اس کے لئے دروازہ کھولا جائے گا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں پھر توریت مقدس کی آیت پڑھی کہ سب سے پچھلے اور سب سے پہلے مرتبے میں سابق زمانے میں لاحق یعنی امت محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۶ :۔ ابن مسعود عامر شعبی سے مروی سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحیفوں میں ارشاد ہوا :۔

انہ کائن من ولدک شعوب وشعوب حتی یاتی النبی الامی خاتم الانبیاء	بیشک تیری اولاد میں قبائل در قبائل ہونگے یہانتک کہ نبی امی خاتم الانبیا جلوہ فرما ہو صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم۔

Marfat.com

ریث ۷) نیز محمد بن کعب قرظی سے راوی :-

ی اللہ تعالیٰ الی یعقوب انی
ت من ذریتك ملوكا وانبياء
ی ابعث النبی الحرمی الذی
نی امتہ ھیکل بیت المقدس
و خاتم الانبیاء واسمہ احمد

اللہ عزوجل نے یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام
کو وحی بھیجی میں تیری اولاد سے سلاطین
وانبیا بھیجتا رہوں گا یہاں تک کہ ارسال
فرماؤں اس حرم محترم والے نبی کو جس کی
امت بیت المقدس کی بلند تعمیر بنائے گی وہ
ب پیغمبروں کا خاتم ہے اور اُس کا نام احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۸) ابن ابی حاتم وہب بن منبہ سے راوی :-

ال اوحی اللہ تعالیٰ الی شعیا
ی باعث نبیا امیا افتح بہ
اذانا صما وقلوبا غلفا واعینا
عمیا مولدہ بمکۃ ومہاجرہ
طیبۃ وملکہ بالشام وساق
الحدیث فیہ الکثیر الطیب من
فضائلہ وشمائلہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم (الی ان قال) ولاجعلن
امتہ خیر امۃ اخرجت للناس
وذکر صفاتھم (الی ان قال) اختم
بکتابھم الکتب وبشریعتھم الشرائع

اللہ عزوجل نے شعیا علیہ الصلوٰۃ والسلام
پر وحی بھیجی میں نبی امی کو بھیجنے والا ہوں اس
کے سبب بہرے کان اور غافل دل اور اندھی
آنکھیں کھول دوں گا اُس کی پیدائش مکے
میں ہے اور ہجرت گاہ مدینہ اور اُس کا تخت
گاہ ملک شام میں ضرور اُس کی اُمت کو
سب امتوں سے جو لوگوں کے لئے ظاہر
کی گئیں، بہتر و افضل کروں گا میں اُن کی
کتاب پر کتابوں کو ختم فرماؤں گا اور ان کی
شریعت پر شریعتوں اور ان کے دین پر
سب دینوں کو ختم کروں گا۔

Marfat.com

وبد ینھم الادیان الحدیث
الجلیل الجمیل۔

حدیث ۹:۔ ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال ان النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کان یسمی فی الکتب القدیمۃ احمد ومحمد والماحی والمقفی ونبی الملاحم وحمطایا وفارقلیطا وماذ ماذ۔

بے شک اگلی کتابوں میں نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ نام تھے احمد محمد ماحی کفر و شرک کے مٹانے والے مقفی سب پیغمبروں سے پیچھے تشریف لانے والے نبی الملاحم جہاد کے پیغمبر حمطایا حرم الٰہی کے حمایتی فارقلیط حق کو باطل سے جدا کرنے والے ماذ ماذ ستھرے پاکیزہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱۰:۔ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:۔

ھبط جبریل فقال ان ربک یقول قد ختمت بک الانبیاء وما خلقت خلق اکرم علی منک وقرنت اسمک مع اسمی فلا اذکر فی موضع حتی تذکر معی ولقد خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم

جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے بیشک میں نے تم پر انبیاء کو ختم کیا اور کوئی ایسا نہ بنایا جو تم سے زیادہ میرے نزدیک عزت والا ہو تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا

سلہ عبرانی ناموں کے ترجمہ سے اعلیٰحضرت کی علمی وسعت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ ۱۲۔ مرتب

Marfat.com

کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ماخلقت السمٰوات والارض ومابینھما لولاک ماخلقت الدنیا ھٰذا المختصر

کہ کہیں میرا ذکر نہ ہو جب تک تم میرے ساتھ یاد نہ کیے جاؤ بیشک میں نے دنیا واہلِ دنیا سب کو اس لئے بنایا کہ تمہاری عزت اور اپنی بارگاہ میں تمہارا مرتبہ ان پر ظاہر کروں اور اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمان وزمین اور جو کچھ اُن میں ہے اصلا نہ بناتا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱۱:۔ ابن عساکر اور خطیب بغدادی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لما اسری بی قربنی ربی حتی کان بینی وبینہ کقاب قوسین اوادنیٰ وقال لی یامحمد ھل غمك ان جعلتك اٰخرالنبیین قلت لا قال فھل غم امتك ان جعلتھم اٰخرالامم قلت لا قال اخبر امتك انی جعلتھم اٰخرالامم لافضح الامم عندھم ولا افضحھم عند الامم۔

شب اسریٰ مجھے میرے رب عزوجل نے نزدیک کیا یہاں تک کہ مجھ میں اُس میں دو کمان بلکہ کم کا فاصلہ رہا اور مجھ سے فرمایا اے محمد کیا تجھے اس کا غم ہوا کہ میں نے تجھے سب پیغمبروں کے پیچھے بھیجا میں نے عرض کی نہ۔ فرمایا کیا تیری امت کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے اُنھیں سب امتوں کے پیچھے رکھا میں نے عرض کی نہ۔ فرمایا اپنی امت کو خبر دیدے کہ میں نے انھیں سب سب سے پیچھے اس لئے کیا کہ اور امتوں

Marfat.com

کو اُن کے سامنے رسوا کروں اور اُنھیں
اوروں کے سامنے رسوائی سے محفوظ
رکھوں والحمد للہ رب العالمین ۔

حدیث ۱۲ :۔ ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وبزار وابو یعلے وبیہقی بطریق ابوالعالیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل اسرائیں راوی :۔

ثم لقی ارواح الانبیاء فاثنوا علی ربھم فقال ابراھیم ثم موسٰی ثم داؤد ثم سلیمٰن ثم عیسٰی ثم ان محمدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اثنی علی ربہ فقال کلکم اثنی علی ربہ وانی مثن علی ربی الحمد للہ الذی ارسلنی رحمۃ للعالمین وکافۃ للناس بشیرا ونذیرا وانزل علی الفرقان فیہ تبیان لکل شیٔ وجعل امتی خیر امۃ اخرجت للناس وجعل امتی ھم الاولین والاٰخرین وشرح لی صدری

پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارواحِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء سے ملے ۔ پیغمبروں نے اپنے رب عزوجل کی حمد کی ، ابراہیم پھر موسٰی پھر داؤد پھر سلیمان پھر عیسٰی علیہم الصلاۃ والسلام بہ ترتیب حمد حمد الٰہی بجالائے اور اس کے ضمن میں اپنے فضائل وخصائص بیان فرمائے سب کے بعد محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب جل جلالہ کی ثناء کی اور فرمایا تم سب اپنے رب کی تعریف کر چکے اور اب میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں سب خوبیاں اللہ کو جنے مجھے سارے جہان کے لئے رحمت بھیجا اور تمام آدمیوں کیطرف بشارت دیتا اور ڈر سناتا

Marfat.com

ووضع عنى وزرى ورفع لى
ذكرى وجعلنى فاتحا وخاتما
فقال ابراهيم بهذا افضلكم
محمد صلى الله تعالى عليه
وسلم ثم انتهى الى السدرة
فكلمه تعالى عند ذلك فقال له
قد اتخذتك خليلا وهو مكتوب
فى التوراة حبيب الرحمن ورفعت
لك ذكرك فلا اذكر الا ان ذكرت
معى وجعلت امتك هم الاولين
والاخرين وجعلتك اول النبيين
خلقا واخرهم بعثا وجعلتك
فاتحا وخاتما هذا المختصر
ملتقطا۔

مبعوث کیا اور مجھ پر قرآن اتارا جس میں ہر
شے کا روشن بیان ہے اور میری امت کو
تمام امتوں پر فضیلت دی اور انھیں عدل
وعدالت اور عدالت والی امت کیا اور اُنکو
اول اور اُنکو آخر رکھا اور میرے لئے میرا سینہ
کھولدیا اور مجھ سے میرا بارا تار لیا اور میرے
واسطے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتحہ دیوان
نبوت وخاتمہ دفتر رسالت بنایا۔ ابراہیم
علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا ان وجوہ سے
محمد صلے اللہ تعالے علیہ وسلم تم سے افضل
ہوئے پھر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سدرہ
تک پہنچے اس وقت رب عزوجل نے ان سے کلام
کیا اور فرمایا میں نے تجھے اپنا خالص پیارا بنایا
اور تیرا نام توریت میں حبیب الرحمن لکھا ہے میں نے
تیرے لئے تیرا ذکر اونچا کیا کہ میرا ذکر نہ ہو جب تک
میرے ساتھ تیری یاد نہ آئے اور میں نے تیری امت کو یہ
فضل دیا کہ وہی سب سے اگلے اور وہی سب سے پچھلے
اور میں نے تجھے سب پیغمبروں سے پہلے پیدا کیا اور سب کے
بعد بھیجا اور تجھے فاتح وخاتم کیا صلے اللہ علیہ وسلم۔

ارشاداتِ انبیا وملائکہ واقوال علمائے کتب سابقہ

حدیث ۱۳ :- امام احمد وابوداؤد وطیالسی مطولاً اور ابن ماجہ مختصراً اور ابو یعلے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث طویل شفاعت کبریٰ میں فرماتے ہیں :-

فیاتون عیسٰی فیقولون اشفع لنا الیٰ ربک فلیقض بیننا فیقول انی لست ھناکم انی اتخذت الھا من دون اللہ ان یصدایھمنی الیوم الانفسی ولکن ان کل مناع لی دعاء مختوم علیہ اکان یقدر علی مافی جوفہ حتی یفض الخاتم فیقولون لا فیقول ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیاتونی النبیین قد حضر الیوم قال رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیاتونی فاقول انا لھا فاذا اراد اللہ ان یصدع بین خلقہ نادی منادا این احمد وامتہ	جب لوگ اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حضور سے مایوس ہو کر پھریں گے سیدنا عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے مسیح فرمائیں گے میں اس منصب کا نہیں مجھے لوگوں نے اللہ کے سوا خدا بنایا تھا مجھے اپنی اپنی ہی فکر ہے مگر ہے یہ کہ جو چیز کسی سربمہر برتن میں رکھی ہو کیا بے مُہر اٹھائے اُسے پا سکتے ہیں لوگ کہیں گے نہ۔ فرمائیں گے تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہاں تشریف فرما ہیں لوگ میرے حضور حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے میں فرماؤں گا میں ہوں شفاعت کے لئے۔ پھر جب اللہ عزوجل اپنی مخلوق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی

Marfat.com

فنحن الاخرون الاولون نحن اخرالامم واول من یحاسب نتفرج لنا الامم عن طریقنا الحدیث ھذا المختصر۔

پکارے گا کہاں ہیں احمد اور اُن کی امت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ہمیں پچھلے ہیں ہمیں اگلے ہم سب امتوں سے پیچھے آئے اور سب سے پہلے ہمارا حساب ہوگا اور سب امتیں عرصات محشر میں ہمارے لیے راستہ دیں گی۔

حدیث ۱۴ :۔ احمد وبخاری ومسلم وترمذی حدیث طویل شفاعت میں ابوہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

فیاتون محمدا فیقولون یا محمد انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء

اولین وآخرین حضور خاتم النبیین افضل المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور آکر عرض کریں گے حضور اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں۔ ہماری شفاعت فرمائیں۔

حدیث ۱۵ :۔ ابونعیم حلیۃ الاولیا اور ابن عساکر دونوں بطریق عطا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

نزل اٰدم بالھند واستوحش فنزل جبریل فنادی بالاذن اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اشھد ان لا الٰہ

جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام بہشت سے ہند میں اترے، گھبرائے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اتر کر اذان دی جب نام پاک آیا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

Marfat.com

الا اللّٰہ اشھد ان محمد رسول اللّٰہ اشھد ان محمد رسول اللّٰہ قال اٰدم من محمد قال اٰخر ولد ك من الانبیاء۔

پوچھا محمد کون ہیں؟ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کہا آپ کی اولاد میں سب سے پچھلے نبی صلے اللّٰہ تعالےٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱۶:۔ ابونعیم دلائل میں یونس بن میسر بن حلبس سے مرسلا اور دارمی وابن عساکر بطریق یونس ہٰذا عن ابی ادریس الخولانی عبدالرحمٰن بن غنم اشعری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے موصولاً راوی وہذا لفظ المرسل۔ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں فرشتہ سونے کا طشت لے کر آیا اور میرا شکم مبارک چیر کر دل مقدس نکالا اور اُسے دھو کر کچھ اُس پر چھڑک دیا پھر کہا:۔

انت محمد رسول اللّٰہ المقفی الحاشر الحدیث ھٰذا المختصر

حضور محمد رسول اللّٰہ ہیں سب انبیاء کے بعد تشریف لانے والے تمام عالم کو حشر دینے والے صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث متصل میں یوں ہے جبریل نے اتر کر حضور اکرم صلے اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شکم پاک چاک کیا پھر کہا:۔

قلب وکیع فیہ اذنان سمیعتان وعینان بصیرتان محمد رسول اللّٰہ المقفی الحاشر الحدیث

مضبوط ومحکم دل ہے اس میں دو کان ہیں شنوا اور دو آنکھیں ہیں بینا محمد اللّٰہ کے رسول ہیں انبیاء کے خاتم اور خلائق کو حشر دینے والے صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

حدیث ۱۷:- ابو نعیم بطریق شہر بن حوشب اور ابن عساکر بطریق مسیب بن رافع وغیرہ حضرت کعب احبار سے راوی انھوں نے فرمایا میرے باپ اعلم علمائے توراۃ تھے اللہ عزوجل نے جو کچھ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتارا تھا اُس کا علم اُن کے برابر کسی کو نہ تھا وہ اپنے علم سے کوئی سے مجھ سے نہ چھپاتے جب مرنے لگے مجھے بلا کر کہا اے میرے بیٹے تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے علم سے کوئی چیز تجھ سے نہ چھپائی مگر ہاں دو ورق روک رکھے ہیں ان میں ایک نبی کا بیان ہے جس کی بعثت کا زمانہ قریب آپہنچا میں نے اس اندیشے سے تجھے اُن دو ورقوں کی خبر نہ دی کہ شاید کوئی جھوٹا مدعی نکل کھڑا ہوا اور تو اس کی پیروی کرے یہ طاق تیرے سامنے ہے میں نے اس میں وہ اوراق رکھ اوپر سے مٹی لگا دی ہے ابھی اُن سے تعرض نہ کرنا انھیں دیکھنا جب وہ نبی جلوہ فرما ہو اگر اللہ تعالیٰ تیرا بھلا چاہے گا تو تو آپ ہی اُس کا پیرو ہو جائے گا یہ کہکر وہ مر گئے ہم اُن کے دفن سے فارغ ہوئے مجھے اُن دونوں ورقوں کے دیکھنے کا شوق ہر چیز سے زیادہ تھا میں نے طاق کھولا ورق نکالے تو کیا دیکھتا ہوں کہ اُن میں لکھا ہے

محمد رسول اللہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ مولدہ بمکۃ ومہاجرہ بطیبۃ	محمد اللہ کے رسول ہیں سب انبیاء کے خاتم اُن کے بعد کوئی نبی نہیں اُن کی پیدائش مکے میں اور ہجرت مدینے کو
الحدیث۔	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱:- بیہقی و طبرانی و ابو نعیم اور خرائطی کتاب الہواتف میں خلیفہ بن عبدہ سے راوی میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا جاہلیت میں

Marfat.com

کہ ابھی اسلام نہ آیا تھا تمہارے باپ نے تمہارے نام محمد کیونکر رکھا۔ کہا میں نے اپنے باپ سے اس کا سبب پوچھا جواب دیا کہ بنی تمیم سے پوچھا آدمی سفر کو گئے تھے ایک میں اور سفیان بن مجاشع بن دارم اور عمر بن ربیعہ اور اسامہ بن مالک جب ملک شام میں پہنچے ایک تالاب پر اترے جس کے کنارے پیڑ تھے ایک راہب نے اپنے دیر سے ہمیں جھانکا اور کہا تم کون ہو؟ ہم نے کہا اولاد مضر سے کچھ لوگ ہیں اس نے کہا :۔

اما انہ سوف یبعث منکم	سنتے ہو بہت جلد تم میں سے ایک نبی مبعوث
وشیکا نبی فسارعوا الیہ	ہونے والا ہے تم اس کی طرف دوڑنا اور
وخذوا بحظکم منہ ترشدوا	اُس کی خدمت واطاعت سے بہرہ یاب ہونا
فانہ خاتم النبیین ۔	کہ وہ سب میں پچھلا نبی ہے ۔

ہم نے کہا اُس کا نام پاک کیا ہوگا کہا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ہم اپنے گھروں کو واپس آئے سب کے ایک ایک لڑکا ہوا ہر ایک نے اُس کا نام محمد رکھا انتہی واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ ۔

حدیث ۱۹ :۔ زید بن عمرو بن نفیل کہ احد العشرۃ المبشرہ سیدنا سعید بن زید کے والد ماجد ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنہ موحدان ومومنان عہد جاہلیت سے تھے طلوع آفتاب عالمتاب اسلام سے پہلے انتقال کیا مگر اسی زمانے میں توحید الٰہی ورسالت حضرت ختمی پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت دیتے ابن سعد وابو نعیم حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں زید مذکور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا مکہ معظمہ سے کوہ حرا کو جاتے تھے ،

Marfat.com

ـھوں نے قریش کی مخالفت اور ان کے معبودان باطل سے جدائی کی تھی،
ـس پر آج اُن سے اور قریش سے کچھ لڑائی رنجش ہوچکی تھی مجھے دیکھ کر بولے اے عامر
ـیں اپنی قوم کا مخالف اور ملت ابراہیم کا پیرو ہوا اسی کو معبود مانتا ہوں جسے
براہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پوجتے تھے میں ایک نبی کا منتظر ہوں جو بنی اسمٰعیل
ور اولاد عبد المطلب سے ہوں گے اُن کا نام پاک احمد ہے میرے خیال میں میں
اُن کا زمانہ نہ پاؤں گا میں ابھی ان پر ایمان لاتا اور اُن کی تصدیق کرتا اُن کی
نبوۃ کی گواہی دیتا ہوں تمہیں اگر اتنی عمر ملے کہ انھیں پاؤ تو میرا اسلام انھیں پہنچانا
اے عامر میں تم سے اُن کی نعت وصفت بیان کئے دیتا ہوں کہ تم خوب پہچان لو
وہ میانہ قد ہیں سر کے بال کثرت وقلت میں معتدل اُن کی آنکھوں میں ہمیشہ
سُرخ ڈورے رہیں گے اُن کے شانوں کے بیچ میں مہر نبوّت ہے۔ اُن کا نام احمد
اور یہ شہر اُن کا مولد ہے یہیں اُن کی رسالت ظاہر ہوگی اُن کی قوم انھیں مکے
میں نہ رہنے دے گی کہ اُن کا دین اُسے ناگوار ہوگا وہ ہجرت فرما کر مدینے جائیں
گے وہاں سے ان کا دین ظاہر وغالب ہوگا دیکھو تم کسی دھوکے فریب میں آکر اُن کی
اطاعت سے محروم رہنا۔

فانی بلغت البلاد کلھا لطلب	کہ میں دین ابراہیمی کی تلاش میں شہروں
دین ابراھیم وکل من اسأل	شہروں پھرا یہود ونصاریٰ مجوس جس سے
من الیھود والنصاری والمجوس	پوچھا سب نے یہی جواب دیا کہ یہ دین تمہارے
یقول ھٰذا الدین وراءك	پیچھے آتا ہے اور اس نبی کی وہی صفت
وینعتون مثل ما نعتہ لك	بیان کی جو میں تم سے کہہ چکا اور سب کہتے

Marfat.com

ویقولون لم یبق بنی غیرہ — تھے کہ اُن کے سوا کوئی نبی باقی نہ رہا۔

عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثنا کی نبوت ظاہر ہوئی میں نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ باتیں حضور سے عرض کیں حضور نے اُن کے حق میں دعائے رحمت فرمائی اور ارشاد کیا قد رایتہ فی الجنۃ یسحب ذیلہ میں نے اُسے جنت میں دامن کشاں دیکھا

عبرت: اللہ اللہ اس زمانے کے یہود و نصاریٰ و مجوس تو بالاتفاق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوجانے کی شہادتیں دیں، اور آج کل کے کذاب بدلگام مدعیانِ اسلام یہ شاخسانے نکالیں مگر ہے یہ کہ اُس وقت تک اُن فرقوں کو نہ حضور پُرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بغض و حسد تھا نہ اپنے کسی پیشوا مردود کا سخن مطرود دبانا مراد و مقصد نہ اپنے کسی سگے کی بات رکھنی نہ بعد ظہور نور خاتمیت اپنے باپ دادا کی نبوت گڑھنی وہ کیوں جھوٹ بولتے جو کچھ علوم انبیا و اخبار احبار و رہبان و علماء سے پہنچا تھا صاف کہتے تھے۔ بعد ظہور اسلام اُن ملاعنہ کے دل میں حسد و عناد کا پھوڑا پھوٹا اور اِن مدعیان اسلام پر یہ قہر ٹوٹا کہ کسی خبیث کا پیشوا خبیث معاذ اللہ آیہ کریمہ وخاتم النبیین میں خدا کا جھوٹ ممکن لکھ گیا۔

(**حدیث ۲۰**) امام واقدی و ابونعیم حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل ملاقات مقوقس بادشاہ مصر میں راوی جب ہم نے اس نصرانی بادشاہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح و تصدیق سُنی اُس کے پاس وہ کلام سن کر اُٹھے جس نے ہمیں محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ذلیل

ضائع کر دیا ہم نے کہا سلاطین عجم اُن کی تصدیق کرتے اور اُن سے ڈرتے ہیں حالانکہ
ور رشتہ علاقہ نہیں اور ہم تو اُن کے رشتہ دار اُن کے ہمسائے ہیں ہمارے گھر
ہیں دین کی طرف بلانے آئے اور ہم ابھی اُنکے پیرو نہ ہوئے پھر میں اسکندریہ
یں ٹھہرا کوئی گرجا کوئی پادری قبطی خواہ رومی نچھوڑا جہاں جاکر محمد صلے اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم کی صفت جو وہ اپنی کتاب میں پاتے ہیں نہ پوچھی ہو، ان میں ایک پادری
قبطی سب سے بڑا مجتہد تھا اُس سے پوچھا ھل بقی احد من الانبیاء آیا پیغمبروں
میں سے کوئی رہا، وہ بولا :۔

نعم وھو آخر الانبیاء لیس بینہ وبین عیسٰی نبی قد امر عیسٰے باتباعہ وھو النبی الامی العربی اسمہ احمد۔

ہاں ایک نبی باقی ہیں وہ سب انبیا سے پچھلے ہیں ان کے اور عیسٰے کے بیچ میں کوئی نبی نہیں عیسٰے علیہ الصلاۃ والسلام کو اُن کی پیروی کا حکم ہوا ہے وہ نبی امی عربی ہیں اُن کا نام پاک احمد ہے۔ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

پھر اس نے حلیہ شریفہ و دیگر فضائل لطیفہ ذکر کئے مغیرہ نے فرمایا اور بیان کر
اُس نے اور بتائے ازانجملہ کہا یخص بما لم یخص بہ الانبیاء قبلہ کان
النبی یبعث الی قومہ وبعث الی الناس کافۃ انھیں وہ خصائص
عطا ہوں گے جو کسی نبی کو نہ ملے ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا وہ تمام لوگوں
کی طرف مبعوث ہوئے۔ مغیرہ فرماتے ہیں میںنے یہ سب باتیں خوب یاد رکھیں اور
وہاں سے واپس آکر اسلام لایا۔

Marfat.com

(حدیث ۲۱) ابو نعیم حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی میں سات برس کا تھا ایک دن پچھلی رات کو وہ سخت آواز آئی کہ ایسی جلد پہنچتی آواز میں نے کبھی نہ سُنی تھی کیا دیکھتا ہوں کہ مدینے کے ایک بلند ٹیلے پر ایک یہودی ہاتھ میں آگ کا شعلہ لئے چیخ رہا ہے لوگ اس کی آواز پر جمع ہوئے وہ بولا:۔

ھٰذا کوکب احمد قد طلع	یہ احمد کے ستارے نے طلوع کیا یہ
ھٰذا کوکب لا یطلع الا	ستارہ کسی نبی ہی کی پیدائش پر طلوع کرتا
بالنبوۃ ولم یبق من الانبیاء	ہے اور اب انبیا میں سوائے احمد کے کوئی
الا احمد۔	باقی نہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(حدیث ۲۲) امام واقدی و ابو نعیم حضرت حویصہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ سے راوی قال کنا ویھود فینا کانوا یذکرون نبیا یبعث بمکۃ اسمہ احمد ولم یبق من الانبیاء غیرہ ھو فی کتبنا الحدیث یعنی میرے بچپن میں یہود ہم میں ایک نبی کا ذکر کیا کرتے جو مکے میں مبعوث ہونگے اُن کا نام پاک احمد ہے اب اُن کے سوا کوئی نبی باقی نہیں وہ ہماری کتب میں لکھے ہوئے ہیں۔

(حدیث ۲۳) ابو نعیم سعد بن ثابت سے راوی قال

کان احبار یھود بنی قریظۃ	یہود بنی قریظہ و بنی نضیر کے علمار حضور
والنضیر یذکرون صفۃ النبی	سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلما	بیان کرتے جب سُرخ ستارہ چمکا انھوں

Marfat.com

نام الکوکب الاحمر اخبروا انه نبی وانه لا نبی بعدہ اسمہ احمد مہاجرہ الی یثرب فلما قدم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المدینۃ ونزلہا انکروا وحسدوا وبغوا۔

نے خبر دی کہ وہ نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں ان کا نام پاک احمد ہے ان کی ہجرت گاہ مدینہ ہے۔
جب حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لاکر رونق افروز ہوئے یہود براہِ حسد وبغاوت منکر ہوگئے۔
فلما جآءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکفرین۔

(حدیث ۲۴) نیز زیاد بن لبید سے راوی میں مدینہ طیبہ میں ایک ٹیلے پر تھا ناگاہ ایک آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے۔

یا اھل یثرب قد ذھب واللہ نبوۃ بنی اسرائیل ھذا النجم قد طلع بمولد احمد وھو نبی اخر الانبیاء مہاجرہ الی یثرب۔

اے اہلِ مدینہ خدا کی قسم بنی اسرائیل کی نبوت گئی ولادتِ احمد کا تارا چمکا وہ سب سے پچھلے نبی ہیں مدینے کی طرف ہجرت فرمائیں گے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(حدیث ۲۵) نیز حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں نے مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سنا کہ میں ایک روز بنی عبد الاشہل میں بات چیت کرنے گیا یوشع یہودی بولا اب وقت آلگا ہے ایک نبی کے ظہور کا جس کا نام احمد ہے صلے اللہ تعالیٰ حرم سے تشریف لائینگے

Marfat.com

اُن کا حلیہ و وصف یہ ہوگا۔ مَیں اُس کی باتوں سے تعجب کرتا اپنی قوم میں آیا وہاں
بھی ایک شخص کو ایسا ہی بیان کرتے پایا میں بنی قریظہ میں گیا وہاں بھی ایک مجمع
میں نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہو رہا تھا اُن میں سے زبیر بن باطا نے کہا

قد طلع الکوکب الاحمر الذی	بیشک سُرخ ستارہ طلوع کر آیا یہ تارا کسی
لم یطلع الا لخروج نبی وظہورہ	نبی ہی کی ولادت وظہور پر چمکتا ہے اور
ولم اجد الا احمد وھذہ	اب مَیں کوئی نبی نہیں پاتا سوا احمد کے
مہاجرہ	اور یہ شہر ان کی ہجرت گاہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تذییل ۔ ابن سعد وحاکم وبیہقی وابونعیم حضرت ام المومنین صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی مکہ معظمہ میں ایک یہودی بغرض تجارت رہتا جس
رات حضور پُرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے قریش کی مجلس میں گیا اور
پوچھا کیا آج تم میں کوئی لڑکا پیدا ہوا انھوں نے کہا ہمیں نہیں معلوم۔ کہا

احفظوا ما اقول لکم ولد ھذہ	جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اسے حفظ کر
اللیلۃ نبی ھذہ الامۃ الاخیرۃ	رکھو آج کی رات اس پچھلی امت کا نبی
بین کتفیہ علامۃ الحدیث	پیدا ہوا اُس کے شانوں کے درمیان
	علامت ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ارشادات[1] حضور ختم الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والثناء۔

---

[1] دس احادیث مرفوعہ فصول سابقہ میں گزریں یعنی حدیث ۱-۲-۳-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-
۱۶-۱۹- ترجمہ مرفوعات ۶۵ ہوئیں ۱۲ منہ

Marfat.com

وفیہا[1] انواع نوع[2] فی اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(حدیث ۲۶) اجلہ ائمہ بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وامام مالک وامام احمد وابوداؤد وطیالسی وابن سعد وطبرانی وحاکم وبیہقی وابونعیم وغیرہم حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی بیشک میرے متعدد نام ہیں مَیں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالےٰ میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے مَیں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(حدیث ۲۷) امام احمد مسند اور مسلم صحیح اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

انا محمد واحمد والمقفی والحاشر ونبی التوبۃ ونبی الرحمۃ

مَیں محمد ہوں اور احمد اور سب انبیا کے بعد آنے والا اور خلائق کو حشر دینے والا اور توبہ کا نبی اور رحمت کا نبی۔ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

---

[1] انہیں چند اقسام ہیں ایک قسم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء میں ہے ۱۲ منہ

[2] حدیث ۹ - ۱۶ بھی اسی نوع سے تھیں ۱۲ منہ

Marfat.com

فائدہ:۔ نام مبارک نبی التوبہ عجب جامع وکثیر المنافع نام پاک ہے اس کی تیرہ توجیہیں فقیر غفرلہ المولی القدیر نے شرح صحیح مسلم للامام النووی وشروح الشفا للقاری والخفاجی ومرقاۃ واشعۃ اللمعات شروح مشکوۃ وتیسیر وسراج المنیر وحفنی شروح جامع صغیر وجمع الوسائل شرح شمائل ومطالع المسرات ومواہب وشروح زرقانی ومجمع البحار سے التقاط کیں اور چار بتوفیق اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے بڑھائیں سب سترہ ہوئیں بعضہا املح من بعض واحلے

حضور کے نبی التوبہ ہونیکی سترہ وجوہات

(۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت سے عالم نے توبہ ورجوع الی اللہ کی دولتیں پائیں حضور کی آواز پر متفرق جماعتیں مختلف امتیں اللہ عزّوجل کی طرف پلٹ آئیں ذکرہ فی مطالع المسرات والقاری فی شرح شفا والشیخ المحقق فی اشعۃ اللمعات وعلیہ اقتصر فی المواہب اللدنیہ شرح الاسمار العلیۃ وقبلہ شارحہا الزرقانی عند سرورہا (۲) اُن کی برکت سے خلائق کو توبہ نصیب ہوئی الشیخ فی اللمعات والاشعۃ۔ اقول ولیس بالاول فان الھدایۃ دعوۃ واراءۃ وبالبرکۃ توفیق الوصول (۳) اُن کے ہاتھ پر جس قدر بندوں نے توبہ کی اور انبیائے کرام کے ہاتھوں پر نہ ہوئی الشیخ فی اللمعات واشار الیہ فی الاشعۃ حیث قال بعد ذکر الاولین۔

ایں صفت در جمیع انبیا مشترک ست در ذات شریف آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ	یہ صفت تمام انبیاء میں بھی ہوئی ہے اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں

Marfat.com

علیہ وسلم از ہمہ بیشتر دوا فزد کامل ترست۔ سب سے زائد ہے۔

صحیح حدیثوں سے ثابت کہ روز قیامت یہ امت سب امتوں سے شمار میں بھی زائد ہوگی نہ فقط ہر ایک امت جداگانہ بلکہ مجموع جمیع امم سے۔ اہلِ جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں بحمداللہ تعالےٰ اسی ہماری اور چالیس میں باقی سب امتیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔ (۴) وہ توبہ کا حکم لے کر آئے۔ الامام النووی فی شرح صحیح مسلم والقاری فی جمع الوسائل والزرقانی فی شرح المواہب۔

(۵) اللہ عزوجل کے حضور سے قبول توبہ کی بشارت لائے۔ شرح المواہب والمناوی فی التیسیر (۶) اقول بلکہ وہ عام توبہ لائے ہر نبی صرف اپنی قوم کے لئے توبہ لاتا وہ تمام جہان سے توبہ لینے آئے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۷) بلکہ توبہ کا حکم وہی لے کر آئے کہ انبیا علیہم الصلاۃ والثنا سب ان کے نائب ہیں تو روز اول سے آج تک اور آج سے قیامت تک جو توبہ خلق سے طلب کی گئی یا کیجائیگی واقع ہوئی یا وقوع پائیگی سب کے نبی ہمارے نبی توبہ ہیں صلی اللہ وسلم الفاسی فی مطالع المسرات نفعنا اللہ معانی المبرات وعوالی المسرات (۸) توبہ سے مراد اہلِ توبہ ہیں ای علی وزان قولہ تعالی واسئل القریۃ یعنی توابین کے نبی۔ مطالع المسرات مع زیادۃ منی اقول اب اوفق یہ ہے کہ توبہ سے مراد ایمان لیں کما سوغہ المناوی ثم العزیزی فی شرح الجامع الصغیر حاصل یہ کہ تمام اہلِ ایمان کے نبی (۹) ان کی امت توابین ہیں وصف توبہ میں سب امتوں سے ممتاز ہیں قرآن ان کی صفت میں التائبون فرماتا ہے جمع الوسائل جب گناہ کرتے ہیں توبہ لاتے ہیں، یہ امت کا فضل ہے اور امت کا ہر فضل

Marfat.com

اس کے نبی کی طرف راجع مطالع ۱ اقول وبہ فارق ماقبلہ فلیس فیہ حذف ولا تجوز (۱۰) ان کی امت کی توبہ سب امتوں سے زائد مقبول ہوئی حفنی علی الجامع الصغیر کہ ان کی توبہ میں مجرد ندامت وترک فی الحال وعزم امتناع پر کفایت کی گئی نبی الرحمۃ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے بوجھ اتار لئے اگلی امتوں کے سخت وشدید باران پر نہ آنے دئے اگلوں کی توبہ سخت سخت شرائط سے مشروط کی جاتی تھی گوسالہ پرستی سے بنی اسرائیل کی توبہ اپنی جانوں کے قتل سے رکھی گئی کما نطق بہ القرآن العزیز جب ستر ہزار آپس میں کٹ چکے ہیں اس وقت توبہ قبول ہوئی۔

شرح الشفا للقاری والمرقاۃ ونسیم الریاض والفاسی ومجمع البحار برمز (ن) للامام النووی والذی رأیتہ فی منھاجہ ماقدمت فحسب۔	شرح شفا رقاری، ومرقاۃ، ونسیم الریاض فاسی، مجمع البحار باشارہ۔ن۔ امام نووی اور جو میری نگاہ سے گذرا ان کی منہاج میں وہی ہے جو لکھ چکا۔م۔
اقتصر الحفنی فی تقریر ھذا الوجہ علی ذکر الاستغفار فقط فقال لانہ قبل من امتہ التوبۃ بمجرد الاستغفار زاد میرك بخلاف الامم السابقۃ واستدل بقولہ تعالیٰ فاستغفروا اللہ	حفنی نے اس وجہ کی تقریر میں صرف استغفار کے ذکر پر اکتفا کیا ہے، اور فرمایا ہے کہ انکی امت کی توبہ محض استغفار سے قبول ہوئی، اور میرک نے یہ زیادہ کیا کہ " دوسری امتیں اسکے برعکس ہیں" استدلال یہ کیا کہ" تو

Marfat.com

واستغفر لهم الرسول الآیہ
وقد اقرہ العلامۃ القاری
فی المرقاۃ وفی شرح الشفا
وشدد النکیر علیہ فی
جمع الوسائل شرح الشمائل
فقال ھذا قول لم یقل بہ احد
من العلماء فھو خلاف الامۃ
قال وارکان التوبۃ علی ماقالہ
العلماء ثلثۃ الندم والقلع والعزم
علی ان لایعود ولا احد جعل
الاستغفار اللسانی شرطا للتوبۃ الخ
اقول رحم اللہ مولانا القاری
این فی کلام الحنفی ومیرک
ان التوبۃ لاتقبل الا بالاستغفار
باللسان انما ذکران مجرد الاستغفار
کان فی توبۃ ھذہ الامۃ من
دون التزام امور اخر شاقۃ
جدا کقتل الانفس وغیرہ
مما الزمت بہ الامم السابقۃ

انھوں نے اللہ سے مغفرت چاہی اور
رسول نے بھی ان کے لئے مغفرت چاہی"
الآیہ اسے علامہ قاری نے مرقاۃ میں اور
شرح شفا میں برقرار رکھا اور جمع الوسائل
شرح شمائل میں اس پر شدید نکیر
کی اور کہا کہ یہ قول تمام امت کے خلاف
ہے، اور فرمایا کہ بقول علماء توبہ کے
تین مراتب ہیں، ندامت، گناہ سے
باز رہنا، نہ کرنے کا عزم کرنا، کسی
نے بھی زبانی استغفار کو توبہ کی
شرط قرار نہیں دیا الخ میں کہتا
ہوں کہ خدا مولانا قاری پر رحم کرے
حنفی اور میرک کے کلام میں یہ کہاں ہے
کہ توبہ بلا استغفار مقبول نہیں،
پھر استغفار لسانی کے شرط کرنے کا
سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے، انھوں
نے تو صرف اتنا ہی کہا ہے کہ اس امت
کی توبہ میں صرف استغفار ہی کافی ہے اور
دوسرے امور شاقہ جیسے قتل وغیرہ جو

Marfat.com

فلا تشم منه رائحة اشتراط
الاستغفار لمطلق التوبة
وان امعنت النظر لم تجد فيه
خلافا لحديث الاركان ايضاً
فان الاستغفار الصادق لا
ينشؤ الا عن ندم صحيح والندم
الصحيح يلزمه الاقلاع و
عزم الترك ولذا صح عنه صلى الله
تعالى عليه وسلم قوله الندم
توبة علا ان المقصود الحصر
بالنسبة الى ما كان على الامم
السابقة من الامر ثم هذا كله
لا مساغ له فى تقرير الوجه بما
قررنا كما ترى فاعرف ـ

دوسری امتوں پر لازم تھے ان پر لازم
نہیں اس میں کہیں بھی اس امر کی بو
نہیں ہے کہ مطلق توبہ کے لئے استغفار
شرط ہے، اور اگر آپ بغور مطالعہ فرمائیں
تو یہ حدیث ارکان کے بھی مخالف نہیں
ہے، کیونکہ استغفار صحیح، ٹھیک ٹھیک
ندامت سے پیدا ہوتا ہے۔ اور صحیح
ندامت کے لئے ضروری ہے کہ گناہ چھوڑے
اور نہ کرنے کا عزم کرے، اسلئے بروایت
صحیح مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا، ندامت توبہ ہے، علاوہ
ازیں مقصود تو حصر کرنا ہے امم سابقہ
کے اعتبار سے، اس تمام ترجمہ کی تقریر
میں کچھ دخل نہیں۔ جیسے ہم نے تقریر
کی، تو اسے خوب پہچان (م)۔

(۱۱) وہ خود کثیر التوبہ ہیں صحیح بخاری میں ہے میں روز اللہ سبحٰنہ سے سو بار استغفار کرتا ہوں شرح الشفاء والمرقاۃ واللمعات والجمع برمز (لہ) للطیبی والزرقانی ہر ایک کی توبہ اس کے لائق ہے حسنات الابرار سیئات المقربین حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر آن ترقی مقامات قرب و

Marfat.com

مشاہدہ میں ہیں و للآخرۃ خیر لک من الاولیٰ ۰ جب ایک مقام اجل و اعلیٰ پر ترقی فرماتے گزشتہ مقام کو بہ نسبت اسکے ایک نوع تقصیر تصور فرماکر اپنے رب کے حضور توبہ و استغفار لاتے تو وہ ہمیشہ توبہ بے تقصیر میں ہیں صلی اللہ علیہ وسلم مطالع مع بعض زیادات منی (۱۲) انھیں کے امت کے آخر عہد میں باب توبہ بند ہوگا شہ ح الشفا للقاری اگلی نبوتوں میں اگر کوئی ایک نبی کے ہاتھ پر تائب نہ ہوتا امکان رہتا کہ دوسرا نبی آئے اس کے ہاتھ پر توبہ لائے یہاں بابِ نبوت مسدود اور ختم ملت پر توبہ مفقود تو جو اُن کے دستِ اقدس پر توبہ نہ لائے اس کے لئے کہیں توبہ نہیں افادۃ الفاسی و بہ استقام کونہ من وجوہ التسمی بھذا الاسم العلی السمی۔ (۱۳) وہ فاتح باب توبہ ہیں سب میں پہلے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توبہ کی وہ انھیں کے توسل سے کتھی تو وہی اصل توبہ ہیں اور وہی وسیلۂ توبہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مطالع (۱۴) وہ توبہ قبول فرمانے والے ہیں ان کا دروازۂ کرم توبہ و معذرت کرنیوالوں کے لئے ہمیشہ مفتوح ہے سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون ان کے زمانۂ بصیرت میں مباح فرمادیا ان کے بھائی بجیر بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں لکھا

طہ الیہ فانہ لایرد من جاء	ان کے حضور دوڑ کر آ جو اُن کے سامنے
تائبا	توبہ کرتا حاضر ہو یہ اُسے کبھی رد نہیں فرماتے

مطالع المسرات۔

اسی بنا پر کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حاضر ہوئے راہ میں قصیدہ نعتیہ

بانت سعاد نظم کیا جس میں عرض رسا ہیں :۔

انبئت ان رسول اللہ اوعدنی

والعفو عند رسول اللہ مامول،

انی اتیت رسول اللہ معتذرا

والعذر عند رسول اللہ مقبول،

مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے لئے سزا کا حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عفو امید کیا جاتا ہے ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عذر دولت قبول پاتا ہے۔

توراۃ مقدس میں ہے:۔

لایجزی بالسیئۃ السیئۃ	احمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدی کا
ولکن یعفو ویغفر	بدلہ بدی نہ دیں گے بلکہ بخش دینگے۔
رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ	اور مغفرت مائیں گے۔

رواہ البخاری عن عبد اللہ بن عمرو والدارمی وابنا سعد وعساکر عن ابن عباس والاخیر عن عبد اللہ بن سلام وابن ابی حاتم عن وھب بن منبہ وابو نعیم عن کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین ۔ اسے بخاری نے عبد اللہ بن عمرو سے اور دارمی، ابن سعد، عساکر نے ابن عباس سے اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن سلام سے، ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے اور ابو نعیم نے کعب احبار سے روایت کی رضی اللہ عنہم اجمعین (م)

Marfat.com

ولہٰذا حضور اقدس صلے تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے طیبہ ہیں عفو
غفور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۱۵) اقول وہ نبی توبہ ہیں بندوں کو حکم ہے
کہ اُن کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ واستغفار کریں اللہ تو ہر جگہ سُنتا ہے
اس کا علم اس کا سمع اس کا شہود سب جگہ ایک سا ہے مگر حکم یہی فرمایا کہ
میری طرف توبہ چاہو تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک	اگر وہ جو اپنی جانوں پر ظلم کریں
فاستغفروا اللہ واستغفر	تیرے پاس حاضر ہو کر خدا سے بخشش
لھم الرسول لوجدوا اللہ	چاہیں اور رسول ان کی مغفرت مانگے
توابا رحیما ٥	تو ضرور خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں ـــــــ

حضور کے عالم حیات ظاہری میں حضور ظاہر تھا اب حضور مزار پُر
انوار ہے اور جہاں یہ بھی میسّر نہ ہو تو دل سے حضور پُر نور کی طرف توجہ حضور
سے توسل فریاد استغاثہ طلب شفاعت کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم اب بھی ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں مولانا علی قاری علیہ
رحمۃ الباری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں:۔

روح النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام۔	حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم روحانی طور پر مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہیں۔

Marfat.com

(۱۶) اقول وہ مفیض توبہ ہیں توبہ لیتے بھی یہی اور توبہ دیتے بھی یہی یہ توبہ نہ دیں تو کوئی توبہ نہ کرسکے توبہ ایک نعمتِ عظمیٰ بلکہ اجل نعم ہے اور نصوصِ متواترہ اولیائے کرام وائمۂ عظام وعلمائے اعلام سے مبرہن ہوچکا کہ ہر نعمتِ قلیل یا کثیر صغیر یا کبیر جسمانی یا روحانی دینی یا دنیوی ظاھری یا باطنی روزِ اول سے اب تک اب سے قیامت تک قیامت سے آخرت آخرت سے ابد تک مومن یا کافر مطیع یا فاجر ملک یا انسان یا جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوا اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انھیں کے صبائے کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی۔ انھیں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی۔ ہے اور بٹے گی۔

یہ سر الوجود واصل الجود وخلیفۃ اللہ الاعظم وولی نعمت عالم ہیں۔
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ خود فرماتے ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

انا ابوالقاسم اللہ یعطی	میں ابوالقاسم ہوں اللہ تعالیٰ دیتا
وانا اقسم	ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں

رواہ الحاکم فی المستدرک وصححہ واقرہ الناقدون۔

ان کا رب عزوجل فرماتا ہے:۔

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ٥

ہم نے نہ بھیجا تمھیں مگر رحمت سارے جہان کے لئے

Marfat.com

ان کے لئے فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس جاں فزا و ایمان افروز و دشمن گزا
شیطان سوز بحث کی تفصیل جلیل اور اُس پر نصوص قاہرہ کثیرہ وافرہ کی تکثیر جمیل
رسالہ مبارکہ سلطنت المصطفٰی فی ملکوت کل الوری میں ذکر کی۔
الحمد للہ رب العالمین (۱۷) اقول وہ نبی توبہ ہیں کہ گناہوں سے انکی
طرف توبہ کی جاتی ہے توبہ میں اُن کا نام پاک نام جلالت حضرت عزت عز
جلالہ کے ساتھ لیا جاتا ہے کہ میں اللہ و رسول کی طرف توبہ کرتا ہوں جل جلالہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحیح بخاری و صحیح مسلم شریف میں ہے ام المومنین
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی :-

یارسول اللہ اتوب الی اللہ	یارسول اللہ میں اللہ اور اللہ کے
والی رسولہ ماذا اذنبت	رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔

معجم کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ابوبکر صدیق
و عمر فاروق وغیرہما چالیس اجلہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے حضور اقدس
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کھڑے ہو کر ہاتھ پھیلا کر لرزتے کانپتے
حضور سے عرض کی :-

تبنا الی اللہ والی رسولہ	ہم اللہ اور اُسکے رسول کیطرف توبہ کرتے ہیں

فقیر نے یہ حدیثیں مع تحقیق جلیل و نفیس اپنے رسالہ مبارکہ الامن
والعلے لناعتے المصطفے بدافع البلا میں ذکر کیں۔ اقول توبہ کے
معنی ہیں نافرمانی سے باز آنا جس کی معصیت کی ہے اُس سے عہد طاعت کی

تجدید کرکے اُسے راضی کرنا۔

جو خدا کا گنہگار ہے وہ حضور کا بھی گنہگار ہے

اور نصِ قطعی قرآن سے ثابت کہ اللہ عز وجل کا ہر گنہگار حضور سیدِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گنہگار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ویلزمہ عکس النقیض من لم یطع اللہ لم یطع الرسول وھو معنے قولنا من عصے اللہ فقد عصی الرسول۔

جسنے رسول کی اطاعت کی تو بلاشبہ اس نے اللہ کی اطاعت کی اور اس کو عکس نقیض لازم ہے کہ جسنے اللہ کی اطاعت نہ کی اس نے رسول کی بھی نہ کی اور یہی معنی ہیں "جس نے اللہ کی نافرمانی کی اس نے رسول کی نافرمانی۔

اور قرآن عظیم حکم دیتا ہے کہ اللہ و رسول کو راضی کرو قال اللہ تعالیٰ :۔

واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مومنین ٥

سب سے زیادہ راضی کرنے کے مستحق اللہ و رسول ہیں اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں۔

نسأل اللہ الایمان والامن والامان ورضاہ ورضی رسولہ الکریم علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والتسلیم یہ نفیس فوائد کہ استطراداً زبان پر آگئے قابل حفظ ہیں کہ اس رسالہ کے غیر میں نہ ملیں گے یوں تو ع

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست

Marfat.com

ر میں امید کرتا ہوں کہ فقیر کی یہ تین توجیہیں اخیر بحمد اللہ تعالیٰ چیزے دیگر ہیں۔
و باللہ التوفیق۔

حدیث ۲۸:۔ امام احمد و ابن سعد و ابن ابی شیبہ اور امام بخاری تاریخ اور ترمذی شمائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی مدینہ طیبہ کے ایک راستے میں حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے ملے ارشاد فرمایا:۔

انا محمد وانا احمد وانا نبی الرحمة ونبی التوبة وانا المقفی وانا الحاشر ونبی الملاحم۔

میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں رحمت کا نبی ہوں میں توبہ کا نبی ہوں میں سب میں پچھلا نبی ہوں میں حشر دینے والا ہوں میں جہادوں کا نبی ہوں صلے اللہ تعالے علیہ وسلم۔

حدیث ۲۹:۔ طبرانی معجم کبیر اور سعید بن منصور سنن میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالے عنہما سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

انا احمد انا محمد وانا الحاشر الذی احشر الناس علی قدمی وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر فاذا کان یوم القیمة کان لواء الحمد

میں محمد ہوں میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر میں حشر دوں گا میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر کو محو فرماتا ہے قیامت کے دن لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا میں سب پیغمبروں

Marfat.com

معی وکنت امام المرسلین وصاحب شفاعتھم۔ کا امام اور اُن کی شفاعتوں کا مالک ہونگا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اسمائے طیبہ خاتم وعاقب ومقفی تو معنی ختم نبوت میں نص صریح ہیں علماء فرماتے اسم پاک حاشر بھی اسی طرف ناظر امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔

قال العلماء معناھما ای معنی روایتی قدمی بالتثنیۃ والافراد یحشرون علی اثری وزمن نبوتی ورسالتی لیس بعدی نبی۔

علماء نے فرمایا ان دونوں کے معنی (یعنی قدم کی مفرد اور تثنیہ کی روایت کے معنی ایہ ہیں کہ انکا حشر میرے بعد ہوگا اور میری نبوّت و رسالت کے زمانہ کے بعد اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تیسیر میں ہے :۔

ای علی اثر نوبتی ای زمنھا ای لیس بعدہ منی۔

یعنی میری باری کے زمانہ کے بعد، یعنی اس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

جمع الوسائل میں ہے :۔

قال الجزری ای یحشر الناس علی اثر زمان نبوتی لیس بعدی نبی۔

جزری نے کہا لوگوں کا حشر میری نبوت کے زمانہ کے بعد ہوگا، میرے بعد نبی نہ ہوگا۔

حدیث ۳۰ :۔ ابن مردویہ تفسیر اور ابو نعیم دلائل میں اور ابن عدی وابن عساکر ودیلمی حضرت ابو الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لی عشرۃ اسماء عند ربی | میرے رب کے یہاں میرے دس نام ہیں
انا محمد واحمد والفاتح والخاتم | محمد و احمد و فاتحِ عالمِ ایجاد و خاتم نبوت
وابوالقاسم والحاشر والعاقب | وابوالقاسم وحاشر و آخرالانبیاء و
والماحی ویٰس وطٰہٰ ۔ | ماحیِ کفر ویٰس وطٰہٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۳۱: ابن عدی کامل میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی ان لی عند ربی عشرۃ اسماء میرے رب کے پاس میرے لئے دس نام ہیں ازانجملہ محمد و احمد و ماحی و حاشر و عاقب یعنی ختم الانبیاء و رسول الرحمۃ و رسول التوبہ و رسول الملاحم ذکر کرکے فرمایا:۔

قثم کے معنی

وانا المقفی قفیت النبیاین عامۃ وانا قثم ۔ | میں مقفّی ہوں کہ تمام پیغمبروں کے بعد آیا اور میں کامل جامع ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

تنبیہ یہ حدیث ابن عدی نے مولیٰ علی وام المومنین صدیقہ واسامہ بن زید وعبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایت کی کما فی مطالع المسرات فان کان فی کلھا عاقب او مقف ونحوھما کانت خمسۃ احادیث ۔

حدیث ۳۲: حاکم مستدرک میں بافادہ تصحیح حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

کنیسۂ یہود میں تشریف لے گئے ہیں ہمر کاب اقدس تھا فرمایا اے گروہ یہود مجھے بارہ آدمی دکھاؤ جو گواہی دینے والے ہوں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل سب یہود سے اپنا غضب (یعنی جس میں وہ زمانہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گرفتار ہیں کہ دباؤ بغضب من اللہ فباؤ بغضب علیٰ غضب) اٹھا لے گا یہود سن کر چپ رہے کسی نے جواب نہ دیا حضور نے فرمایا۔

ابیتم فواللہ لانا الحاشر وانا العاقب وانا النبی المصطفےٰ آمنتم اوکذبتم ۔

تم نے نہ مانا خدا کی قسم بیشک میں حاشر ہوں اور میں خاتم الانبیا ہوں اور میں نبی مصطفےٰ ہوں، خواہ تم مانو یا نہ مانو۔

حدیث ۳۳ :۔ ابن سعد مجاہد مکی سے مرسلاً راوی بیشک اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا محمد واحمد انا رسول اللہ انا رسول الملحمۃ انا المقفی والحاشر محمد و احمد ہوں میں رسول رحمت ہوں میں رسول جہاد ہوں میں خاتم الانبیا ہوں میں لوگوں کو حشر دینے والا ہوں صلے اللہ علیہ وسلم۔

دوسری قسم[ف] ھو الاول والآخر والظاھر والباطن

وہی اول ہیں وہی آخر ہیں وہی ظاہر ہیں وہی باطن ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

[ف] حدیث ۲ - ۳ - ۵ - ۱۲ بھی اسی نوع سے تھیں ۱۲ منہ

Marfat.com

انھیں سے عالم کی ابتدا ہے وہی رسولوں کی انتہا ہیں۔

حدیث ۳۴:- صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

نحن الاخرون السابقون یوم القیمۃ۔	ہم زمانے میں سب سے پچھلے اور قیامت میں سب سے اگلے ہیں۔

حدیث ۳۵:- مسلم وابوداجہ ابوہریرہ وحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

نحن الآخرون من اهل الدنیا والاولون یوم القیمۃ المقضی لهم قبل الخلائق۔	ہم دنیا میں سب کے بعد اور آخرت میں سب پر سابق ہیں تمام جہان سے پہلے ہمارے لئے حکم ہوگا۔

حدیث ۳۶:- دارمی ابن مکتوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

ان اللہ ادرک بی الاجل المرحو ولختار لی اختیارا فنحن الآخرون ونحن السابقون یوم القیمۃ	بے شک اللہ نے مجھے مدتِ اخیر دزمانہ انتظار پر پہنچایا اور مجھے چن کر پسند فرمایا تو ہمیں سب سے پچھلے اور ہم ہی روزِ قیامت سب سے اگلے صلی اللہ علیہ وسلم۔

تنبیہ:- اس حدیث میں نسخے مختلف ہیں بعض یوں ہے:-

ان اللہ ادرک بی الاجل المرحوم واختصر لی اختصارا	مجھے اللہ عزوجل نے محض رحمت کے وقت پہنچایا اور میرے لئے کمال اختصار فرمایا۔

Marfat.com

اس اختصار کی شرح و تفسیر پانچ وجہ منیر پر فقیر نے اپنے رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین میں بیان کی ۔

۱۳۰۵ھ

حدیث ۳۷ :- اسحٰق بن راہویہ مسند اور ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری و مسلم مصنف میں مکحول سے راوی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک یہودی پر کچھ آتا تھا اس سے لینے تشریف لے گئے اور فرمایا :-

لا والذی اصطفٰی محمدا علی البشر لا افارقك ۔

قسم اس کی جس نے محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام آدمیوں سے برگزیدہ کیا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔

یہودی بولا واللہ خدا نے انھیں تمام بشر سے افضل نہ کیا امیر المومنین نے اُسے طمانچہ مارا وہ بارہ رسالت میں نالشی آیا حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا عمر تم اس کو طمانچہ کے بدلے راضی کر دو (یعنی ذمی ہے) اور ہاں اے یہودی آدم صفی اللہ ابراہیم خلیل اللہ نوح نجی اللہ موسیٰ کلیم اللہ عیسیٰ روح اللہ ہیں وانا حبیب اللّٰہ اور میں اللہ کا پیارا ہوں۔ ہاں اے یہودی اللہ نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے اللہ سلام ہے اور میری امت کا نام مسلمین رکھا اور اللہ مومن ہے اور میری امت کو مومنین لقب دیا۔ ہاں اے یہودی تم زمانے میں پہلے ہو ونحن الاٰخرون السابقون یوم القیمۃ اور ہم زمانے میں بعد اور روز قیامت سب سے پہلے ہیں ہاں جنت حرام ہے انبیاء پر جب تک میں اس میں جلوہ افروز نہ ہوں اور حرام ہے امتوں پر جب تک میری امت داخل ہو صلی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیک وعلیہم وسلم۔

حدیث ۳۸ :۔ بیہقی شعب الایمان میں ابو قلابہ سے مرسلاً راوی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

انما بعثت فاتحا وخاتما۔ — میں بھیجا گیا درہائے رحمت کھولتا اور نبوت ورسالت ختم کرتا ہوا۔

حدیث ۳۹ :۔ ابن ابی حاتم وبغوی وثعلبی تفاسیر اور ابواسحٰق جوزجانی تاریخ اور ابونعیم دلائل میں بطرق عدیدہ عن قتادہ عن الحسن عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسنداً اور ابن سعد طبقات اور ابن لال مکارم الاخلاق میں قتادہ سے مرسلاً راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیہ کریمہ واذ اخذ نا من النبیین میثاقھم ومنك ومن نوح وابراھیم وموسٰی وعیسے بن مریم۔ یعنی اور یاد کیجئے جبکہ ہم نے نبیوں سے انکا عہد لیا اور آپ سے اور نوح، ابراہیم، موسٰی اور عیسٰی ابن مریم سے۔ کی تفسیر میں فرمایا

کنت اول النبیین فی الخلق — میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور

واٰخرھم فی البعث۔ — سب کے بعد بھیجا گیا۔

قتادہ نے کہا فبدا بہ قبلھم اسی لئے رب العزت تبارک وتعالیٰ نے آیہ کریمہ میں انبیائے سابقین سے پہلے حضور پُرنور کا نام پاک لیا صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضورؐ کے تمام انبیاء سے مقدم ہونیکی وجہ

تذییل ابوسہل قطان اپنے امالی میں سہل بن صالح ہمدانی سے راوی ہیں نے

Marfat.com

حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم تو سب انبیار کے بعد مبعوث ہوئے حضور کو سب پر تقدم کیونکر ہوا فرمایا:۔

ان اللہ تعالیٰ لما اخذ من بنی ادم من ظھور ذریاتھم واشھدھم علیٰ انفسھم الست بربکم کان محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول من قال بلیٰ ولذالک صار یتقدم الانبیاء وھو اٰخر من بعث ۔	جب اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کی پیٹھوں سے اُن کی اولادیں روز میثاق نکالیں اور انھیں خود اُن پر گواہ بنانے کو فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں تو سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمہ بلیٰ عرض کیا کہ ہاں کیوں نہیں اس وجہ سے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب انبیار پر تقدم ہوا حالانکہ حضور سب کے بعد مبعوث ہوئے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

تذییل :۔ شفا شریف امام قاضی عیاض واحیار العلوم امام حجۃ الاسلام ومدخل امام ابن الحاج واقتباس الانوار علامہ ابوعبداللہ محمد بن علی رشاطی وشرح البردہ ابوالعباس قصار ومواہب لدنیہ امام قسطلانی وغیرہا کتب معتمدین میں ہے ۔ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد وفات حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کو ندا وخطاب کرکے عرض کئے ہیں اُنھیں میں گزارش کرتے ہیں

Marfat.com

بابی انت و امی یارسول اللہ لقد بلغ من فضیلتك عند اللہ ان بعثك اخر الانبیاء وذکرك فی اولھم فقال واذ اخذ نا من النبیین میثاقھم ومنك ومن نوح الآیہ

یارسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان حضور کی فضیلت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس حد کو پہنچی کہ حضور کو تمام انبیاء کے بعد بھیجا اور ان سب سے پہلے ذکر فرمایا کہ فرماتا ہے اور یاد کرو جب ہم نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے اے محبوب اور نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ بن مریم سے۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام

تذییل :۔ علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفا شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یوں سلام کیا :۔

السلام علیك یا اول السلام علیك یا آخر السلام علیك یا ظاھر السلام علیك یا باطن۔

میں نے فرمایا اے جبریل یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہیں کہ اُسی کو لائق ہیں مجھ سے مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہے جبریل نے عرض کی اللہ تبارک وتعالےٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ حضور پر نور پر یوں سلام عرض کروں اللہ تعالیٰ نے حضور

Marfat.com

کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے :۔

وسماك بالاول لانك اول

الانبياء خلقا وسماك بالآخر

لانك آخر الانبياء فى العصر

وخاتم الانبياء الى الآخر الامم

حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیا سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانے مؤخر و خاتم الانبیاء و نبی امت آخرین ہیں ۔ باطن نام رکھا کہ اُسے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہرے نور سے ساق عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجا اور ہزار سال بھیجا یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے حضور کو مبعوث کیا خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج ۔ حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اُس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہل سماوات و ارض پر ظاہر و آشکارا کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پر نور پر درود نہ بھیجا ہو اللہ حضور پر درود بھیجے

فربك محمود وانت محمد	پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد
وربك الاول والآخر الظاهر	حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و

Marfat.com

والباطن وانت الاول والآخر	باطن ہے اور حضور اوّل و آخر ظاہر و
والظاہر والباطن۔	باطن ہیں۔

سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

الحمد للہ الذی فضلنی علی	سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جسنے مجھے
جمیع النبیین حتی فی اسمی	تمام انبیاء پر فضیلت دی یہانتک کہ
وصفتی	میرے نام وصفت میں

ذکرہ القاری فی شرح الشفاء فقال قد روی التلمسانی عن ابن عباس الخ

اقول ظاہرہ انہ اخرجہ	میں کہتا ہوں بظاہر انھوں نے اس کو
بسندہ فان الاسناد ماخوذ	اپنی سند سے ذکر کیا ہوگا کیونکہ اسناد
فی مفہوم الروایۃ کما قالہ	روایت کے مفہوم میں ماخوذ ہے جیسا
الزرقانی فی شرح المواہب	کہ زرقانی نے شرح مواہب میں کہا
ولعل الظاہر ان فیہ تجرید	بظاہر اس میں تجرید ہے اور مراد اور
والمراد اورد و ذکر واللہ	رد ذکر ہے۔ واللہ اعلم۔
تعالیٰ اعلم۔	

ختم نبوت پر خاص تصریحات

حدیث ۴۰:۔ صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

فضلت علی الانبیاء بست	میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت
اعطیت جوامع الکلم ونصرت	دیا گیا مجھے جامع باتیں عطا ہوئیں اور

Marfat.com

بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطھورا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون۔

مخالفوں کے دل میں میرا رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی اور میرے لئے غنیمتیں حلال ہوئیں اور میرے لئے زمین پاک کرنیوالی اور نماز کی جگہ قرار دی گئی اور میں تمام جہان سب ماسوی اللہ کا رسول ہوا اور مجھ سے انبیا ختم کئے گئے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۴۱:۔ دارمی اپنی سنن میں بسند صحیح اور بخاری تاریخ اور طبرانی اوسط اور بیہقی سنن میں اور ابو نعیم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا شافع ومشفع ولا فخر

میں تمام پیغمبروں کا پیشوا ہوں اور کچھ براہ فخر نہیں اور میں تمام پیغمبروں کا خاتم ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلا شفاعت کرنیوالا اور سب سے پہلا شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور بروجہ فخر ارشاد نہیں کرتا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۴۲:۔ احمد وحاکم وبیہقی وابن حبان عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

الی مکتوب عند اللہ فی ام الکتاب لخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ

بیشک بالیقین میں اللہ کے حضور لوحِ محفوظ میں خاتم النبیین لکھا تھا اور ہنوز آدم اپنی مٹی میں پڑے تھے۔

آدم سر و تن بآب و گِل داشت
کو حکم بملکِ جان و دل داشت

تذییل: مواہب لدنیہ و مطالع المسرات میں ہے:

خرج مسلم فی صحیحہ من حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال ان اللہ عز وجل کتب مقادیر الخلق قبل ان یخلق السموٰات والارض بخمسین الف سنۃ فکان عرشہ علی الماء ومن جملۃ ماکتب فی الذکر وھو ام الکتاب ان محمدا خاتم النبیین

یعنی صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عز وجل نے زمین و آسمان کی آفرینش سے پچاس ہزار برس پہلے خلق کی تقدیر لکھی اور اُس کا عرش پانی پر تھا منجملہ اُن تحریرات کے لوح محفوظ میں لکھا بیشک محمد خاتم النبیین ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ثم قال بعد ھذا فی المواھب وعن العرباض بن ساریۃ فذکر الحدیث المذکور انفا وقال بعدہ فی المطالع وغیر ذالک من الاحادیث اھ وقال الزرقانی بعد قولہ ان محمدا خاتم النبیین فان قیل الحدیث یفید سبق العرش علی التقدیر وعلی کتابۃ محمد خاتم النبیین الخ

Marfat.com

فافادواجمیعاتہ بتمامہ حدیث واحد مخرج ھٰکذا فی صحیح مسلم والعبد الضعیف راجع الصحیح من کتاب القدر فلم یجد فیہ الا الی قولہ وکان عرشہ علی الماء وبھٰذا القدر عزاہ لہ فی المشکوٰۃ والجامع الصغیر والکبیر وغیرھا فاللہ اعلم۔

حدیث ۴۳ تا ۴۶ :۔ احمد وبخاری ومسلم وترمذی حضرت جابر بن[43] عبداللہ اور احمد وشیخین حضرت ابوہریرہ[44] اور احمد ومسلم حضرت ابوسعید[45] خدری اور احمد وترمذی حضرت ابی بن کعب[46] رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بالفاظ متناسبہ ومعانی متقاربہ راوی حضور خاتم المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ فکنت انا سددت موضع اللبنۃ ختم بی البنیان وختم بی الرسل وفی لفظ للشیخین فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔

میری اور تمام انبیا کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک محل نہایت عمدہ بنایا گیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی دیکھنے والے اس کے آس پاس پھرتے اور اس کی خوبی تعمیر سے تعجب کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ کہ نگاہوں میں کھٹکتی ہے، میں نے تشریف لاکر وہ جگہ بند کی مجھ سے یہ عمارت پوری کی گئی مجھ سے رسولوں کی انتہا ہوئی میں عمارت نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حدیث ۴۷ :- امام ترمذی حکیم عارف باللہ محمد بن علی نوادر الاصول میں سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :. اول الرسول آدم وآخرھم محمد سب رسولوں میں پہلے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور سب میں پچھلے محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم -

حدیث ۴۸ :- طبرانی معجم اوسط ومعجم صغیر اور ابن عدی کامل اور حاکم کتاب المعجزات اور بیہقی وابونعیم کتابیں دلائل النبوۃ اور ابن عساکر تاریخ میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجمع اصحاب میں تشریف ما تھے کہ ایک بادیہ نشین قبیلہ بنی سلیم کا آیا سوسمار (گوہ) شکار کرکے لایا تھا وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ڈالدے اور بولا قسم ہے لات وعزیٰ کی وہ شخص آپ پر ایمان نہ لائیگا جبتک یہ سوسمار ایمان نہ لائے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس جانور کو پکارا وہ فصیح زبان روشن بیان عربی میں بولا جسے سب حاضرین نے خوب سنا اور سمجھا لبیک وسعدیک یازین من وافی یوم القیٰمۃ میں خدمت بندگی میں حاضر ہوں اے تمام حاضرین مجمع محشر کی زینت ۔ حضور نے فرمایا من تعبد تیرا معبود کون ہے ؟ عرض کی الذی فی السماء عرشہ وفی الارض سلطانہ وفی البحر سبیلہ وفی الجنۃ رحمتہ وفی النار عذابہ وہ جس کا عرش آسمان میں اور سلطنت زمین میں اور راہ سمندر میں اور رحمت جنت میں اور عذاب نار میں ۔ فرمایا فمن انا بھلا میں کون ہوں عرض کی انت رسول رب العلمین وخاتم النبیین قد افلح من صدقک وقد خاب من کذبک حضور پروردگار

Marfat.com

عالم کے رسول ہیں اور رسول کے خاتم جس نے حضور کی تصدیق کی وہ مراد کو وہ مراد کو پہنچا نہ مانا نامراد رہا۔ اعرابی نے کہا اب آنکھوں دیکھے کے بعد کیا شبہ ہے خدا کی قسم میں جس وقت حاضر ہوا حضور سے زیادہ اُس شخص کو دشمن کوئی نہ تھا اور اب حضور مجھے اپنے باپ اور اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ یہ مختصر ہے اور حدیث میں اس سے زیادہ کلام اطیب واکثر۔

تنبیہ :۔ یہ حدیث امیر المومنین مولیٰ علی وام المؤمنین عائشہ صدیقہ وحضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت سے بھی آئی کما فی الجامع الکبیر والخصائص الکبریٰ ولم اقف علی الفاظھم فان اشتملت جمیعا علی لفظ خاتم النبیین کانت اربعۃ احادیث۔

تذییل ۔ ترمذی حدیث طویل حلیۂ اقدس میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ انھوں نے فرمایا بین کتفیہ خاتم النبوۃ وھو خاتم النبیین حضور کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے اور حضور خاتم النبیین ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تذییل :۔ طبرانی معجم اور ابونعیم عوالی سعید بن منصور میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے درود شریف کا ایک صیغہ بلیغہ راوی جس میں فرماتے ہیں اجعل شرائف صلواتک ونوامی برکاتک ورأفۃ تحننک علی محمد عبدک ورسولک الخاتم لما سبق والفاتح لما اغلق الٰہی اپنی بزرگ درودیں اور بڑھتی برکتیں اور رحمت کی مہر نازل کر محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کہ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں گزروں کے خاتم اور مشکلوں کے کھولنے والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

چوتھی قسم نبوت منقطع ہوئی اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا

دت گئی، نبوت منقطع ہوئی جب سے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبوت ملی کسی دوسرے کو نہیں مل سکتی

حدیث ۴۹ :- صحیح بخاری شریف میں مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں:- کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ
نبی ولا نبی بعدی انبیاء بنی اسرائیل کی سیاست فرماتے جب ایک نبی تشریف
لیجاتا دوسرا اس کے بعد آتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۵۰ : احمد ترمذی حاکم بسند صحیح برشرط صحیح مسلم کما قالہ الحاکم وا
الناقدون حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فرماتے ہیں:- ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی
ولا نبی بیشک رسالت و نبوت ختم ہو گئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول نہ کوئی نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۵۱ : صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
سے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لم یبق من النبوۃ الا المبشرات
الرؤیا الصالحۃ نبوت سے کچھ باقی نہ رہا صرف بشارتیں باقی ہیں اچھی خوابیں۔

حدیث ۵۲ :- احمد و ابنائے ماجہ و خزیمہ و حبان حضرت ام کرز رضی اللہ

ـه اس مطلب کی دس بلکہ بارہ حدیثیں اسی نوع میں مذکور ہیں اور چھ اوپر گزریں یعنی حدیث ۱۷-۱۹-۲۱-۲۲-۲۳-۲۵ اور نوع ششم کی ۱۸ حدیثیں سب کی سب اسی نوع کی ہیں تو اس مطلب کی جملہ ۳۶ احادیث ہیں

Marfat.com

تعالیٰ عنہا سے بسند حسن راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ذھبت النبوۃ بعدی الا المبشرات الرؤیا یراھا الرجل او تری لہٗ نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھا خواب کہ انسان آپ دیکھے یا اس کے لئے دیکھا جائے۔

حدیث ۵۴ :۔ صحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس ہوا پردہ اٹھایا سر انوار پر پٹی بندھی تھی لوگ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صف بستہ تھے حضور نے ارشاد فرمایا یاایھا الناس انہ لم یبق من مبشرات النبوۃ الا الرؤیا الصالحۃ یراھا المسلم او تری لہ اے لوگو! نبوت کی بشارتوں سے کچھ نہ رہا مگر اچھا خواب کہ مسلمان دیکھے یا اس کے لئے دوسرے کو دکھایا جائے۔

حدیث ۵۵ تا ۵۸ :۔ احمد و ترمذی و حاکم بہ تصحیح در دیانی و طبرانی و ابویعلی حضرت[۵۵] عقبہ بن عامر اور طبرانی و ابن عساکر اور خطیب کتاب الرواۃ مالک میں حضرت عبداللہ[۵۶] بن عمر اور طبرانی حضرت عصمہ[۵۷] بن مالک وحضرت ابو سعید[۵۸] خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تذییل :۔ صحیح بخاری شریف میں اسمٰعیل بن ابی خالد سے ہے :۔

قلت لعبد اللہ بن ابی اوفیٰ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارائیت ابراھیم ابن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال مات صغیرا ولو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی عاش ابنہ ابراھیم۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا آپ نے حضرت ابراہیم صاحبزادۂ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تھا فرمایا اُن کا بچپن میں انتقال ہوا اور اگر مقدر ہوتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو حضور کے صاحبزادے حضرت ابراہیم زندہ رہتے مگر حضور کے بعد نبی نہیں۔

امام احمد کی روایت انھیں سے یوں ہے میں نے حضرت ابن ابی اوفیٰ کو فرماتے سُنا:۔

لوکان بعد النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نبی مامات ابنہ ابراھیم۔

اگر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا حضور کے صاحبزادے ابراہیم انتقال نہ فرماتے۔

تذییل امام ابوعمر ابن عبدالبر بطریق اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن سدی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی انھوں نے فرمایا:۔

کان ابراھیم قد ملأ المھد ولو عاش لکان نبیا لکن لم یکن لیبقی فان نبیکم اٰخر الانبیا

حضرت ابراہیم اتنے ہوگئے تھے کہ انکا جسم گہوارے کو بھر دیتا اگر زندہ رہتے نبی ہوتے مگر زندہ نہ رہ سکتے تھے کہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم آخر الانبیا رہیں۔

لوعاش ابراہیم لکان نبیا پر بحث

فائدہ اس کی اصل متعدد احادیث مرفوعہ سے ہے ماوردی حضرت انس اور ابن عساکر

Marfat.com

حضرت جابر بن عبداللہ و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعا
عنہم سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لو عاش ابراھیم
لکان صدیقا نبیا اگر ابراہیم زندہ رہتا تو صدیق و پیغمبر ہوتا۔

وبہ انجلی ما اشتبہ علی الامام	اس تقریر سے وہ شبہ بھی ختم ہوا جو امام نو
النووی مع جلالۃ شانہ وسعۃ	جیسے وسیع العلم نفوس کو لاحق ہوا تھ
عم فانہ اما ما قال الامام ابو عمر بن	اور امام ابو عمر بن عبد البر نے جو کہا ہے کہ
عبد البر لا ادری ما ھٰذا فقد	کیا ہے، کیونکہ نوح کا بیٹا تھا مگر نبی نہ ہو
کان ابن نوح غیر نبی ولو لم یلد	اور اگر قاعدہ یہی ہو کہ نبی کے یہاں نبی
النبی الا نبیا کان کل احد نبیا	پیدا ہوگا تو پھر سب ہی کو نبی ہونا چاہئے
لانھم ولد نوح قال اللہ تعالیٰ	کیونکہ سب ہی اولادِ نوح سے ہیں۔ فرما
وجعلنا ذریتہ ھم الباقین ٥	الٰہی ہے، ہمنے انہی کی ذریت کا باقی رکھ
فاجابوا عنہ بان الشرطیۃ	اس اعتراض کا جواب علماء نے یہی دیا
لا یلزمھا الوقوع اقول نعم	کہ "اِن" شرطیہ وقوع پر دلالت نہیں
لکنھا لا شك تفید الملازمۃ	ہے۔ میں کہتا ہوں، نہیں وہ ملازمہ تو ثاب
فان کانت مبینۃ علی ان ابن	کرتا ہے ۹ اب اگر اس سے یہ بیان مقصو
بنی لا یکون الا نبیا لزم ما الزم	ہو کہ نبی کا بیٹا نبی ہی ہوگا تو ابو عمر کا اعترا
ابو عمر ولا مفر فالحق فی الجواب	درست ہے اور اس سے کوئی مفر نہیں، تو
ما اقول من عدم صحۃ	حق جواب یہ ہے کہ انبیاء سابقین اور ان
قیاس الانبیاء السابقین	بیٹوں کو حضور صلے اللہ علیہ تعالیٰ علیہ و

Marfat.com

وبنيهم على نبينا سيد المرسلين
وبنيه صلى الله تعالى عليه
وعليهم وسلم فلو استحق ابنه
بعد النبوة لا يلزم منه استحقاق
ابناء الانبياء جميعا هكذا
رائيتني كتبت على هامش
نسختي التيسير ثم رائيت
العلامة العليا القاري ذكر مثله
في الموضوعات الكبير فلله الحمد
وقد اخرج الديلمي عن انس
بن مالك رضي الله تعالى عنه
قال قال رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم نحن اهل بيت
لا يقاس بنا احد على اني اقول لا
نسلم ان الحديث يحكم بالنبوة بل
انباء عما تكامل في جوهر ابراهيم
من خصائل الانبياء وخلال المرسلين
بحيث لو لم ينسد باب النبوة لنالها
تفضلا من الله تعالى لا استحقاقا

پر اور آپ کے بیٹوں پر قیاس کرنا درست ۔
نہیں تو اگر حضور کا بیٹا آپ کے بعد مستحق
نبوت ہوتا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمام
انبیائے سابقین کے بیٹے بھی نبی ہوتے، میں
نے تیسیر کے نسخے پر یہی لکھا ہے، پھر علی قاری
کی موضوعات کبیر دیکھی اس میں بھی ہو بہو
یہی نکلا فللہ الحمد اور دیلمی نے انس رض
رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کی ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا ہم اہل بیت پر کسی کو قیاس
نہ کیا جائے علاوہ ازیں میں کہتا ہوں
حدیث مذکور نبوت کا حکم ہی نہیں
لگاتی ہے بلکہ اس میں تو صرف یہ
بتایا جا رہا ہے کہ ابراہیم کی فطرت اتنی
کاملہ تھی کہ اگر دروازہ نبوت نہ بند
ہوتا تو محض فضل الہی سے وہ نبی ہو سکتے
تھے۔ اور اس میں ان کی طرف سے
کوئی استحقاق نہ تھا، کیونکہ اپنی ذات
کے اعتبار سے نبوت کا کوئی مستحق نہیں

Marfat.com

منه فان النبوة لا یستحقها احد من قبل ذاته لکن اللہ تعالیٰ یصطفی من عبادہ من تم وکمل صورۃ ومعنی ونسباً وحسباً وبلغ الغایۃ القصوی من کل خیر اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ فاذن الحدیث علی وزان ماھر لو کان بعدی نبی لکان عمر واللہ تعالیٰ اعلم۔

لیکن اللہ اپنے ان بندوں میں سے جو صورتاً، معنیً، نسباً، حسباً کامل ہوں اور بھلائی کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہوں منتخب فرمالیتا ہے، اللہ ہی کو علم ہے کہ وہ اپنی رسالت کہاں رکھے گا، تو یہ حدیث گزشتہ حدیث کی طرح ہے اس میں یہ تھا "اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

پانچویں قسم حضورؐ کے بعد کسی کو نبوت ملنی ماننے والا دجال کذاب ہے

بعد طلوع آفتاب عالمتاب خاتمیت صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلی آلہ الکرام جو کسی کے لئے ادعائے نبوت کرے، دجال کذاب مستحق لعنت و عذاب ہے۔

حدیث ۵۹ و ۶۰:۔ امام بخاری حضرت ابوہریرہ اور احمد ومسلم و ابوداؤد وترمذی وابن ماجہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی وھذا حدیث ثوبان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ولفظ البخاری دجالون کذابون قریباً من ثلثین عنقریب اس امت میں

قریب تیس کے دجال کذاب نکلیں گے ہر ایک ادعا کریگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۶۱:۔ امام احمد وطبرانی وضیا حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں فی امتی کذابون ودجالون سبعۃ وعشرون منھم اربعۃ نسوۃ وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی میری امت دعوت میں (کہ مومن وکافر سب کو شامل ہے) ستائیس کذاب ودجال ہوں گے اُن میں چار عورتیں ہیں حالانکہ میں خاتم الانبیا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں صلے اللہ علیہ وسلم۔

حدیث ۶۲:۔ ابن عساکر علاء بن زیاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مرسلاً راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لا تقوم الساعۃ حتی یخرج	قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس
ثلثون دجالون کذابون کلھم	دجال کذاب مدعی نبوت نکلیں۔

یزعم انہ نبی الحدیث۔

تذییل:۔ ابو یعلیٰ مسند میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تقوم الساعۃ حتی یخرج ثلثون کذابون منھم مسیلمۃ والعنسی والمختار قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ تیس کذاب نکلیں اُن میں سے مسیلمہ اور اسود عنسی ومختار ثقفی ہے اخذھم اللہ تعالیٰ۔ الحمد للہ بفضلہ تعالیٰ یہ تینوں خبیث کتے کی شیران اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے۔ اسود مردود خود زمانہ اقدس

Marfat.com

اور مسیلمہ ملعون زمانہ خلافت صدیقی اور مختار مردک زمانہ خلافت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں وللہ الحمد [1]۔

چھٹی قسم خاص مولیٰ علی کے باب میں

متواتر حدیثیں کہ نبوت ختم ہوگئی نبوت میں انکا حصہ نہیں

خاص امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بارے میں متواتر حدیثیں ہیں کہ نبوت ختم ہوئی نبوت میں اُن کا کچھ حصہ نہیں۔

حدیث ۶۳ تا ۷۸ :- امام احمد مسند اور بخاری و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ صحاح ابن اسحٰق سیرت ابوداؤد وطیالسی مسند ابونعیم فضائل الصحابہ عثمان بن ابی شیبہ سنن ابن جریر تہذیب الآثار میں بطرق عدیدہ کثیرہ سیدنا سعد [۶۳] بن ابی وقاص اور حاکم بہ تصحیح اسناد مستدرک اور طبرانی معجم کبیر و وسیط اور ابوعاقولی فوائد میں اور ابن مردویہ مطولاً اور بزار بطریق عبداللہ بن ابی بکر عن حکیم بن جبیر عن الحسن سعد مولیٰ علی اور ابن عساکر بطریق عبداللہ بن محمد بن عقیل عن ابیہ عن جدہ عقیل امیر المومنین [۶۴] مولیٰ علی اور احمد و حاکم و طبرانی و عقیلی حضرت عبداللہ بن عباس اور احمد حضرت امیر [۶۶] معاویہ اور احمد و بزار

---

[1] مسیلمہ خبیث کے قاتل وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنھوں نے زمانہ کفر میں سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا وہ فرمایا کرتے قتلت خیر الناس وشر الناس میں نے بہتر شخص کو شہید کیا پھر سب سے بدتر کو مارا۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر میں یوں ہے کہ "میں نے کفر میں بہترین شخص کو قتل کیا اور بحالت اسلام بدترین شخص تاکہ اسکا بدلہ یہ ہوجائے"۔

ابو جعفر بن محمد طبری وابو بکر مطیری حضرت ابو سعید[67] خدری اور ترمذی بافادہ تحسین حضرت جابر[68] بن عبد اللہ سے مسنداً اور حضرت ابو ہریرہ[69] سے تعلیقاً اور طبرانی کبیر اور خطیب کتاب المتفق والمتفرق میں حضرت عبد اللہ[70] بن عمر اور ابو نعیم فضائل الصحابہ میں حضرت سعید[71] بن زید اور طبرانی کبیر میں حضرات برار[72] بن عازب و زید[73] بن ارقم وحبیش بن[74] جنادہ وجابر[75] بن سمرہ ومالک بن حویرث وحضرت ام المومنین ام سلمہ[76] اور زوجہ امیر المومنین علی حضرت اسمار[77] بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے راوی حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کو تشریف لے جاتے وقت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مدینے میں چھوڑا امیر المومنین نے عرض کی یا رسول اللہ حضور مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں فرمایا اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی یعنی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم یہاں میری نیابت میں ایسے رہو جیسے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنے رب سے کلام کے لئے حاضر ہوئے ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنی نیابت میں چھوڑ گئے تھے ہاں یہ فرق ہے کہ ہارون نبی تھے میں جب سے نبی ہوا دوسرے کے لئے نبوت نہیں.

مسند ومستدرک میں حدیث ابن عباس یوں ہے.

الا ترضی ان تکون بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انک لست بنبی.	کیا تم راضی نہیں کہ بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر یہ کہ تم نبی نہیں۔

حضرت اسمار کی حدیث اس طرح ہے:-

قالت ہبط جبریل علی النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا محمد ان ربك یقرأك السلام ویقول لك علی منك بمنزلۃ ھارون من موسیٰ لکن لا نبی بعدك۔

جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے عرض کی حضور کا رب حضور کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے علی تمہاری نیابت میں ایسا ہے جیسا موسیٰ کیلئے ہارون مگر تمہارے بعد کوئی نبی نہیں صلی اللہ علیک وبارک وسلم۔

مسند امام احمد میں حدیث امیر معویہ رضی اللہ عنہ یوں ہے کسی نے اُن سے ایک مسئلہ پوچھا فرمایا اسأل عنہا علیا فھو اعلم مولیٰ علی سے پوچھو وہ اعلم ہیں سائل سائل نے کہا یا امیر المومنین مجھے آپکا جواب اُن کے جواب سے زیادہ محبوب ہے، فرمایا

بئسما قلت لقد کرھت رجلا کان رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یعزہ بالعلم عزا ولقد قال لہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی وکان عمر اذا اشکل علیہ شیٔ اخذ منہ۔

تو نے سخت بری بات کہی ایسے کو ناپسند کیا جس کے علم کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم عزت فرماتے اور بیشک حضور نے اُن سے کہا تجھے مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسےٰ علیہما الصلاۃ والسلام سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کسی بات میں شبہ پڑتا اُن سے حاصل کرتے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حدیث ۷۹:۔ ابو نعیم حلیۃ الاولیا میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

حدیث یاعلی اخصمک بالنبوۃ :۔ یاعلی اخصمک ولا نبوۃ بعدی اے علی میں مناصب جلیلہ وخصائص کثیرہ جزیلہ نبوت میں تجھ پر غالب ہوں اور میرے بعد نبوت اصلا نہیں۔

حدیث ۸۰ :۔ ابن ابی عاصم اور ابن جریر بافادہ تصحیح اور طبرانی اوسط ابن شاہین کتاب السنہ میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی میں بیمار تھا خدمت اقدس حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا حضور نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود نماز میں مشغول ہوتے ردائے مبارک کا آنچل مجھ پر ڈال لیا پھر بعد نماز فرمایا۔

برئت یا ابن ابی طالب فلا بأس علیک ماسألت اللہ لی شیئا للا سألت لک مثلہ ولا سألت اللہ شیئاً الا اعطانیہ غیرانہ قیل لی انہ لا نبی بعدک۔	اے ابن ابی طالب تم اچھے ہوگئے تم پر کچھ تکلیف نہیں میں نے اللہ عزوجل سے جو کچھ اپنے لئے مانگا تمہارے لئے بھی اس کی مانند سوال کیا اور میں نے جو کچھ چاہا رب عزوجل نے مجھے عطا فرمایا مگر مجھ سے یہ فرمایا گیا کہ تمہارے بعد کوئی نبی نہیں۔

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں اُسی وقت ایسا تندرست ہوگیا گویا بیمار ہی نہ تھا۔

تنبیہ :۔ اقول وباللہ التوفیق یہ حدیث حضرت امیر المومنین کے

Marfat.com

لئے مرتبہ صدیقیت کا حصول بتاتی ہے صدیقیت ایک مرتبہ تلو محبت ہے کہ اُس کے اور نبوت کے بیچ میں کوئی مرتبہ نہیں مگر ایک مقام ادق واخفی کہ قصیبہ حضرت صدیق اکبر اکرم واتقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، تو اجناس انواع واصناف فضائل وکمالات وبلندی درجات میں خصائص وملزومات نبوت کے سوا صدیقین ہر عطیہ بہیہ کے لائق واہل ہیں اگرچہ باہم اُن میں تفاوت وتفاضل کثیر ووافر ہوا آخر نہ دیکھا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابن جمیل و نائب جلیل حضور پرنور سید الاسیاد فرد الافراد غوث اعظم غیاث عالم محبوب سبحانی مطلوب ربانی سیدنا ومولانا ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

کل ولی علی قدم نبی وانا علیٰ قدم جدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وما رفع المصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدما الا وضعت انا قدمی فی المواضع الذی رفع قدمہ منہ الا ان یکون قدما من اقدام النبوۃ فانہ لا سبیل ان ینالہ غیر نبی۔

ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں اپنے جد اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم پاک پر ہوں مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاں سے قدم اٹھایا میں نے اُسی جگہ قدم رکھا مگر نبوت کے قدم کہ اُن کی طرف غیر نبی کو اصلا راہ نہیں۔

رواہ الامام الاجل ابو الحسن علی الشطنوفی قدس سرہ فی بہجۃ الاسرار فقال اخبرنا ابو محمد سالم بن علی بن عبد اللہ بن سنان الدمیاطی

Marfat.com

المصری المولد بالقاهرة سنۃ ۶۷۱ احدی وسبعین وسمائۃ قال اخبرنا الشیخ القدوۃ شہاب الدین ابوحفص عمر بن عبد اللہ السہروردی ببغداد سنۃ ۶۲۴ اربع وعشرین وسمائۃ قال سمعت الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول علی الکرسی بمدرستہ فذکرہ اسے ابوالحسن علی شطنوفی رحمہ اللہ نے بہجۃ الاسرار میں روایت کیا اور کہا کہ ہمیں خبر دی ابو محمد سالم بن علی بن عبد اللہ بن سنان ومیاطی مصری نے (ان کی پیدائش قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں ہوئی) انھوں نے کہا ہمیں شہاب الدین ابوحفص عمر بن عبد اللہ سہروردی نے بغداد میں ۶۲۴ھ میں خبر دی کہ میں یعنے شیخ عبد القادر جیلانی نے رضی اللہ عنہ سے کہ وہ اپنے مدرسہ میں کرسی پر بیٹھے ہوئے فرماتے تھے، پھر مذکورہ روایت بیان کی ۔ بالجملہ مادون نبوت پر فائز ہونا نہ تفرد کی دلیل نہ حجت تفضیل کہ وہ صدہا میں مشترک اور فی نفسہ مشکک ہر غوث وصدیق اس میں شریک اور ان پر بشدت مقول بالتشکیک بلکہ خود حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

طالب علم کی فضیلت

من اتاہ ملک الموت وھو یطلب العلم کان بینہ وبین الانبیاء درجۃ واحد لا درجۃ النبوۃ ۔	جس کے پاس ملک الموت آئیں اور وہ طلب علم میں ہو اس میں اور انبیا علیہم الصلاۃ والسلام میں صرف ایک درجے کا فرق ہو کہ درجۂ نبوت ہے رواہ ابن النجار

Marfat.com

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

حفاظ کی فضیلت

کاد حملۃ القرآن یکونوا انبیاء الا انہ لا یوحی الیھم۔

قریب ہے حاملان قرآن انبیا ہوں مگر یہ کہ اُن کی طرف وحی نہیں آتی رواہ الدیلمی

فی حدیث عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

تو اُس کے امثال سے حضرات خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کی تفضیل کا وہم نہیں ہو سکتا۔ علما فرماتے ہیں ابوبکر صدیق صدیقِ اکبر ہیں اور علی مرتضیٰ صدیقِ اصغر۔ صدیق اکبر کا مقام اعلیٰ صدیقیت سے بلند و بالا ہے۔ نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں ہے:۔

صدیق اکبر کی عظمت شان

اما تخصیص ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلانہ الصدیق الاکبر الذی سبق الناس کلھم لتصدیقہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولم یصدر منہ غیرہ قطہ وکذا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فانہ یسمے الصدیق الاصغر

ابوبکر کی تخصیص اس لئے ہے کہ وہ صدیق اکبر ہیں انھوں نے سب لوگوں سے پہلے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کی، اور کبھی تصدیق کے علاوہ کچھ اُن سے ظاہر نہ ہوا، اسی طرح علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کا حال ہے کیونکہ انھیں صدیق اصغر کہا جاتا ہے، کہ انھوں نے کبھی کفر نہ کیا

Marfat.com

الذی لم یتلبس بکفر قط ولم یسجد لغیر اللہ مع صغرہ وکون ابیہ علی غیر الملۃ ولذا اخص بقول علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ

اور باوجود اپنے خورد سال ہونے کے اور باپ کے دوسرے مذہب پر ہونے کے غیر اللہ کو سجدہ نہ کیا، اس لئے انھیں کرم اللہ تعالیٰ وجہہ (یعنی اللہ نے ان کے چہرے کو عزت عطا کی) کہتے ہیں ۔

حضرت خاتم الولایۃ المحمدیۃ فی زمانہ بحر الحقائق ولسان القوم بجنانہ وبیانہ سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نفعنا اللہ فی الدارین بفیضانہ فتوحات مکیہ شریفہ میں فرماتے ہیں :۔

فلو فقد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی ذلک الموطن وحضرہ ابوبکر لقام فی ذلک المقام الذی اقیم فیہ رسول اللہ صلی تعالے علیہ وسلم لانہ لیس ثم اعلی منہ یحجبہ عن ذلک فھو صادق ذلک الوقت وحکیمہ وما سواہ تحت حکمہ (ثم قال) وھذا المقام الذی اثبتنا بین الصدیقیۃ ونبوۃ التشریع الذی ھو مقام القربۃ وھو للافراد وھو دون نبوۃ التشریع وفوق الصدیقیۃ فی المنزلۃ عند اللہ والمشار الیہ بالسر الذی وقر فی صدر ابی بکر فضل بہ الصدیقین اذ حصل لہ فی قلبہ ما لیس فی شرط الصدیقیۃ ولا من لوازمھا فلیس بین ابی بکر وبین رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجل لانہ صاحب الصدیقیۃ و صاحب سر۔ یعنی اگر حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس موطن (مقام)

Marfat.com

میں تشریف رکھتے ہوں اور صدیق اکبر حاضر ہوں تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام پر صدیق قیام کریں گے کہ وہاں صدیق سے اور جو اُن کے سوا ہیں اس سے رد کے زیر حکم وہ اس وقت کے صادق وحکیم ہیں اور جو اُن کے سوا ہیں سب اُن کے زیر حکم۔ یہ مقام جو ہم نے ثابت کیا صدیقیت اور نبوت شریعت کے بیچ میں ہے یہ مقام قربت فردوں کے لئے ہے، اللہ کے نزدیک نبوت شریعت سے نیچا اور صدیقیت سے مرتبے میں بالا ہے اسی کی طرف اُس راز سے اشارہ ہے جو سینۂ صدیق میں متمکن ہوا جس کے باعث وہ تمام صدیقوں سے افضل قرار پائے کہ اُنکے قلب میں وہ راز الٰہی حاصل ہوا جو نہ صدیقیت کی شرط ہے نہ اُس کے لوازم سے تو ابو بکر صدیق اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان کوئی شخص نہیں کہ وہ تو صدیقیت والے بھی اور صاحب راز بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تذییل :- بعض احادیث[1] علویہ مبطلۂ دعوے غلویہ۔

مولیٰ علی کے ارشادات کہ ابوبکر و عمر و عثمان مجھ سے اور تمام امتِ محمدیہ سے افضل ہیں

حدیث ۸۱:- صحیح بخاری شریف میں امام محمد بن حنفیہ صاحبزادۂ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ہے:-

قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلے اللہ تعالے	میں نے اپنے والد ماجد مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی نبی صلے اللہ تعالےٰ

[1] لیعنی بعض ایسی احادیث کا ذکر جو حضرت علی سے مروی ہیں اور ان کی محبت میں مبالغہ کرنے والوں کے دعووں کو باطل کرتی ہیں۔

علیہ وسلم قال ابوبکر | علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر
ل قلت ثم من قال ثم | کون ہے فرمایا ابوبکر میں نے کہا پھر کون
مر ثم خشیت ان اقول | فرمایا پھر عمر پھر مجھے خوف ہوا کہ کہیں میں
ثم من فیقول عثمان فقلت | میں کہوں پھر کون تو فرما دیں عثمان اسلئے
ثم انت یا ابت فقال ما انا | میں نے سبقت کرکے کہا اے باپ میرے
لا رجل من المسلمین۔ | پھر آپ فرمایا میں تو نہیں مگر ایک مرد
مسلمانوں میں سے۔

ورواہ ایضاً ابن ابی عاصم وخشیش وابونعیم فی حلیۃ الاولیاء۔

حدیث ۸۲ :۔ طبرانی معجم اوسط میں صلہ بن زفر سے راوی جب امیر المومنین مولیٰ علی کے سامنے لوگ ابوبکر صدیق کا ذکر کرتے امیر المومنین فرماتے :۔

السباق یذکرون السباق | ابوبکر بڑی سبقت والے کا ذکر کر رہے ہیں
یذکرون والذی نفسی بیدہ | کمال پیشی لے جانے والے کا تذکرہ کرتے
ماستبقنا الی خیر قط الاسبقنا | ہیں قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں
الیہ۔ | میری جان ہے جب ہم نے کسی خیر میں پیشی
چاہی ہے ابوبکر ہم سب پر سبقت لے گئے۔

حضرت علی نے شیخین سے ان کو فضلیت دینے والوں کو مفتری کہا ہے

حدیث ۸۳ :۔ ابوالقاسم طلحی وابن ابی عاصم وابن شاہین اور لالکائی سب اپنی اپنی کتاب السنہ میں عشاری فضائل صدیق اور اصبہانی کتاب الحجہ اور ابن عساکر تاریخ دمشق

Marfat.com

میں راوی امیر المومنین کو خبر پہنچی کچھ لوگ انھیں ابوبکر و عمر سے افضل بتا
ہیں منبر پر تشریف لے گئے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا:۔

ایھا الناس بلغنی ان اقواما	اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر
یفضلونی علی ابی بکر و عمر ولو	عمر پر تفضیل دیتے ہیں اگر میں پہلے متنبہ
کنت تقدمت فیہ لعاقبت	کر چکا ہوتا تو اب سزا دیتا آج کے بعد
فیہ فمن سمعتہ بعد ھٰذا	جسے ایسا کہتا سنوں گا وہ مفتری ہے
الیوم یقول ھٰذا فھو مفتر	اس پر مفتری کی حد آئے گی رسول اللہ
علیہ حد المفتری خیر الناس	صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں
بعد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	سے بہتر ابوبکر ہیں پھر عمر پھر ان کے بعد
ابوبکر ثم عمر زاد غیر الطلحی	ہم سے کچھ نئے امور واقع ہوئے کہ خدا
ثم احدثنا بعد احداثا	ان میں جو چاہے گا حکم فرمائے گا۔
یقضی اللہ فیھا ما یشاء۔	

حدیث ۸۴:۔ امام ابوعمر ابن عبدالبر استیعاب میں حکم بن حجل سے اور امام ابوالحسن دارقطنی سنن میں روایت کرتے ہیں امیر المومنین مولیٰ علی فرماتے ہیں

لا اجد احدا فضلنی علی ابی	میں جسے پاؤں گا کہ ابوبکر و عمر پر مجھے
بکر و عمر الا جلدتہ حد	تفضیل دیتا ہے اُسے مفتری کی حد اسّی
المفتری۔	کوڑے لگاؤں گا۔

حدیث ۸۵:۔ ابن عساکر بطریق الزہری عن عبداللہ بن کثیر راوی امیر المومنین فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

ویفضلنی احد علی ابی بکر	جو مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہے گا اُسے
فعمر الاجلد تہ جلد ا وجیعاً	دردناک کوڑے لگاؤں گا۔

حدیث ۸۶ :- امام احمد و مسدد مسند اور عدنی مائتین اور ابوعبید کتاب الغریب اور نعیم بن حماد فتن اور خثیمہ بن سلیمان طرابلسی فضائل الصحابہ اور حاکم و مستدرک اور خطیب تلخیص المتشابہ میں راوی امیرالمومنین فرماتے ہیں:

سبق رسول اللہ صلی اللہ	رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سبقت
تعالیٰ علیہ وسلم وثنی ابوبکر	لے گئے اور اُن کے دوسرے ابوبکر اور
وثلث عمر ثم خطبتنا فتنۃ	تیسرے عمر ہوئے پھر ہمیں فتنے نے مضطرب
ویعفوا اللہ عمن یشاء للخطیب	کیا اور خدا جسے چاہے معاف فرمائے گا
وغیرہ فھو ما شاء اللہ زادھو	یا فرمایا جو خدا نے چاہا وہ ہوا تو جو مجھے
فمن فضلنی علی ابی بکر وعمر	ابوبکر و عمر پر فضیلت دے اس پر مفتری
فعلیہ حد المفتری من الجلد	کی حد واجب ہے اسّی کوڑے لگائے
واسقاط الشھادۃ	جائیں اور گواہی نہ سنی جائے۔

حدیث ۸۷) ابوطالب عشاری بطریق الحسن بن کثیر عن ابیہ راوی ایک شخص نے امیرالمومنین مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی آپ خیرالناس ہیں فرمایا تو نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہا نہ فرمایا ابوبکر کو دیکھا کہا نہ فرمایا عمر کو دیکھا کہا نہ فرمایا

اما انک لو قلت انک رائیت	سن لے اگر تو نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	کے دیکھنے کا اقرار کرتا اور پھر مجھے خیرالناس

تقتلتك ولو قلت رائیت ابوبکر وعمر الحدد تك۔ کہتا تو میں تجھے قتل کرتا اور اگر تو ابوبکر وعمر کو دیکھے ہوتا اور مجھے افضل بتا تو تجھے حد لگاتا۔

حدیث ۸۸ :۔ ابن عساکر سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا:۔

لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الا وقد انکر حقی وحق اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جو مجھے ابوبکر وعمر پر تفضیل دے گا وہ میرے اور تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق کا منکر ہوگا۔

حدیث ۸۹ :۔ ابوطالب عشاری اور اصبہانی کتاب الحجہ میں عبد خیر سے راوی میں نے امیر المومنین مولیٰ علی سے عرض کی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے جنت میں جائیں گے فرمایا:۔

ای والذی فلق الحبۃ وبرا النسمۃ انہما لیا کلان من ثمارھا ویرویان من مائھا ویتکئان علی فرشھا وانا موقوف بالحساب۔ ہاں قسم اس کی جس نے بیج کو چیر کر پیڑ اگایا اور آدمی کو اپنی قدرت سے تصویر فرمایا بیشک وہ دونوں جنت کے پھل کھائیں گے اس کے پانی سے سیراب ہونگے اس کی مسندوں پر آرام کریں گے اور میں ابھی حساب میں کھڑا ہوں گا۔

حدیث ۹۰ :۔ ابوذر ہروی ودار قطنی وغیرہما حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

...نہ سے راوی میں نے امیر المومنین سے عرض کی :۔

یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!	
قال مھلا یا ابا جحیفۃ الا اخبرک بخیر الناس بعد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر و عمر ۔	ٹھہر وائے ابوجحیفہ کیا تمہیں نہ بتادوں کہ خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ کون ہے، ابو بکرؓ و عمرؓ ۔

حدیث ۹۱ :۔ ابو نعیم حلیہ اور ابن شاہین کتاب السنہ اور ابن عساکر تاریخ میں عمرو بن حریث سے راوی میں نے امیر المومنین مولیٰ کو منبر پر فرماتے سنا :۔ افضل الناس بعد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر و عثمان و فی لفظ ثم عمر ثم عثمن بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں میں افضل ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان ۔

حدیث ۹۲ :۔ ابن عساکر بطریق سعد ابن طریف اصبغ بن نباتہ سے راوی

قال قلت لعلی یا امیر المؤمنین من خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ابو بکر قلت ثم من قال عمر قلت ثم من قال عثمان	میں نے مولیٰ علی سے عرض کی یا امیر المؤمنین رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے فرمایا ابو بکر کہا پھر کون فرمایا عمر میں نے کہا پھر کون فرمایا عمر میں نے کہا پھر کون فرمایا

قلت ثم من قال انا۔ رائیت رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعینی ھاتین والا نعمیتا وباذنی ھاتین والا فصمتا یقول ماولد فی الاسلام مولود ازکیٰ ولا اظہر ولا افضل من ابی بکر ثم عمر۔	عثمان کہا پھر کون فرمایا میں۔ میں نے ان آنکھوں سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ورنہ یہ آنکھیں پھوٹ جائیں اور ان کانوں سے فرماتے سنا ورنہ بہرے ہو جائیں حضور فرماتے تھے اسلام میں کوئی شخص ایسا پیدا نہ ہوا جو ابوبکر پھر عمر سے زیادہ ستھرا پاکیزہ زیادہ فضیلت والا ہو۔

حدیث ۹۳:۔ ابوطالب عشاری فضائل الصدیق میں راوی امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:۔

وھل انا الاحسنة من حسنات ابی بکر	میں کون ہوں مگر ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی۔

حدیث ۹۴:۔ خثیمہ طرابلسی وابن عساکر ابوالزناد سے راوی ایک شخص نے مولیٰ علی سے عرض کی یا امیر المومنین کیا بات ہوئی کہ مہاجرین و انصار نے ابوبکر کو تقدیم دی حالانکہ آپ کے مناقب بیشتر اور اسلام و سوابق پیشتر اور اسلام مسلمان کے لئے خدا کی پناہ نہ ہوتی تو میں تجھے قتل کر دیتا افسوس تجھ پر ابوبکر چار وجہ سے مجھ پر سبقت لے گئے افشائے اسلام میں مجھ سے پہلے ہجرت میں مجھ سے سابق صحبت غار میں اُنھیں کا حصہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امامت کے لئے اُنھیں کو مقدم فرمایا۔

Marfat.com

ویحك ان الله ذم الناس کلهم ومدح ابا بکر فقال الا تنصروه فقد نصره الله الآیۃ۔

افسوس تجھ پر بیشک اللہ تعالےٰ نے سب کی مذمت کی ابوبکر کی مدح فرمائی کہ ارشاد فرماتا ہے اگر تم اس نبی کی مدد نہ کرو تو اللہ تعالیٰ نے اسکی مدد فرمائی جب کافروں نے اسے مکّے سے باہر کیا دوسرا اُن دو کا جب وہ غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتا تھا غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

حدیث ۹۵۔ خطیب بغدادی وابن عساکر اور دیلمی مسند الفردوس اور عشاری فضائل الصّدّیق میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

سألت الله ثلثا ان یقدمك فابیٰ علی الا تقدیم ابی بکر۔

اے علی میں نے اللہ عزوجل سے تین بار سوال کیا تجھے تقدیم دے اللہ تعالےٰ نے نہ مانا مگر ابوبکر کو مقدم رکھا۔

حدیث ۹۶۔ عبداللہ بن احمد زوائد مسند میں اور ابویعلی دورقی وحاکم وابن ابی عاصم وابن شاہین امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے راوی کہ انھوں نے فرمایا:۔

دعانی رسول الله صلے الله تعالیٰ علیه وسلم فقال یا علی ان

مجھے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلا کر ارشاد فرمایا اے علی تجھ میں ایک

فيك من عيسىٰ مثلاً ابغضته
اليهود حتى بهتوا امه واحبته
النصارىٰ حتى انزلوه بالمنزلة
التي ليس بها وقال على الا وانى
يهلك فى رجلان محب مطرٍ لى
يقرظنى بما ليس بنبى ولا يوحى
الىّ ولكنى اعمل بكتاب الله
وسنة لست بنبى ولا يوحى الىّ
ولكنى اعمل بكتاب الله وسنة
نبيه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم
ما استطعت فما امرتكم به
بطاعة الله فحق عليكم طاعتى
فيما احببتم او كرهتم او معصية
انا وغيرى فلا طاعة لاحد فى
معصية الله انما الطاعة
فى المعروف ۔

کہاوت عیسےٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی طرح
ہے یہود نے ان سے دشمنی کی یہاں تک کہ
ان کی ماں پر بہتان باندھا اور نصاریٰ نے
اُن کے دوست بنے یہاں تک کہ جو مرتبہ
ان کا نہ تھا وہاں جا اتارا مولیٰ علی فرماتے
ہیں سن لو میرے معاملے میں دو شخص ہلاک
ہوں گے ایک دوست میری تعریف
میں حد سے بڑھنے والا جو میرا وہ رتبہ
بتائے گا جو مجھ میں نہیں اور ایک دشمن
مفتری جسے میری عداوت اس پر باعث
ہو گی کہ مجھ پر تہمت اٹھائے سن لو نہ تو
میں نبی ہوں نہ مجھ پر وحی آتی ہے میں تو جہاں
ہو سکے اللہ عزوجل کی کتاب اور اس کے
نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر عمل
کرتا ہوں تو میں جب تمہیں اطاعت الٰہی کا
حکم دوں تو میری فرماں برداری تم پر لازم
ہے چاہے تمہیں پسند ہو خواہ ناگوار اور اگر
معصیت کا حکم دوں میں یا کوئی تو اللہ کی
نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں اطاعت تو شرع

Marfat.com

بات میں ہے۔

حدیث ۹۷ :۔ ابن عساکر سالم بن ابی الجعد سے راوی :۔

قال قلت لمحمد بن الحنفیۃ ھل کان ابوبکر اول القوم اسلاما قال لا قلت فبما علا ابوبکر وسبق حتی لا یذکر احد غیر ابی بکر قال لانہ کان افضلھم اسلاما حین اسلم حتی لحق بربہ۔

میں نے امام محمد بن حنفیہ صاحبزادۂ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے تھے فرمایا نہ۔ میں نے کہا پھر کس وجہ سے ابوبکر سب پر بلند و سابق ہوئے کہ اُن کے سوا کوئی دوسرے کا ذکر ہی نہیں کرتا فرمایا اس لئے کہ وہ جب سے مسلمان ہوئے اور جب تک اپنے رب عزوجل کے پاس گئے ان کا ایمان سب سے افضل رہا۔

حدیث ۹۸ :۔ امام دارقطنی جندب اسدی سے راوی :۔

ان محمد بن عبد اللہ بن الحسن اتاہ قوم من اھل الکوفۃ والجزیرۃ فسألوہ عن ابی بکر وعمر فالتفت الیّ فقال انظر الی اھل بلادک یسألونی عن ابی بکر وعمر لھما افضل عندی من علی۔

امام نفس زکیہ محمد عبد اللہ محض ابن امام حسن مثنےٰ ابن امام حسن مجتبےٰ ابن مولیٰ علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالیٰ وجوہہم کے پاس اہلِ کوفہ وجزیرہ سے کچھ لوگوں نے حاضر ہوکر ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں سوال کیا امام نے میری طرف التفات کرکے فرمایا اپنے وطن الوں

Marfat.com

کو دیکھو مجھ سے ابوبکر و عمر کے باب میں سوال کرتے ہیں بیشک وہ دونوں میرے نزدیک علی سے افضل ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حدیث ۹۹ :۔ حافظ عمر بن شبہ سیدنا امام زید شہید ابن امام زین العابدین ابن امام حسین شہید کربلا ابن مولیٰ مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی انھوں نے رافضیوں سے فرمایا :۔

انطلقت الخوارج فبرئت ممن	خارجیوں نے چل کر تو انھیں سے برات کی جو
بقی فواللہ ما بقی لستطیعوا	ابوبکر و عمر سے نیچے ہیں یعنی عثمان و علی رضی
ان یقولوا فیھما شیئاً وانطلقتم	اللہ تعالیٰ عنہم مگر ابوبکر و عمر کی شان میں کچھ
انتم فظفرتم فوق ذلک فبرئتم	نہ کہہ سکے اور اے رافضیو تم نے اُن سے اوپر
منھما فمن بقی فواللہ ما بقی	جست کی کہ خود ابوبکر و عمر سے برات کر بیٹھے
احد الا برئتم۔	تو اب کون رہ گیا خدا کی قسم کوئی باقی نہ رہا
	جس سے تم نے تبرّا نہ کیا۔

حدیث ۱۰۰ :۔ دار قطنی فضیل بن مرزوق سے راوی :۔

قال قلت لعمر بن علی بن الحسن	میں نے امام زین العابدین کے صاحبزادے
بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم	امام باقر کے بھائی امام عمر ابن علی سے پوچھا
افیکم امام تفترض طاعتہ	آپ میں کوئی ایسا امام ہے جس کی طاعت
تعرفون ذلک لہ من لم یعرف	فرض ہو آپ اُس کا یہ حق پہچانتے ہیں جو اُسے
ذلک لہ فمات میتۃ جاھلیۃ	بے پہچانے مرجائے جاہلیت کی موت مرے
فقال لا واللہ ماذالک فینا من	فرمایا خدا کی قسم ہم میں کوئی ایسا نہیں جو ایسا

Marfat.com

من قال هذا فهو کاذب فقلت	کہے جھوٹا ہے میں نے کہا رافضی تو کہتے ہیں یہ
انهم يقولون ان هذه المنزلة	مرتبہ مولیٰ علی کا تھا پھر امام حسن پھر امام حسین
كانت لعلي ثم للحسن ثم للحسين	کو ملا فرمایا اللہ رافضیوں کو قتل کرے خرابی
قاتلهم الله ويلهم ما هذا امن	ہو ان کے لئے یہ کیا دین ہے خدا کی قسم یہ لوگ
الدين والله ما هؤلاء الا متاكلين	نہیں مگر ہمارا نام لے کر دنیا کھانے کمانیوالے
بنا هذا المختصر۔	والعیاذ باللہ عزوجل۔

تکمیل جلیل :۔ یہاں تک سو احادیث فقیر نے لکھیں اور چاہا کہ اسی پر بس کرے پھر خیال آیا کہ ذکر پاک امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہے دس حدیثیں اور شامل ہوں کہ نام مبارک مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدد حاصل ہوں نظر کروں تو فیضانِ روح مبارک امیر المومنین سے تذییلات میں دس عدد حدیثیں خود ہی گزر چکی ہیں تذییل بعد حدیث ۲۵ یک و بعد ۳۹ تین و بعد ۴۲ یک و بعد ۴۸ و ۵۸ دو دو و بعد ۶۲ یک یہ مقصود تو یوں حاصل تھا مگر ازانجا کہ وضع رسالہ نصوص ختم نبوت میں ہے اور ۸۱ سے ۱۰۰ تک بیس حدیثوں کا اضافہ کو دوسرے طرز سے ادا کرتی تھیں لہٰذا خاص مقصود کی بیس حدیثوں کا اضافہ ہی مناسب نظر آیا کہ خود اصل مرام پر سو حدیثوں کا عدد کامل اور اصول مرویات ایک سو بیس ہو کر تین چہل حدیث کا فضل حاصل ہو۔

حدیث ۱۰۱ تا ۱۰۸ :۔

متعلق ارشادات انبیاء و علمائے کتب سابقہ حاکم صحیح مستدرک میں وہب

بن منبہ سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس اور سات دیگر صحابہ کرام سے کہ سب اہل بدر تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک اللہ عزوجل روزِ قیامت اوروں سے پہلے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُن کی قوم کو بلا کر فرمائے گا تم نے نوح کو کیا جواب دیا؟ وہ کہیں گے نوح نے ہمیں نہ تیری طرف بلایا نہ تیرا کوئی حکم پہنچایا نہ کچھ نصیحت کی نہ ہاں یا نہ کا کوئی حکم سنایا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے :-

دعوتھم یارب دعاء فاشیا فی الاولین والآخرین امۃ بعد امۃ حتی انتھی الی اخرالنبیین احمد فانتسخہ وقراہ وامن بہ وصدقہ۔

الٰہی میں نے انھیں ایسی دعوت کی جس کی خبر یکے بعد دیگرے سب اگلوں پچھلوں میں پھیل گئی یہاں تک کہ سب سے پچھلے نبی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچی انھوں نے اُسے لکھا اور پڑھا اور اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق فرمائی۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرمائیگا احمد امتِ احمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلاؤ۔

فیاتی رسول اللہ وامتہ یسعے نورھم بین ایدھم ۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی امت حاضر آئیں گے یوں کہ اُن کے نور ان کے آگے جولان کرتے ہونگے

نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے شہادت ادا کریں گے۔ الحدیث وقد اختصرناہ ۔

حدیث ۱۰۹ :- دارقطنی غرائب امام مالک اور بیہقی دلائل اور خطیب

Marfat.com

رواۃ مالک میں بطرق عدیدہ عن مالک بن انس عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی و ابونعیم دلائل میں بطریق ابن لھیعہ عن مالک بن الازھر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابونعیم دلائل میں من طریق یحییٰ بن ابراھیم بن ابی قتیلۃ عن بن اسلم عن ابیہ اسلم مولی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور معاذ بن المثنے زوائد مسند مسدد میں بطریق منتصر بن دینار عن عبداللہ بن ابی الھذیل ۔ بسند ابن لہیعہ، عن مالک بن ازہر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما، اور ابونعیم دلائل میں بسند یحییٰ بن ابراہیم بن ابی قتیلہ عن ابن اسلم عن ابیہ اسلم مولیٰ عمر رضی اللہ عنہ، اور معاذ بن مثنی زوائد مسند مسدد میں بطریق منتصر بن دینار عن عبداللہ بن ابی ہذیل راوی ہیں ۔

بروجہ آخر واقدی مغازی میں عن عبدالعزیز بن عمر عن ابی بن نضلۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن جریر تاریخ اور باوردی کتاب الصحابہ میں بطریق ابی معروف عبداللہ بن معروف عن ابی عبدالرحمن الانصاری عن محمد بن حسین بن علی بن ابی طالب اور ابی الدنیا امام محمد باقر رضی ابی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :۔

وھٰذا حدیث معاذ و فیہ صریح النص علی مرادنا و مازدنا من الطریق الاوّل ادرنا حولہ ھلالین ۔	اور یہ معاذ کی صریح حدیث ہے جو ہماری مراد پر نص ہے اور جو اضافہ ہم نے اس میں پہلی سند سے کیا ہے تو اس کو دو ہلالوں کے درمیان کر دیا ہے ۔

Marfat.com

زریب بن برثملا کا عجیب واقعہ

سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نضلہ بن عمرو انصاری کو تین سو مہاجرین و انصار کے ساتھ تاراج حلوان عراق کے لیے بھیجا یہ قیدی اور غنیمتیں لیے آتے تھے ایک پہاڑ کے دامن میں شام ہوئی فضلہ نے اذان کہی جب کہا اللہ اکبر اللہ اکبر پہاڑ سے آواز آئی اور صورت نہ دکھائی دی کہ کوئی کہتا ہے کبرت کبیرا یا نضلۃ تم نے کبیر کی بڑائی کی اے نضلہ جب کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ جواب آیا اخلصت یا نضلہ اخلاصاً نضلہ تم نے خالص توحید کی جب کہا اشہد ان محمد رسول اللہ آواز آئی نبی بعث لا نبی بعدہ ھو النذیر وھو الذی بشرنا بہ عیسیٰ بن مریم وعلیٰ راس امتہ تقوم الساعۃ یہ نبی ہیں کہ مبعوث ہوئے ان کے بعد کوئی نبی نہیں یہی ڈر سنانے والے ہیں یہی ہیں جن کی بشارت ہمیں عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام نے دی تھی انھیں کی امت کے سر پر قیامت قائم ہوگی۔ جب کہا حی علی الصلاۃ جواب آیا فریضۃ [1] فرضت (طوبی لمن مشے الیہا واظب علیہا) نماز ایک فرض ہے کہ بندوں پر رکھا گیا خوبی و شادمانی اُس کے لیے جو اُس کی طرف چلے اور اس کی پابندی رکھے۔

---

[1] ھٰکذا فی السابع وفی الطریق الثانی عند البیہقی فی الصلاۃ قال کلمۃ مقبولۃ وفی الفلاح قال البقاء لامۃ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعکس ابن ابی الدنیا فذکر الصلاۃ البقاء لامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفی الفلاح کلمۃ مقبولہ ۱۲ منہ

Marfat.com

جب کہا حی علی الفلاح آواز آئی افلح من اتاھا وواظب علیھا (افلح من[1] اجاب محمد اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مراد کو پہنچا جو نماز کے لئے آیا اور اُس پر مداومت کی مراد کو پہنچا جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جب کہا قد قامت الصلاۃ جواب آیا البقاء لامۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی رؤسہا تقوم الساعۃ بقا ہے امت محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے اور انھیں کے سروں پر قیامت ہوگی (جب کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ آواز آئی اخلصت الاخلاص کلہ یا نضلۃ فحرم اللہ بھا جسدک علی النار اے نضلہ تم نے پورا اخلاص کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے سبب تمہارا بدن دوزخ پر حرام فرما دیا) نماز کے بعد نضلہ کھڑے ہوئے اور کہا اے اچھے پاکیزہ خوب کلام والے ہم نے تمہاری بات سنی تم فرشتے ہو یا کوئی سیاح یا جن، ظاہر ہو کر ہم سے بات کرو کہ ہم اللہ عزوجل اور اُس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (وامیرالمومنین عمر) کے سفیر ہیں اس کہنے پر پہاڑ سے ایک بوڑھے شخص نمودار ہوئے سپید مو دراز ریش سر ایک چکی کے برابر سپید اون کی ایک چادر اوڑھے ایک باندھے اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ حاضرین نے جواب دیا اور نضلہ نے پوچھا اللہ تم پر رحم کرے تم کون ہو کہا میں زریب بن برثملا ہوں بندہ صالح عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام کا وصی ہوں انھوں نے میرے لئے دعا فرمائی تھی کہ

---

[1] زاد الخطیب وھو البقاء لامۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ...

Marfat.com

میں اُن کے نزول تک باقی رہوں (زاد فی الطریق الثانی) پھر ان سے پوچھا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں ہیں کہا انتقال فرمایا اس پر وہ پیر بزرگ بشدت روئے پھر کہا اُن کے بعد کون ہوا کہا ابوبکر کہا وہ کہاں ہیں کہا انتقال ہوا کہا پھر کون بیٹھا کہا عمر، کہا امیرالمومنین عمر سے میرا اسلام کہو اور کہ ثبات وسداد وآسانی پر عمل رکھئے کہ وقت قریب آلگا ہے، پھر علامات قرب قیامت اور بہت کلمات وعظ وحکمت کہے اور غائب ہو گئے جب امیرالمومنین کو خبر پہنچی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پیغام جاری فرمایا کہ خود اس پہاڑ کے نیچے جایئے (اور وہ ملیں تو انھیں میرا اسلام کہیے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی تھی کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک وصی عراق کے اس پہاڑ میں منزل گزین ہے) سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (چار ہزار مہاجرین وانصار کے ساتھ) اُس پہاڑ کو گئے چالیس دن ٹھہرے پنجگانہ اذانیں کہیں مگر جواب نہ تھا آخر واپس آئے۔

ابوبکر کی خلافت سے متعلق ایک عجیب حکایت

حدیث ۱۱۰:۔ طبرانی معجم کبیر میں سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں زمانہ جاہلیت میں ملک شام کو تجارت کے لئے گیا تھا ملک کے اسی کنارے پر اہل کتاب سے ایک شخص مجھے ملا پوچھا کیا تمہارے یہاں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ہم نے کہا ہاں کہا تم ان کی صورت دیکھو تو پہچان لوگے میں نے کہا ہاں وہ ہمیں ایک مکان میں لے گیا جس میں تصاویر تھیں وہاں نبی کریم

Marfat.com

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ مجھے نظر نہ آئی اتنے میں ایک اور
تابی آکر بولا کس شغل میں ہو ہم نے حال کہا وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا وہاں جاتے
ہی حضور پر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر منیر مجھے نظر آئی اور دیکھا کہ
ایک شخص حضور پر نور کے پیچھے حضور کے قدم مبارک کو پکڑے ہوئے ہے میں نے
کہا یہ دوسرا کون ہے وہ کتابی بولا :۔

انہ لم یکن نبی الا ھذا فانہ لا نبی بعدہ وھذا الخلیفۃ بعدہ۔

بیشک کوئی نبی ایسا نہ ہوا جس کے بعد نبی نہ ہو سوا اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں اور دوسرا ان کے بعد خلیفہ ہے

اُسے جو میں دیکھوں تو ابوبکر صدیق کی تصویر تھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ابوبکر کے وفد کا ہرقل کے دربار میں پہنچنا اور عجیب الزامات کا ظہور

تذییل اوّل۔ ابن عساکر بطریق حضرت قاضی معانی بن زکریا حضرت عبادہ بن صامت اور بیہقی و ابونعیم بطریق حضرت ابوامامہ باہلی حضرت ہشام بن عاص سے راوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جب صدیق اکبر اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں بادشاہ روم ہرقل کے پاس بھیجا اور ہم اُسکے شہ نشین کے نزدیک پہنچے وہاں سواریاں بٹھائیں اور کہا لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ جانتا ہے یہ کہتے ہی اس کاشہ نشین ایسا ہلنے لگا جیسے ہوا کے جھونکوں میں کھجور۔ اُس نے کہلا بھیجا یہ تمہیں نہیں پہنچتا کہ شہروں میں اپنے دین کا اعلان

Marfat.com

کرو، پھر ہمیں بلایا ہم گئے وہ سرخ کپڑے پہنے سرخ مسند پر بیٹھا تھا آس پاس ہر چیز سرخ تھی اس کے اراکین دربار اس کے ساتھ تھے ہم نے سلام نہ کیا اور ایک گوشے میں بیٹھ گئے وہ ہنس کر بولا تم آپس میں ایک دوسرے کو جیسا سلام کرتے ہو مجھے کیوں نہ کیا ہم نے کہا ہم تجھے سلام کے قابل نہیں سمجھتے اور جس مجرے پر تو راضی ہوتا ہے وہ ہمیں روا نہیں کہ کسی کے لئے بجا لائیں پھر اُس نے پوچھا سب سے بڑا کلمہ تمہارے یہاں کیا ہے ہم نے کہا لا الٰہ الا اللہ خدا گواہ ہے یہ کہتے ہی بادشاہ کے بدن پر لرزہ پڑ گیا پھر آنکھیں کھول کر غور سے ہمیں دیکھا اور کہا یہی وہ کلمہ ہے جو تم نے میرے شہ نشین کے نیچے اترتے وقت کہا تھا ہم نے کہا ہاں کہا جب اپنے گھروں میں اسے کہتے ہو تو کیا تمہاری چھتیں بھی اسی طرح کانپنے لگتی ہیں ہم نے کہا خدا کی قسم یہ تو ہم نے یہیں دیکھا اور اس میں خدا کی قسم حکمت ہے بولا سچی بات خوب ہوتی ہے سُن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کاش میرا آدھا ملک نکل جاتا اور تم یہ کلمہ جس چیز کے پاس کہتے وہ لرزنے لگتی ہم نے کہا یہ کیوں، کہا یوں ہوتا تو کام آسان تھا اور اس وقت لائق تھا کہ زلزلہ شان نبوت سے نہ ہو بلکہ کوئی انسانی شعبدہ ہو یعنی اللہ تعالیٰ ایسے معجزات ہر وقت ظاہر نہیں فرماتا بلکہ عالم اسباب میں شانِ نبوت کو بھی غالباً مجرائے عادت کے مطابق رکھتا ہے ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا و للبسنا علیھم ما یلبسون ولہٰذا انبیا علیہم السلام کے جہادوں میں بھی جنگ دو سرداروں کا مضمون رہتا ہے الحرب بیننا و بینہ سجال ینال منا وننال منہ رواہ الشیخان عن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لہٰذا جب ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے ہرقل نے کہا ھٰذا ایۃ النبوۃ میں کبھی ہم بھی اُن پر غالب آتے ہیں ہرقل نے کہا ھٰذا ایۃ النبوۃ یہ نبوت کی نشانی ہے رواہ البزاز والبونعیم عن دحیۃ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ بعض جہال ضعیف الایمان اس پر شک کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

جہال کا اعتراض کہ اولیا کو قدرت ملتی تو امام حسین نے یزید کو کیوں نہ غارت کردیا اور اس کا جواب

اولیا اگر قدرت کی طرف سے کچھ قدرت رکھتے تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں ایسی مظلومی کے ساتھ شہید ہوجاتے ایک اشارے میں یزید پلید کے لشکر کو کیوں نہ غارت فرمادیا مگر یہ نہیں جانتے کہ اُن کی قدرت جو اُنھیں اُن کے رب نے عطا فرمائی رضا و تسلیم و عبدیت کے ساتھ ہے نہ کہ معاذ اللہ جباری و سرکشی و خودسری کے ساتھ مقوقش بادشاہِ مصر حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امتحاناً پوچھا کہ جب تم اُنھیں نبی کہتے ہو تو اُنھوں نے دعا کرکے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک فرمایا تھا جب اُنھوں نے دعا کرکے چھڑایا تھا حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول اللہ نہیں مانتا اُنھوں نے دعا کرکے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک کردیا جب اُنھوں نے اُنھیں پکڑا اور سولی دینے کا ارادہ کیا تھا مقوقس بولا انت الحکیم الذی جاء من عند الحکیم ہو کہ حکیم کامل صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے آئے رواہ البیہقی عن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیر یہ تو فائدہ زائد تھا حدیث سابق کی طرف عود کریں) پھر ہرقل نے ہمیں باعزاز و اکرام ایک مکان

Marfat.com

میں اتارا دونوں وقت عزت کی مہمانیاں بھیجتا ایک رات ہمیں پھر بلایا ہم گئے

ہرقل کے پاس انبیاء کے مجسموں کا بیان

اس وقت اکیلا بالکل تنہا بیٹھا تھا ایک بڑا صندوقچہ زرنگار منگا کر کھولا تو اُس میں چھوٹے چھوٹے خانے تھے ہر خانے پر دروازہ لگا تھا۔ اُس نے ایک خانہ کھول کر سیاہ ریشم کا کپڑا طے کیا ہوا نکالا اُسے کھولا تو اُس میں ایک سُرخ تصویر تھی مرد فراخ چشم بزرگ سرین کہ ایسے خوبصورت بدن میں ایسی لمبی گردن کبھی نہ دیکھی تھی۔ سر کے بال نہایت کثیر (بے ریش دو گیسو غایت حسن و جمال میں) ہرقل بولا انھیں پہچانتے ہو ہم نے کہا نہ۔ کہا یہ آدم ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر وہ تصویر رکھ کر دوسرا خانہ کھولا اُس میں سے ایک سیاہ ریشم کا کپڑا نکالا اُس میں خوب گورے رنگ کی تصویر تھی مرد بسیار موئے سر مانند موئے قبطیان فراخ چشم کشادہ سینہ، سر آنکھیں سُرخ داڑھی خوبصورت) پوچھا انھیں جانتے ہو ہم نے کہا نہ کہا یہ نوح ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر اسے رکھ کر اور خانہ کھولا، اُس میں حریر سبز کا ٹکڑا نکالا اس میں نہایت گورے رنگ کی ایک تصویر تھی مرد خوب چہرہ خوش چشم دراز بینی (کشادہ پیشانی) رخسارے ستے ہوئے سر پرنشان پیری ریش مُبارک سپید نورانی تصویر کی یہ حالت ہے کہ گویا جان رکھتی ہے سانس لے رہی ہے (مسکرا رہی ہے) کہا ان سے واقف ہو ہم نے کہا نہ۔ کہا یہ ابراہیم ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں وہ بولا تمہیں اپنے دین کی قسم یہ محمد ہیں ہم نے سبز ریشم کا پارچہ نکالا اسے جو ہم نظر کریں تو محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر

Marfat.com

منیر بھی بولا انھیں پہچانتے ہو ہم رونے لگے اور کہا یہ محمد رسول اللہ صلے تعالےٰ علیہ وسلم ہیں وہ بولا تمہیں اپنے دین کی قسم یہ محمد ہیں ہم نے کہا ہاں ہمیں اپنے دین کی قسم یہ حضور کی تصویر پاک ہے۔ گویا ہم حضور کو حالت حیات دنیوی میں دیکھ رہے ہیں اُسے سنتے ہی وہ اچھل پڑا بے حواس ہو گیا سیدھا گھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا دیر تک دم بخود رہا پھر ہماری طرف نظر اُٹھا کر بولا اما انہ اٰخر البیوت ولکنی عجلتہ لانظر ما عند کم سنتے ہو یہ خانہ سب خانوں کے بعد تھا مگر میں نے جلدی کر کے دکھایا کہ دیکھوں تمہارے پاس اس باب میں کیا ہے یعنی ترتیب وار دکھاتا آتا تو احتمال تھا کہ تصویر حضرت مسیح کے بعد دکھانے پر تم خواہ مخواہ کہہ دو کہ یہ ہمارے نبی کی تصویر ہے اس لئے میں نے ترتیب قطع کر کے اسے پیش کیا کہ اگر یہ وہ نبی موعود ہیں تو تم ضرور پہچان لوگے۔ بحمد اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا اور یہی دیکھ کر اُس حرمان نصیب کے دل میں درد اٹھا کہ حواس جاتے رہے اٹھا بیٹھا دم بخود رہا واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ٥ والحمد للہ رب العالمین ٥ ہمارا مطلب تو بحمد اللہ تعالیٰ یہیں تک پورا ہو گیا کہ یہ خانہ سب خانوں کے بعد ہے اس کے بعد ہے ان میں اور انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی تصاویر کریمہ کا ذکر ہے حلیہ ہائے منورہ پر اطلاع مسلمین کے لئے اُس کا خلاصہ بھی مناسب یہاں تک کہ دونوں حدیثیں متفق تھیں ترجمہ مختصراً حدیث عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا جو لفظ حدیث ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتم و ازید ہے کہ اس میں پانچ انبیاء لوط و اسحاق و یعقوب و سمٰعیل و یوسف علیہم الصلاۃ والسلام کا ذکر

Marfat.com

علیہم الصلاۃ والسلام کا ذکر شریف ہے زائد ہے لہٰذا اُسی سے اخذ کریں اور جو مضمون حدیث عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں زائد ہو اُسے خطوط ہلالی میں بڑھائیں۔ فرماتے ہیں پھر اُس نے ایک اور خانہ کھولا حریر سیاہ ایک تصویر گندمی رنگ سانولی نکالی (مگر حدیث عبادہ میں گورا رنگ ہے)[1] مرد مرغول مو سخت گھونگر والے بال آنکھیں جانب باطن مائل تیز نظر ترش رو دانت باہم چڑھے ہونٹ سمٹا جیسے کوئی حالت غضب میں ہو ہم سے کہا انھیں پہچانتے ہو یہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور اُن کے پہلو میں ایک اور تصویر تھی صورت اُن سے ملتی مگر سر میں خوب تیل پڑا ہوا پیشانی کشادہ پتلیاں جانب بینی مائل (سر مبارک مدوّر گول) کہا انھیں جانتے ہو یہ ھارون علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پھر اور خانہ کھولکر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی مرد گندم گوں سر کے بال سیدھے قد میانہ چہرے سے آثار غضب نمایاں کہا یہ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پھر اور خانے سے حریر سپید پر ایک تصویر نکالی گورا رنگ جس میں سرخی جھلکتی

[1] الحمد للہ حدیثیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں ابو یعلیٰ و ابن عساکر نے بطریق یحیی بن ابی عمرو الشیبانی عن ابی صالح عن ام ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنھا نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث معراج مبارک میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی حلیہ روایت کیا کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واما موسیٰ فضخم آدم طوال کانہ من رجال شنوءۃ کثیر الشعر غائر العینین متراکب الاسنان مقلص الشفۃ خارج اللثۃ عابس اذ ہیں سے ترجیح حدیث صحیح ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہر ہوئی کہ گندمی رنگ بتایا تھا ۱۲ منہ

Marfat.com

ناک اونچی رخسارے ہلکے چہرہ خوبصورت کہا یہ اسحٰق علیہ الصلوٰہ والسلام ہیں پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی صورت صورتِ اسحٰق علیہ الصلوٰہ والسلام کی مشابہ تھی مگر لب زیریں پر ایک تل تھا کہا یہ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں پھر حریر سیاہ پر ایک تصویر نکالی رنگ گورا چہرہ حسین ناک بلند قامت خوبصورت چہرے پر نور درخشاں اور اس میں آثار خشوع نمایاں رنگ میں سُرخی کی جھلک تاباں کہا یہ تمہارے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جدّ کریم اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی کہ صورت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے مشابہ تھی چہرہ گویا آفتاب تھا کہا یہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی سرخ رنگ باریک ساقین آنکھیں کم کھلی ہوئیں[۱] جیسے کسی کو روشنی میں چوندلگے ابھرا ہوا قدمیانہ تلوار حمائل کئے مگر حدیث عبادہ میں اس کے عوض یوں ہے حریر سبز پر گوری تصویر جس کے عضو عضو سے نزاکت و دلکشی ٹپکتی ساق و سرین خوب گول، کہا یہ داوٗد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی فربہ سرین پاؤں میں طول گھوڑے پر سوار (جس کے ہر طرف پر لگے تھے[۲] گردن دبی ہوئی پشت کوتاہ گورا رنگ) کہا یہ سلیمان

---

[۱] یہ اُس سالہا سال کے گریہ خوف کا اثر تھا جس کے باعث رخسارہ انور پر دو خط سیاہ بن گئے تھے۔ [۲] حدیث مذکور ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں حلیہ سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے قدمیانہ سے زائد دراز سے کم سینہ چوڑا خون بدن پر جھلکتی بال عمدہ ان کی سیاہی سرخی مائل ۱۲ منہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں (اور یہ پردار گھوڑا جس کے ہر جانب پر ہیں ہوا ہے کہ اُنھیں اٹھائے ہوئے ہے) پھر حریر سیاہ پر ایک گوری تصویر نکالی مرد جوان داڑھی نہایت سیاہ سر کے بال کثیر چہرہ خوبصورت (آنکھیں حسین اعضا متناسب) کہا یہ عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام ہیں۔ ہم نے کہا یہ تصویریں تیرے پاس کہاں سے آئیں ہمیں یقین ہے کہ یہ ضرور سچی تصاویر ہیں کہ ہم نے اپنے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر کریم مطابق پائی کہا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی تھی کہ میری اولاد کے انبیا مجھے دکھادے حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُن پر تصاویر انبیا اتاریں کہ مغرب شمس کے پاس خزانہ آدم علیہ الصلاۃ والسلام میں تھیں ذوالقرنین نے وہاں سے نکال کر دانیال علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیں (اُنھوں نے پارچہ ہائے حریر پر اتاریں کہ بعینہا وہی چلی آتی ہیں) سُن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کاش میرا نفس ترک سلطنت کو گوارا کرتا اور میں مرتے دم تک تم میں کسی ایسے کا بندہ بنتا جو غلاموں کے ساتھ غلاموں کے ساتھ نہایت سخت برتاؤ رکھتا (مگر کیا کروں نفس راضی نہیں ہوتا) پھر ہمیں عمدہ جائزے[2] دیکر رخصت کیا (اور ہمارے ساتھ آدمی کر کے سرحد اسلام تک پہنچا دیا) ہم نے آکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حال عرض کیا

---

[1] فائدہ یہ نفیس جلیل حدیث طویل جس کا خلاصہ اختصار کے ساتھ تین ورق میں بیان ہوا بحمد اللہ صحیح ہے امام حافظ عماد الدین بن کثیر پھر امام خاتم الحفاظ سیوطی نے فرمایا ھذا جید الاسناد ورجالہ ثقات ۱۲ منہ [2] انعامات

Marfat.com

صدّیق روئے اور فرمایا مسکین اگر اللہ اُسکا بھلا چاہتا وہ ایسا ہی کرتا ہمیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ یہ اور یہودی اپنے یہاں محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت پاتے ہیں ۔

تذییل دوم :۔ امام واقدی اور ابوالقاسم بن عبدالحکیم فتح مصر میں بطریق ابان بن صالح راوی جب حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ فرمان اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے کر مقوقس نصرانی بادشاہ مصر واسکندریہ کے پاس تشریف لے گئے اس نے اُن سے دریافت کیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس بات کی طرف بلاتے ہیں انھوں نے فرمایا توحید ونماز پنجگانہ وروزۂ رمضان وحج ووفائے عہد پھر اس نے حضور کا حلیہ پوچھا انھوں نے باختصار بیان کیا وہ بولا :۔

قد بقیت اشیاء لم تذکرھا فی عینیہ حمرۃ قلما نفارقہ وبین کتفیہ خاتم النبوۃ الخ	ابھی اور باتیں باقی رہیں کہ تم نے نہ بیان کیں اُن کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں کہ کم کسی وقت جدا ہوتے ہوں اور اُن کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے ۔

پھر حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی اور صفات کریمہ بیان کرکے بولا :۔

وقد کنت اعلم ان نبیا قد بقی	مجھے یقیناً معلوم تھا کہ ایک نبی باقی
وقد کنت اظن مخرجہ بالشام	ہے اور مجھے گمان تھا کہ وہ شام میں ظاہر

Marfat.com

وھناك كانت تخرج الانبياء	ہوگا کہ اگلے انبیا نے وہاں ظہور کیا اب میں
من قبله فارأه قد خرج فی ارض	دیکھتا ہوں کہ انھوں نے عرب میں ظہور
العرب فی ارض جهد وبؤس	فرمایا محنت ومشقت کی زمین میں اور
والقبط لا تطاوعنی فی اتباعه	قبطی اُن کی پیروی میں میری نہ مانیں گے
وسیظهر علی البلاد الخ	عنقریب وہ ان شہروں پر غلبہ پائینگے۔

تتمۂ حدیث ابو القاسم نے بطریق ہشام بن اسحاق وغیرہ اور ابن سعد نے طبقات میں بطریق محمد بن عمر بن واقدان کے شیوخ سے روایت کیا کہ مقوقس نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی مضمون کی عرض لکھی کہ:۔

قد علمت ان نبیا بقی وکنت اظن انه یخرج بالشام وقد علمت رسولك وبعثت الیك بهدیة۔ مجھے یقین تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور میرے گمان میں وہ شام سے ظہو کرتا اور کرتا اور میں نے حضور کے قاصد کا اعزاز کیا اور حضور کے لئے نذر حاضر کرتا ہوں۔

تذییل سوم بیہقی دلائل میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ اور حضور کے صفت ونام وہیئات اور جن جن باتوں کی ہم حضور کے لئے توقع کر رہے تھے سب پہچان لیں تو میں نے خاموشی کے ساتھ اسے دل میں رکھا یہاں تک کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے مجھے خبر رونق افروزی پہنچی میں نے تکبیر کہی میرے پھوپی بولی اگر تم موسیٰ بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا سنتے تو اس سے زیادہ کیا کرتے میں نے کہا

اے پھوپی خدا کی قسم وہ موسیٰ بن عمران کے بھائی ہیں جس بات پر موسیٰ بھیجے گئے تھے اسی پر یہ بھی مبعوث ہوئے ہیں۔ وہ بولی:۔

یا ابن اخی اھو النبی الذی کنا نخبر بہ انہ یبعث مع الساعۃ الحدیث

اے میرے بھتیجے کیا یہ وہ نبی ہیں جن کی ہم خبر دئے جاتے تھے کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوں گے ہیں نے کہا ہاں۔

حدیث ۱۱۱:۔ (متعلق نوع اوّل) خطیب وابن عساکر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

انا احمد ومحمد والحاشر والمقفے والخاتم۔

میں احمد ہوں اور محمد اور تمام جہان کو حشر دینے والا اور سب انبیا کے پیچھے آنے والا اور نبوت ختم فرمانے والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱۱۲ و ۱۱۳:۔ (متعلق نوع سوم) ابو یعلی وطبرانی وشاشی و ابو نعیم فضائل الصحابہ میں اور ابن عساکر وابن النجار حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موصولاً اور رویانی وابن عساکر محمد بن شہاب زہری سے مرسلا راوی حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں (مکہ معظمہ سے) عرضی حاضر کی کہ مجھے اذن عطا ہو تو ہجرت کر کے (مدینہ طیبہ) حاضر ہوں اس کے جواب میں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمان نافذ فرمایا:۔

Marfat.com

یاعم اقم مکانك الذی انت فیہ فان اللہ یختم بك الھجرۃ کما ختم بی النبوۃ۔	اے چچا اطمینان سے رہو کہ تم ہجرت میں خاتم المہاجرین ہونے والے ہو جس طرح میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱۱۴:۔ امام اجل فقیہ محدث ابو اللیث سمرقندی تنبیہ الغافلین میں فرماتے ہیں :۔ حدثنا ابوبکر محمد بن احمد ثنا ابو عمران ثنا عبدالرحمٰن ثنا داود ثنا عباس بن الکثیر عن عبد خیر عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سورۃ اذا جاء نصر اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض وصال شریف میں نازل ہوئی حضور فوراً برآمد ہوئے پنجشنبہ کا دن تھا منبر پر جلوس فرمایا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ مدینے میں ندا کردو لوگو رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وصیت سننے چلو یہ آواز سنتے ہی سب چھوٹے بڑے جمع ہوئے گھروں کے دروازے ویسے ہی کھلے چھوڑ دئے یہاں تک کہ کواریاں پردوں سے نکل آئیں حدیہ کہ مسجد شریف حاضرین پر تنگ ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اپنے پچھلوں کے لئے جگہ وسیع کرو اپنے پچھلوں کے لئے جگہ وسیع کرو پھر حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر قیام فرما کر حمد وثنائے الٰہی بجالائے انبیا علیہم الصلاۃ والسلام پر درود بھیجی پھر ارشاد ہوا :۔

انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ھاشم العربی الحرمی	میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم عربی صاحب حرم محترم مکہ معظمہ

Marfat.com

المکی لا نبی بعدی۔ ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ھذا الحدیث مختصر۔

مدینہ طیبہ میں روز تشریف آوری اور وقت رخصت مبارک کے ازدہام عام اور زمانہ اقدس کی پچھلی مجلس میلاد مبارک کا اہتمام تمام

اللہ اللہ ایک وہ دن تھا کہ مدینہ طیبہ میں حضور پُرنور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی دھوم ہے۔ زمین و آسمان میں خیر مقدم کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ خوشی و شادمانی ہے زمین دیوار سے ٹپکی پڑتی ہے مدینہ کے ایک ایک بچے کا دمکتا چہرہ انار دانہ ہو رہا ہے باچھیں کھلی پڑتی ہیں دل ہیں کہ سینوں میں نہیں سماتے۔ سینوں پر جامے تنگ جاموں میں قبائے گل رنگ نور ہے کہ جھاجھم برس رہا ہے فرش سے عرش تک نور کا بقعہ بنا ہے۔ پردہ نشین کواریاں شوقِ دیدار محبوب کردگار میں گاتی ہوئی باہر آئی ہیں کہ

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع ،

بنی النجار کی لڑکیاں کوچے کوچے محو نغمہ سرائی ہیں کہ ؎

نحن جوارٍ من بنی النجار یاحبذا محمد من جار

ایک دن آج ہے کہ اس محبوب کی رخصت ہے مجلس آخری وصیت ہے،

Marfat.com

مجمع تو آج بھی وہی ہے بچوں سے بوڑھوں تک مردوں سے پردہ نشینوں تک سب کا ہجوم ہے۔ ندائے بلال سنتے ہی چھوٹے بڑے سینوں سے دل کی طرح بیتابانہ نکلے ہیں۔ شہر بھر نے مکانوں کے دروازے کھلے چھوڑ دیے ہیں دل کملائے، چہرے مرجھائے دن کی روشنی دھیمی پڑ گئی ہے کہ آفتاب جہاں تاب کی وداع نزدیک ہے۔ آسمان پژمردہ زمین افسردہ جدھر دیکھو سناٹے کا عالم اتنا ازدحام اور ہو کا مقام آخری نگاہیں اُس محبوب کے روئے حق نما تک کس حسرت و یاس کے ساتھ جاتی اور ضعف نومیدی سے ہلکان ہوکر بیخودانہ قدموں پر گرجاتی ہیں۔ فرط ادب سے لب بند مگر دل کے دھوئیں سے یہ صدا بلند ہے

کنت السواد لناظری　　　فعمی علیك الناظر

من شاء بعدك فلیمت　　　فعلیك کنت احاذر،

تو میری آنکھ کی پتلی تھا، اب تجھ پر آنکھ بند ہوئی، تو جو چاہے وہ تیرے بعد مرجائے، میں تجھ ہی پر ڈرتا تھا۔

اللہ کا محبوب امت کا راعی کس پیار کی نظر سے اپنی پالی ہوئی بکریوں کو دیکھتا اور محبت بھرے دل سے انھیں حافظ حقیقی کے سپرد کر رہا ہے شانِ رحمت کو اُن کی جدائی کا غم بھی ہے اور فوج فوج امنڈتے ہوئے آنے کی خوشی بھی کہ محنت ٹھکانے لگی جس خدمت کو ملک العرش نے بھیجا تھا باحسن الوجوہ انجام کو پہنچی۔ نوح کی ساڑھے نو سو برس وہ سخت مشقت اور صرف پچاس شخصوں کو ہدایت۔ یہاں بیس تیئس ہی سال میں بحمد اللہ یہ روز افزوں کثرت لنیز دغلام جوق درجوق آرہے جگہ بار بار تنگ ہوتی جاتی ہے۔ دفعہ ارشاد ہوتا

Marfat.com

ہے آنے والوں کو جگہ بار بار تنگ کو جگہ دو۔ اس عام دعوت پر جب یہ مجمع ہولیا ہے سلطان عالم نے منبر اکرم پر قیام کیا ہے بعد حمد و صلاۃ اپنے نسب و نام و قوم و مقام و فضائل عظام کا بیان ارشاد ہوا ہے۔ مسلمانو! خدارا پھر مجلسِ میلاد اور کیا ہے وہی دعوت عام وہی مجمع تام وہی منبر و قیام وہی بیان فضائل سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میلاد اور کس شے کا نام مگر نجدی صاحبوں کو ذکر محبوب مٹانے سے کام وربنا الرحمٰن المستعان وبہ الاعتصام وعلیہ التکلان۔

حدیث یعفور والذئب عنہ وعن حدیث الضب

حدیث ۱۱۵:۔ ابن حبان و ابن عساکر حضرت ابو منظور اور ابو نعیم بروجہ آخر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جب خیبر فتح ہوا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دراز گوش سیاہ رنگ دیکھا اس سے کلام فرمایا وہ جانور بھی تکلم میں آیا ارشاد ہوا تیرا نام کیا ہے عرض کی یزید بیٹا شہاب کا اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی پشت سے ساٹھ دراز گوش پیدا کئے کلھم لا یرکبہ الا نبی اُن سب پر انبیا سوار ہوا کئے وقد کنت اتوقعک ان ترکبنی لم یبق من نسل جدی غیری ولا من الانبیاء غیرک۔ مجھے یقینی توقع تھی کہ حضور مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اُس نسل میں میرے سوا اور انبیا میں سوا حضور کے کوئی باقی نہیں۔ میں پہلے ایک یہودی کے پاس تھا اُسے قصداً

Marfat.com

گرا دیا کرتا وہ مجھے ٹھوکار کھتا اور مارتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا نام یعفور رکھا جسے بلانا چاہتے اُسے بھیجدیتے چوکھٹ پر سر مارتا جب صاحب خانہ باہر آتا اُسے اشارے سے بتاتا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں، جب حضور پُر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا وہ مفارقت کی تاب نہ لایا ابوالہثیم بن التیہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنوئیں میں گر کر مر گیا۔

هٰذا حديث ابى منظوره ونحوه	یہ ابی منظورہ کی حدیث ہے اور ایسی
عن معاذ باختصار غير انه	ہی حدیث مختصراً معاذ سے مروی ہے
ذكر مكان الانبياء ثلثة اخوة	البتہ اس میں آبار کی جگہ تین بھائیوں
واسمه مكان يزيد عمرا وقال	کا ذکر ہے، اور اسکا نام یزید کے بجائے
كلنا ركبنا الانبياء انا اصغرهم	عمر تھا۔ اور کہا کہ ہم تمام (دراز گوش)
وكنت لك الحديث قلت ولا	پر انبیاء سوار ہوتے، میں ان تمام (دراز
عليك من دندنة العلامة	گوش)، میں چھوٹا ہوں، الحدیث، میں
ابن الجوزى كعادته عليه	الحدیث، میں کہتا ہوں علامہ ابن جوزی
ولا من تحامل ابن دحية	نے اپنی عادت کے مطابق اس پر چوچون
على حديث الضب المار سابقاً	وچراکی ہے ایک اسکا خیال نہ کریں اور
فليس فيهما ما ينكر شرعا ولا	نہ ابن دحیہ کے کلام کا جو گوہ کی حدیث
فى سندهما كذاب ولا وضاع	پر ہے، کیونکہ ان دونوں روایات میں
ولا متهم به فانى ياتيهما الوضع	نہ تو کوئی امر خلاف شرع ہے اور نہ ہی

Marfat.com

وهذا امام الشان العسقلانی قد اقتصر فی حدیث ابی منظور علی تضعیفه وله شاهد من حدیث ابی کما تری لاجرم ان قال الزرقانی نهایته الضعف لا الوضع وقال هو والقسطلانی[٦] فی حدیث الضب (معجزاته صلی اللہ تعالی علیه وسلم فیها ما هو ابلغ من هذا ولیس فیه ما ینکر شرعا خصوصا وقد رواه الائمه الحفاظ الکبار کابن عدی وتلمیذه الحاکم وتلمیذه البیهقی وهو لا یروی موضوعا والدار قطنی وناهیك به (نهایته الضعف لا الوضع) کما زعم کیف ولحدیث ابن عمر طریق اخر لیس فیه السلمی رواه ابونعیم ودرو مثله من حدیث

ان کی سند میں کوئی کذاب و ضاع، اور متہم ہے، اس لئے ان دونوں کا اسکو موضوع لکھنا کیسے درست ہو سکتا ہے، اور ابن حجر عسقلانی ابو منظور کی حدیث میں اسی کی تضعیف پر اکتفا کیا اور اسکا ایک شاہد حدیث معاذ میں ہے جیسا تم نے دیکھا، البتہ زرقانی نے صرف اتنا کہا کہ زائد سے زائد یہ ضعیف ہے موضوع نہیں، انھوں نے اور قسطلانی نے گوہ کی حدیث کے بارے میں کہا "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں اس سے بھی زائد چیزیں ہیں، اور اس میں کوئی امر خلاف شرع نہیں، بالخصوص جبکہ ائمہ نے اس کی روایت کی ہے، جیسے ابن عدی اور ان کے شاگرد حاکم اور ان کے شاگرد بیہقی جو کبھی موضوع روایت نہیں لیتے ہیں، اور دار قطنی جنکا مقام آپ جانتے ہی نہیں، لہٰذا اس کے بارے میں زائد سے زائد ضعف کا قول کیا جا سکتا ہے نہ

Marfat.com

عائشة وابی هریرة عند غیرهما ه اقلت وقد اورد کلا الحدیثین الامام خاتم الحفاظ فی الخصائص الکبریٰ وقد قال فی خطبتها نزهته عن الاخبار الموضوعة وما یرد اه قلت وعزا الزرقانی حدیث الضب لابن عمر تبع فیه الماتن اعنی الامام القسطلانی صاحب المواهب وسبقهما الدمیری فی حیاة الحیوان الکبریٰ لکن الذی رأیت فی الخصائص الکبریٰ والجامع الکبیر للامام الجلیل الجلال السیوطی هو عزوه لامیر المومنین عمر رضی الله تعالیٰ عنه کما قدمت وقد اورده فی الجامع فی مسند عمر

نہ کہ وضع کا، جیسا کہ ان کا زعم ہے، اور یہ کیونکر ممکن ہے جبکہ ابن عمر کی روایت کی ایک سند اور ہے

اسے ابو نعیم نے روایت کیا اور اسی جیسی روایت عائشہ اور ابو ہریرہؓ سے، ان دونوں کے غیر نے کی ہے۔

میں کہتا ہوں ان دونوں حدیثوں کو خاتم الحفاظ نے خصائص کبریٰ میں وارد کیا ہے جس کے خطبہ میں انھوں نے فرمایا ہے کہ میں نے اسے موضوع اور مردود احادیث سے پاک رکھا ہے، میں کہتا ہوں زرقانی نے گوہ کی حدیث کو ابن عمر کی طرف منسوب کیا ہے، اور اس میں انھوں نے ماتن علامہ قسطلانی کی پیروی کی ہے، اور ان دونوں سے پہلے حیواۃ الحیوان میں دمیری نے ذکر کی ہے، لیکن خصائص کبریٰ اور جامع کبیر جلال الدین سیوطی میں اس کی نسبت حضرت عمر کی طرف کی گئی ہے، اور اس کو انھوں نے جامع

Marfat.com

ابن عمر عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فصیح الحز والی کل وان کان الاولی ذکرا لمنتھی ویحتمل علی بُعد ان یکون عن کل منہما فاذن یکون مرویا عن ستۃ من الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم واللہ تعالیٰ اعلم۔

میں مسند عمر میں روایت کیا، تو لفظ ابن یا تو سہواً واقع ہوا ہے، یا حدیث یوں ہوگی کہ ابن عمر عن عمر رضی اللہ عنہما، تو ان میں سے ہر ایک کی طرف نسبت درست ہوگی اگرچہ بہتر یہ ہے کہ انتہائے سند کا ذکر ہو، اور ایک بعید احتمال یہ ہے کہ دونوں سے مروی ہو تو اس صورت میں یہ چھ صحابہ سے ہوگی، رضی اللہ عنہم اجمعین واللہ اعلم

حدیث ۱۱۶:۔ (متعلق نوع چہارم) سعید بن منصور و امام احمد و ابن مردو حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا نبوۃ بعدی الا المبشرات الرویا الصالحۃ میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھا خواب۔

حدیث ۱۱۷:۔ احمد و خطیب اور بیہقی شعب الایمان میں اُس کے قریب ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لا یبقی بعدی من النبوۃ شئ الا المبشرات الرؤیا الصالحۃ یراھا العبد او تری لہ

میرے بعد نبوت کچھ باقی نہ رہے گا مگر بشارتیں اچھا خواب کہ بندہ آپ دیکھے یا اُس کے لئے دوسرے کو دکھایا جائے۔

تذییل (متعلق نوع پنجم) ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف میں عبید بن عمر ولیثی

Marfat.com

اور طبرانی کبیر میں نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

لا تقوم الساعة حتی یخرج ثلثون کذابا کلهم یزعم انه نبی نہاد عبید قبل یوم القیٰمة	قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ اس سے پہلے تیس کذاب نکلیں ہر ایک اپنے آپ کو نبی کہتا ہو۔
اقول وانما اخرناهما الی التذییل بخلاف عین اللفظ المتقدم مرقی الحدیث الثانی والستین لان فی تتمته ان من قال فافعلوا به کذا وکذا وهذا العموم انما تم لاجل ختم النبوة اذ لو جاز ان یکون بعده صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نبی صادق لما ساغ الامر المذکور بالعموم وان کان یأتی ایضا ثلثون او الوف من الکذابین بل کان یجب اقامة امارة تمیز الصادق من الکاذب والامر بالایقاع بمن هو کاذب منهم لاغیر کما لایخفی والی الله المشتکی	میں نے ان دونوں روایتوں کو تذییل میں لکھا، بخلاف ان لفظوں کے جو حدیث نمبر ۶۲ میں گذرے کیونکہ اس آخر میں یہ ہے کہ جو یہ کہے اس کے ساتھ ایسا ایسا کرو، اور یہ عموم اسی درست ہوا کہ نبوت ختم ہوئی، کیونکہ اگر یہ جائز ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی سچا نبی ہو، تو وہ امر عام جو ذکر ہوا کہ نبیوں درست ہو سکتا، اگرچہ تیس ۳۰ یا ہزاروں کذاب آئیں، بلکہ یہ ضروری تھا کہ کوئی ایسی علامت قائم کیجائے جو صادق وکاذب کو ممتاز کر دے، اور حکم ایقاع ان میں سے صرف جھوٹوں پر ہے، جیسے کہ مخفی نہیں واللہ اعلم، اور

Marfat.com

من ضعفنا فی هٰذا الزمان الکثیر فجارہ القلیل انصارہ الغالب کفارہ البین عوارہ وقد ظہر الاٰن بعض ھٰؤلاء الدجالین الکذابین فلو اراد اللہ باحدھم شیئاً یطیر وابالمسلم والمسلم انما حدث وما احدث فانا للہ وانا الیہ راجعون لکن الاحتراس کان اسلم للمسلم وانفی للفساد فاحببنا الاقتصار علی القدر المراد واللہ المستعان وعلیہ التکلان ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اللہ ہی سے شکایت ہے اس زمانہ کی کہ اس میں فاجر زائد ہیں اور کافر غالب، اور بیہودگیاں اور برائیاں ظاہر ہیں، ان اجالوں اور کذابوں سے کچھ ظاہر ہو چکے ہیں، اب اگر اللہ انپر عذاب نازل فرمائے تو لوگ مسلمانوں سے بدفالی لیں گے، اور مسلمان نے تو صرف حدیث بیان کی ہے جرم نہیں کیا ہے، فانا للہ وانا الیہ راجعون، لیکن مسلمان کے لئے بچنا بہتر تھا اور فساد کے خاتمہ کا موجب تھا تو ہمنے بھی صرف مقصود پر اکتفار کیا، اور اللہ ہی پر توکل ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حدیث ۱۱۸:۔ (متعلق نوع ششم) خطیب حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انما علی بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انہ لانبی بعدی علی ایسا ہے جیسا موسیٰ سے ہارون (کہ بھائی بھی اور نائب بھی) مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث ۱۱۹:۔ امام احمد مناقب امیر المومنین علی میں مختصراً اور بغوی

وطبرانی اپنی معاجیم باوردی معرفت ابن عدی کامل ابو احمد حاکم کُنے میں بطریق امام بخاری ابن عساکر تاریخ میں سب زید بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل مواخات صحابہ میں راوی وھذا حدیث احمد جب حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھائی چارا کیا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی یہ دیکھ کر کہ حضور نے اصحاب کے ساتھ کیا جو میرے ساتھ نہ کیا یہ اگر مجھ سے کسی ناراضی کے سبب ہے تو حضور ہی کے لئے منانا اور عزت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

والذی بعثنی بالحق ما اخرتك	قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا
الا لنفسی وانت منی بمنزلة	میں نے تمہیں خاص اپنے لئے رکھ چھوڑا ہے
ھارون من موسٰی غیرانه	تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ سے
لا نبی بعدی۔	مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تم میرے بھائی اور وارث ہو امیر المومنین نے عرض کی مجھے حضور سے کیا میراث ملیگی فرمایا جو اگلے انبیا کو ملی عرض کی انھیں کیا ملی تھی فرمایا خدا کی کتاب اور نبی کی سنت اور تم میرے ساتھ جنت میں میری صاحبزادی کے ساتھ میرے محل میں ہوگے اور تم میرے بھائی اور رفیق ہو۔

حدیث ۱۲۰:۔ ابن عساکر بطریق[1] عبد اللہ بن محمد بن عقیل عن

---

[1] فی نسخة کنز العمال المطبوعة عن عبد اللہ بن عقیل عن (باقی ص ۳۲۹ پر)

ابیہ عن جدہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا خدا کی قسم میں تمہیں دو جہت سے دوست رکھتا ہوں ایک تو قرابت دوسرے یہ کہ ابوطالب کو تم سے محبت تھی اے جعفر تمہارے اخلاق میرے اخلاق کریمہ سے مشابہ ہیں ا۔

واما انت یا علی فانت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انی لا نبی بعدی۔

تم اے علی مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰ سے ہارون مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱۲۱:۔ الحمدللہ تین چہل حدیث کا عدد تو کامل ہوا جن میں چوراسی حدیثیں مرفوع تھیں اور سترہ تذییلات علاوہ دس پہلے گذری تھیں سات[1] اس تکمیل میں بڑھیں ان سترہ میں بھی پانچ مرفوع تھیں تو جملہ

(بقیہ ص ۳۲۸) ابیہ عن جدہ عقیل وھو خطاء وھو صوابہ عبداللہ بن محمد بن عقیل عبداللہ تابعی صدوق من رجال اربعۃ ماخلا النسائی قال الذھبی حدیثہ فی مرتبۃ الحسن وابوہ تابعی مقبول رجال ابن ماجہ۔
کنزالاعمال کے مطبوعہ نسخے میں عن عبداللہ بن عقیل عن ابیہ عن جدہ عقیل ہے لیکن یہ غلط ہے صحیح یہ ہے عبداللہ بن محمد بن عقیل، عبداللہ سچے ہیں تابعی نسائی کے سوا چاروں کے رجال سے ہیں ذہبی نے کہا انکی حدیث مرتبہ حسن میں ہے انکے باپ تابعی مقبول رجال ابن ماجہ سے ہیں۔۱۲۔ [1] بعد حدیث ۱۱ تذییل اول دو حدیث عبادہ بن صامت وہشام بن عاص وتذییل[2] دو حدیث حاطب وشیوخ واقدی وتذییل[3] حدیث ابن سلام وبعد حدیث ۱۱۷ دو حدیث، ۱۱۷ دو حدیث عبیدہ ونعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲

Marfat.com

مرفوعات یعنی وہ حدیثیں جو خود حضور پرنور خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی حضور کے ارشاد و تقریر کی طرف منتہی ہیں نواسی ہوئیں لہٰذا چاہا کہ ایک حدیث مرفوع اور شامل ہو کہ نوّے احادیث مرفوعہ کا عدد کامل ہو نیز ان اللہ وتر یحب الوتر کا فضل حاصل ہو بیہقی سنن میں حضرت ابن زمل جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل رویا میں راوی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد نماز صبح پاؤں بدلنے سے پہلے ستر بار فرماتے سبحان اللہ وبحمدہ واستغفر اللہ ان اللہ کان توابا پھر فرماتے یہ ستر سات سو کے برابر ہیں نرا بے خیر ہے جو ایک دن میں سات سو سے زیادہ گناہ کرے (یعنی ہر نیکی کم از کم دس ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها یہ ستر کلے سات سو نیکیاں ہوئے اور ہر نیکی کم از کم ایک بدی کو محو کرتی ہے ان الحسنات یذھبن السیات تو اس کے پڑھنے والے کی نیکیاں ہی غالب رہینگی مگر وہ کہ دن میں سات سو گناہ کرے اور ایسا سخت ہی بے خیر ہوگا۔) وحسبنا اللہ و نعم الوکیل۔

حضور لوگوں کے خواب دریافت فرماتے تھے پھر لوگوں کی طرف منہ کر کے تشریف رکھتے اور اچھا خواب حضور کو خوش آتا دریافت فرماتے کسی نے کچھ دیکھا ہے ابن زمل نے عرض کی ہاں یا رسول میں نے ایک خواب دیکھا ہے فرمایا بھلائی پاؤ اور برائی سے بچو ہمیں اچھا اور ہمارے دشمن پر بُرا رب العالمین کے لئے ہماری خوبیاں ہیں خواب بیان کرو۔ انھوں نے عرض کی میں نے دیکھا کہ سب لوگ ایک ڈھلیح

نرم بے نہایت راستے پر بیچ شارع عام میں چل رہے ہیں ناگہاں اُس راہ کے لبوں پر خوبصورت سبزہ زار نظر آیا کہ ایسا کبھی نہ دیکھا تھا اس کا لہلہا سبزہ چمک رہا ہے شادابی کا پانی ٹپک رہا ہے اُس میں ہر قسم کی گھاس ہے پہلا ہجوم آیا جب اُس سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور سواریاں سیدھے راستے پر ڈالے چلے گئے اِدھر اُدھر اصلاً نہ پھرے اس مرغزار کی طرف کچھ التفات نہ کیا پھر دوسرا ہلّہ آیا کہ پہلوں سے کئی گُنا زائد تھا جب سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی راہ پر چلے مگر کوئی اس چراگاہ میں چَرانے بھی لگا اور کسی نے چلتے میں ایک مٹھا لے لیا پھر روانہ ہوئے پھر عام ازدحام آیا جب یہ سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور بولے یہ منزل سب سے اچھی ہے یہ اِدھر اُدھر پڑ گئے میں ماجرا دیکھ کر سیدھا راہ پڑ لیا، جب سبزہ زار سے اونچے درجے پر جلوہ فرمائیں حضور کے آگے ایک سال خوردلاغر ناقہ ہے حضور اُسکے پیچھے تشریف لئے جاتے ہیں۔ سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ راہ نرم و وسیع وہ ہدایت ہے جس پر میں تمہیں لایا اور تم اُس پر قائم ہو اور وہ سبزہ زار دنیا اور اُس کے عیش کی تازگی ہے میں اور میرے صحابہ تو چلے گئے کہ دنیا سے اصلاً علاقہ نہ رکھا نہ اُسے ہم سے تعلق ہوا نہ ہم نے اُسے چاہا نہ اُس نے ہمیں چاہا پھر دوسرا ہجوم ہمارے بعد آیا وہ ہم سے کئی گنا زیادہ ہے اُن میں سے کسی نے چرا کسی نے گھاس کا مٹھا لیا اور نجات پا گئے پھر بڑا ہجوم آیا وہ سبزہ زار میں داہنے بائیں پڑ گئے تو انا للہ وانا الیہ راجعون ہ اور اے ابن زمل تم اچھی راہ پر چلتے رہو گے یہاں تک کہ مجھ سے ملو اور وہ سات زینے کا منبر جس کے درجۂ اعلیٰ پر مجھے دیکھا یہ جہان ہے اس کی عمر سات ہزار برس کی ہے اور میں اخیر ھزار میں ہوں،

واما الناقة التی رأیت ورأیتنی اتبعها فهی الساعة علینا تقوم لا نبی بعدی ولا نبی بعدی ولا امة بعد امتی ۔

اور وہ ناقہ جس کے پیچھے مجھے جاتا دیکھا قیامت ہے ہمارے ہی زمانے میں آئے گی نہ میرے بعد کوئی امت ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلےٰ امتک اجمعین وبارک وسلم وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

تسجیل جمیل صحابۂ احادیث کا شمار اور طائفۂ قاسمیہ پر قہر کی مار

بحمد اللہ بیس احادیث علویہ کے علاوہ خاص مقصود محمود ختم نبوت پر یہ ایک سو ایک حدیثیں ہیں اور مع تذییلات ایک سو اٹھارہ جن میں نوّے مرفوع ہیں اور اُن کے رُواۃ واصحاب اکہتر صحابہ وتابعین جن میں صرف گیارہ تابعی امام[1] اجل محمد باقر[2] سعد بن ثابت[3] ابن شہاب زہری عامر[4] شعبی عبد اللہ[5] بن ابی الہذیل علاء[6] بن زیاد ابو[7] قلابہ کعب احبار[8] مجاہد[9] مکی محمد[10] بن کعب قرظی وہب[11] بن منبہ باقی ساٹھ صحابہ ازاں جملہ اکاون صحابہ خاص اصول مرویات میں ابی[12] بن کعب ابو[13] امامہ انس[14] بن مالک ۔ اسماء[15] بنت عمیس ۔ براء[16] بن عازب بلال[17] مؤذن ثوبان[18] مولی یارسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جابر[19] بن سمرہ جابر[20] بن عبد اللہ جبیر[21] بن مطعم حبشی[22] بن جنادہ حذیفہ[23] بن اسید حذیفہ[24] بن الیمان حسان[25] بن ثابت حویصہ[26] بن مسعود ابو ذر[27] ابن زمل[28] زیاد[29] بن لبید زید[30] بن ارقم زید[31] بن ابی اوفےٰ سعد[32] بن ابی وقاص سعید[33] بن زید ابو سعید[34] خدری سلمان[35] فارسی سہل[36] بن سعد ام[37] المومنین ام سلمہ ابو[38] الطفیل عامر[39] بن ربیعہ عبد اللہ[40] بن عباس عبد اللہ[41] بن عمر عبد الرحمٰن[42] بن غنم عدی[43] بن ربیعہ عرباض[44] بن ساریہ

Marfat.com

عصمہ[45] بن مالک عقبہ[46] بن عامر عقیل[47] بن ابی طالب امیر المومنین علی[48] امیر المومنین عمر[49]
عوف[50] بن مالک اشجعی ام المومنین صدیقہ[51] ام کرز[52] مالک[53] بن حویرث مالک[54] بن سنان
والد ابی سعید خدری محمد[55] بن عدی بن ربیعہ معاذ[56] بن جبل امیر معاویہ[57] مغیرہ[58] بن شعبہ
ابن[59] ام مکتوم ابو منظور[60] ابو موسیٰ[61] اشعری ابو ہریرہ[62] اور نو صحابی تذییلات ہیں
حاطب[63] بن ابی بلتعہ عبداللہ[64] بن ابی اوفے عبداللہ[65] بن زبیر عبداللہ[66] بن سلام عبداللہ[67]
بن عمرو بن عاص عبادہ[68] بن صامت عبید[69] بن عمرو لیثی نعیم[70] بن مسعود ہشام[71] بن عارض
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ان احادیث کثیرہ وافرہ شہیرہ متواترہ میں صرف گیارہ حدیثیں وہ ہیں جن میں فقط ختم نبوت کا انھیں الفاظ موجودۂ قرآن عظیم سے ذکر ہے جن میں آجکل کے بعض ضلال قاسمان کفر وضلال نے تحریف معنوی کی ہے اور معاذ اللہ حضور کے بعد اور نبوتوں کی نیو جمانے کو خاتمیت بمعنی نبوت بالذات لی یعنی معنی خاتم النبیین صرف اس قدر ہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی بالذات ہیں اور انبیا نبی بالعرض باقی زمانے میں تمام انبیاء کے بعد ہونا حضور کے بعد اور کسی کو نبوت ملنی ممتنع ہونا یہ معنی ختم نبوت نہیں اور صاف لکھ دیا کہ حضور کے بعد بھی کسی کو نبوت مل جائے تو ختم نبوت کے اصلا منافی نہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں

عوام[1] کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر

---

(۱) اقول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲

Marfat.com

زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا کیونکر صحیح ہوسکتا بلکہ موصوف[۳] بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہوجاتا ہے۔ اسی[۴] طور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمایئے آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور نبی موصوف بالعرض بایں[۱۴] معنی جو میں نے عرض کیا آپ کا خاتم ہونا انبیاے گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض[۲۳] بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے اھ ملتقطا۔

مسلمانو! دیکھا اس ملعون ناپاک شیطانی قول نے ختم نبوۃ کی کیسی جڑ کاٹ دی خاتمیت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ کو وہ تاویل گڑھی کہ خاتمیت خود ہی ختم کردی صاف لکھدیا کہ اگر حضور خاتم الانبیا علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والثنا کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو ختم نبوت کے کچھ منافی نہیں اللہ اللہ جس کفر ملعون کے موجد کو خود قرآن عظیم کا وخاتم النبیین فرمانا نافع نہ ہوا کما قال تعالیٰ وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا۔ اور اتارتے ہیں ہم اس قرآن سے وہ چیز کہ مسلمانوں

کے لئے شفا و رحمت ہے اور ظالموں کو اس سے کچھ نہیں بڑھتا سوا زیان کے۔

اُسے احادیث میں خاتم النبیین فرمانا کیا کام دے سکتا ہے۔ فبای حدیث بعدہ یومنون ۰ قرآن کے بعد اور کونسی حدیث پر ایمان لائینگے لہٰذا فقیر غفرلہ المولی القدیر نے ان احادیث کثیرہ میں صرف گیارہ[۱] حدیثیں ایسی لکھیں جن تنہا پر علاوہ کا ذکر ہے باقی نوّے احادیث اور اکثر تذییلات اُن پر علاوہ سو سوسے زائد حدیثیں وہی جمع کیں کہ بالتصریح حضور کا اسی معنے پر خاتم ہونا بتا رہی ہیں جسے وہ عوام کا خیال کہتے ہیں اور قابل تعریف نہیں جانتے صحابہ کرام و تابعین عظام کے ارشادات کہ تذییلوں میں گذرے مثلاً امیر المومنین[۲] عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ اللہ نے حضور اکرم کو سب انبیا کے بعد عمر انس[۳] رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول تمہارے نبی آخر الانبیا ہیں عبد اللہ[۴] بن ابی ادفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد کہ اُن کے بعد کوئی نبی نہیں امام باقر رضی اللہ[۵] تعالیٰ عنہ کا قول کہ وہ سب انبیاء کے بعد بھیجے گئے انھیں تو کب سنیں گے صاف یہ خود بھی بتایا گیا ہے کہ وہ سلف صالح کے خلاف چلا ہے اور اس کا عذر پیش کیا کہ

"اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے

---

۱ سات مرفوع حدیث ۱۰، ۱۴، ۲۸، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۸ چار موقوف حدیث ۴، ۶، ۷، ۱۰۔ ۲ تذییل دوم حدیث ۳۹۔ ۳ تذییل دوم حدیث ۵۸۔ ۴ تذییل اول سے حدیث ۵۸ ۵ حدیث ۱۲، ۱۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷

کی بات کہدی تو کیا وہ عظیم الشان ہوگیا۔"

مگر آنکھیں کھول کر خود محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متواتر حدیثیں دیکھئے کہ میں عاقب[1] ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں میں[2] سب انبیاء میں آخر نبی ہوں میں[3] تمام انبیاء کے بعد آیا ہوں[4] پچھلے نبی ہیں[5] میں سب پیغمبروں کے بعد بھیجا گیا قصر نبوت[6] میں جو ایک اینٹ کی جگہ تھی مجھ سے کامل کی گئی میں[7] آخر الانبیاء ہوں میرے[8] بعد کوئی نبی نہیں رسالت[9] و نبوت منقطع ہوگئی اب نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی نبوت[10] میں سے اب کچھ نہ رہا سوا اچھے خواب کے میرے[11] بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا میرے[12] بعد دجال کذاب ادعائے نبوت کریں گے میں[13] خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں نہ میری[14] امت کے بعد کوئی امت ادھر علمائے[15] کتب سابقہ اللہ و رسل جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم

---

[1] حدیث ۲۶، ۳۰، ۳۱، ۳۲، [2] ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۱۱۱ [3] ۱۴ [4] حدیث ۱۲، ۱۴، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷ [5] حدیث ۳۹ [6] حدیث ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶ [7] حدیث ۴۷، [8] حدیث ۲۶، ۴۹، ۵۰، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۳، ۶۴، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱ [9] حدیث ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸ [10] حدیث ۵۱، ۵۴، ۱۱۷ [11] حدیث ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸ [12] حدیث ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲ [13] حدیث ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲ [14] ۱۲۱۔ [15] نیز تذییلات میں مقوقس کی دو حدیثیں گذریں کہ ایک نبی باقی تھے وہ عرب میں ظاہر ہوئے (بعد حدیث ۱۱۰) ہرقل کی دو حدیثیں کہ یہ خانہ آخر النبوت تھا (ایضاً)، عبداللہ بن سلام کی حدیث کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوئے (ایضاً) ایک حبر کا قول کہ وہ امت آخرہ کے نبی ہیں (بعد حدیث ۲۵) بلکہ جبریل علیہ السلام کی عرض کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانے میں متاخرین ہیں (تذییل دوم حدیث ۲۹)

Marfat.com

کے ارشادات سن سن کر شہادات ادا کر رہے ہیں کہ احمد[1] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہوں گے ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اُن[2] کے سوا کوئی نبی باقی نہیں وہ[3] آخر الانبیاء ہیں ادھر ملائکہ وانبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی صدائیں آرہی ہیں کہ وہ پسین[4] پیغمبراں ہیں (سب پیغمبروں کے بعد آنے والے) وہ[5] آخر مرسلاں ہیں خود حضرت عزت عزت عظمتہ سے ارشادات جانفزا و دلنواز آرہے ہیں کہ محمد[6] ہی اول و آخر ہے اس کی امت[7] مرتبے میں سب سے اگلی اور زمانے میں سب سے پچھلی وہ[8] سب انبیا کے پیچھے آیا۔ اے محبوب[9] میں نے تجھے آخر النبیین کیا اے[10] محبوب میں نے تجھے سب انبیا سے پہلے بنایا اور سب کے بعد بھیجا۔ محمد[11] آخر الانبیاء ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مگر یہ ضال مضل محرف قرآن مغیر ایمان ہے کہ نہ ملائکہ کی سُنے نہ انبیاء کی نہ مصطفےٰ کی مانے نہ اُن کے خدا کی۔

سب طرف سے ایک کان گونگا ایک بہرا ایک دیدہ اندھا ایک
پھوٹا۔ اپنی ہی ہانک لگائے جاتا ہے کہ یہ سب نافہمی کے اوہام
خیالات عوام ہیں آخر الانبیا ہونے میں فضیلت ہی کیا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ○ کذالک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار ○ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت

---

[1] حدیث ۱۷، ۲۳، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱ [2] حدیث ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۲۵، [3] حدیث ۲۰، ۲۴
[4] حدیث ۱۶ [5] حدیث ۱۵، ۱۰۱: ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸ —
[6] حدیث ۳، [7] حدیث ۲، ۵ [8] حدیث ۹ [9] حدیث ۱۱ [10] حدیث ۱۲ —
[11] حدیث اول۔

Marfat.com

الوھاب ہ ہاں ان نوتے حدیثوں میں تین حدیثیں صرف بلفظ خاتمیت بھی ہیں دو حدیث[1] سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ اے چچا جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نبوت ختم کی تم پر ہجرت کو ختم فرمائے گا۔ جیسے میں خاتم النبیین ہوا تم خاتم المہاجرین ہو گئے شاید وہ یہاں بھی کہدے کہ تمام مہاجرین کرام مہاجر بالعرض تھے حضرت عباس مہاجر بالذات ہوئے ایک[2] اور حدیث الٰہی جل و علا کہ میں ان کی کتاب پر کتابوں کو ختم کردوں گا اور ان کے دین و شریعت پر ادیان و شرائع کو اور وہ اب یہاں بھی کہدے کہ دین و شر بالعرض تھے یہ دین دین بالذات ہے توریت و انجیل و زبور اللہ تعالیٰ کے کلام بالعرض تھے قرآن کلام بالذات ہے مگر ہے یہ کہ

من لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نورہ نسأل اللہ العفو والعافیۃ ونعوذ بہ من الحور بعد الکور والکفر بعد الایمان والضلال بعد الھدیٰ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد اٰخر المرسلین وخاتم

جسے خدا ہی نور عطا نہ کرے اس کے لئے کوئی نور نہیں ہم اللہ سے معافی اور عافیت کے طلب گار ہیں اور ہم اسی کی پناہ چاہتے ہیں اور کفر سے بعد ایمان کے اور گمراہی سے بعد ہدایت کے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

---

[1] حدیث ۱۲۔ ۱۳۔ [2] حدیث ۱۲۔ [3] بلند چوٹی۔

Marfat.com

نبیین وآلہ وصحبہ اجمعین

الحمد للہ رب العالمین۔

الحمد للہ کہ بیان اپنے منتہی کو پہنچا اور حق کا وضوع ذروۂ اعلیٰ کو۔ احادیث متواترہ سے اصل مقصد یعنی حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین اور اہلبیت کرام کا نبوت ورسالت سے بے علاقہ ہونا توبر وجہ تواتر قطعی خود ہی روشن وآشکار ہوا اور اس کے ساتھ خاتم النبیین نہ ماننا اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اور نبی ہونے سے ختم نبوت میں نقصان نہ جاننا ان کے کفر خفی ونفاق جلی کا بھی بفضلہ تعالیٰ خوب اظہار ہوا اور ساتھ لگے رافضیوں کے چھوٹے بھائی حضرات تفضیلیہ کی بھی شامت آئی اسد اللہ الغالب کی بارگاہ سے اسی کوڑوں کی سزا پائی۔ ان چھوٹے مبتدعوں کا رد یہاں محض تبعًا واستطرادًا مذکور ورنہ ان کے ابطال مشرب ضلال سے قرآن عظیم واحادیث مرفوعہ واقوال اہلبیت وصحابہ وارشادات امیر المومنین علی مرتضیٰ واولیائے کرام وعلمائے اعلام ودلائل شرعیہ اصلیہ وفرعیہ کے دفتر معمور جس کی تفصیل جلیل وتحقیق جزیل فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کی کتاب مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین میں مسطور۔ اب بتوفیقہ تعالیٰ تکفیر منکران ختم نبوت میں بعض نصوص ائمہ کرام کرام لکھ کر بقیہ سوال کی طرف عنان گردانی منظور۔

ف منکرین ختم نبوت پر تیس نصوص ف طائفہ امیریہ ومرزائیہ کی تکفیر پر نص منیر۔

(نص ۱) امام علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی معتمد فی المعتقد میں فرماتے ہیں:۔

سلہ بلند چوٹی ۱۲۔

بحمد اللہ ایں مسئلہ درمیان اسلامیان
روشن تر ازاں ست کہ آنرا بکشف و
بیان حاجت افتد امالیں مقدار از قرآن
از ترس آں یاد کردیم کہ مبادا زندیقے جاہلے
را در شبہتے اندازد و بسیار باشد کہ ظاہر تیارند
کردن و بدیں طریقہا پاے در نہند کہ خدائے
تعالے بر ہمہ چیز قادر ست کسے قدرتِ او
منکر نیست اما چوں خدائے تعالیٰ از چیزے
خبر دہد کہ چنیں خواہد بودن یا نخواہد بودن
جز چناں نباشد کہ خدائے تعالے ازاں خبر
دہد و خدائے خبر داد کہ بعد از وے نبی دیگر
نباشد و منکر ایں مسئلہ کسے تواند بود کہ
اصلا در نبوت او معتقد نباشد کہ اگر برسالت
او معترف بودے ویرا در ہرچہ ازاں
خبر دادے صادق دانستے و بہماں حجتہا کہ
از طریق تواتر رسالت او پیش ما بداں
درست شدہ است ایں نیز درست شدہ
کہ وے بازپسیں پیغمبراں ست در زمان او و
تا قیامت بعد از وے ہیچ نبی نباشد ہر کہ

بحمد اللہ یہ مسئلہ (ختم نبوت) اہل ا
کے نزدیک واضح تر ہونے کی وجہ سے
محتاج بیان نہیں، اور قرآن سے ا
استدلال بھی ہمنے اس خطرہ کے پیش
نظر کیا ہے کہ شاید کوئی بے دین اور
یہ شبہ ڈالدے کہ اللہ تو ہر چیز پر قادر
خدا کی قدرت کا کون منکر ہے ؟ بات
یہ ہے کہ اللہ تعالے جب کسی چیز کے ہو
یا نہ ہونے کی خبر دیدیتا ہے تو وہ جیسی
دیتا ہے ویسی ہی ہوتی ہے، اب اللہ
نے خبر دی کہ ان کے بعد کوئی نبی نہ ہو
اس مسئلہ کا منکر صرف وہی ہوگا جو
پر بالکل اعتقاد نہ رکھتا ہو کیونکہ اگر
حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کو
تو ان کی ہر بات میں تصدیق کرتا، اور ج
متواتر طریقوں سے ہمیں ان کا رسول ہو
معلوم ہوا ہے انھیں طریقوں سے یہ بھی
معلوم ہے کہ وہ تمام پیغمبروں کے بعد
ہیں، خود ان کے زمانہ میں اور ان کے بعد

Marfat.com

...ہ بہ شک ست در آں نیز بہ شک — قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا اور جس کو
...ت و آں کس کہ گوید کہ بعد از وے نبی — اس میں شک ہے اُس میں بھی شک ہوگا
...بود یا ہست یا خواہد بود و آں کس کہ — اور جو شخص یہ کہے کہ ان کے بعد دوسرا نبی
...ر کہ امکان دارد کہ باشد کافر ست — تھا، یا ہوگا، یا ممکن ہے، کافر ہے، یہ ہے
...ست شرطِ درستیٔ ایمان بخاتم انبیاء محمد — خاتم انبیاء پر ایمان کی شرط۔
...مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

...ض ۲ و ۳) امام ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم
...ابی حنیفۃ النعمان میں فرماتے ہیں:۔

...تنبأ فی زمنہ رضی اللہ تعالیٰ — امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں
...عنہ رجل قال امھلونی حتی — ایک مدعی نبوت نے کہا مجھے مہلت دو کہ
...ی بعلامۃ فقال من طلب — کوئی نشانی دکھاؤں امام ہمام نے فرمایا
...منہ علامۃ کفر لانہ بطلبہ — جو اس سے نشانی مانگے گا کافر ہو جائے گا
...ذلك مکذب لقول النبی صلی — کہ وہ اس مانگنے کے سبب مصطفےٰ صلی اللہ
...اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا نبی — تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد قطعی ومتواتر
بعدی۔ — ضروری دینی کی تکذیب کرتا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(النص ۴ تا ۷) فتاوٰی خلاصہ وفصول عمادیہ وجامع الفصولین وفتاوٰی ہندیہ وغیرہا میں ہے:۔

...واللفظ للعمادی قال انا — یعنی اگر کوئی شخص کہے کہ میں اللہ کا رسول

Marfat.com

رسول اللہ او قال بالفارسیۃ	ہوں یا فارسی میں کہے میں پیغمبر ہوں، کا
من پیغمبرم یرید بہ من من پیغام	ہو جائے گا اگرچہ مراد یہ لے کہ میں کسی کا پی
می برم یکفر ولو انہ حین قال	پہنچانے والا ایلچی ہوں اور اگر اس کہنے
ھذہ المقالۃ طلب غیرہ منہ	سے کوئی معجزہ مانگے تو کہا گیا یہ بھی مط
المعجزۃ قیل یکفر الطالب	کافر ہے اور مشائخ متاخرین نے فرمایا
والمتأخرون من المشائخ قالوا	اسے عاجز ورسوا کرنے کی غرض سے معج
ان کان غرض الطالب تعجیزہ	طلب کیا تو کافر نہ ہوگا ورنہ ختم میں شک
وافتضاحہ لا یکفر ۔	لانے کے سبب یہ بھی کافر ہو جائے گا

(نص ۸) اعلام بقواطع الاسلام میں ہے :۔

واضح تکفیر مدعی النبوۃ ویظھر	مدعی نبوت کی تکفیر تو خود ہی روشن ۔
کفر من طلبہ منہ معجزۃ	اور جو اس سے معجزہ مانگے اُس کا بھی ک
لانہ بطلبہ لھا منہ مجوز	ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اُس
لصدقہ مع استحالتہ المعلومۃ	مدعی کا صدق محتمل مان رہا ہے حالانکہ
من الدین بالضرورۃ نعم	متین سے بالضرورۃ معلوم ہے کہ نبی ص
ان اراد بذالک تسفیہ وبیان	اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی
کذبہ فلا کفر ۔	نہیں ہاں اگر اس طلب سے اُسے احمق
	اُس کا جھوٹ ظاہر کرنا مقصود ہو تو کفر نہ

(نص ۹ و ۱۰) اُسی میں ہے :۔

ومن ذلک (ای المکفرات) ایضا	انھیں باتوں میں جو معاذ اللہ آدمی کو کا

Marfat.com

تکذیب نبی او نسبۃ تعمد کذب الیہ او محاربتہ او سبہ او الاستخفاف بہ ومثل ذالک کما قال الحلیمی مالو تمنی فی زمن نبینا او بعدہ ان لو کان نبیا نیکفر فی جمیع ذلک والظاہر انہ لا فرق بین تمنی ذالک باللسان او القلب اھ مختصرا۔

کر دیتی ہیں کسی نبی کو جھٹلانا یا اس کی طرف قصداً جھوٹ بولنے کی نسبت کرنا یا نبی سے لڑنا یا اُسے بُرا کہنا اُس کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہونا اور بتصریح امام حلیمی انھیں کفریات کی مثل ہے ہمارے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی شخص کا تمنا کرنا کہ کسی طرح سے نبی ہو جاتا، ان صورتوں میں کافر ہو جائے گا اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں وہ تمنا زبان سے ہو یا صرف دل میں۔

سبحان اللہ جب مجرد تمنا پر کافر ہوتا ہے تو کسی کی نسبت ادعائے نبوت کس درجہ کا کفر خبیث ہوگا والعیاذ باللہ رب العالمین۔

(نص ۱۱ تا ۱۴) یتیمۃ[۱۱] الدہر ظہیریہ[۱۲] ہندیہ[۱۳] میں بعض ائمہ حنفیہ سے اور اشباہ[۱۴] والنظائر وغیرہا میں ہے:۔

واللفظ لہا اذا لم یعرف ان محمدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات۔

جب نہ پہچانے کی نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے پچھلے نبی ہیں تو مسلمان نہیں کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔

(نص ۱۵ و ۱۶) تاتارخانیہ پھر عالمگیریہ میں[۱] ہے:۔

رجل قال لآخر من فرشتۂ توام فی موضع کذا اعینك علی امرك فقد قیل انہ لا یکفر وکذا اذا قال مطلقا انا ملك بخلاف ما اذا قال انا نبی۔

یعنی ایک نے دوسرے سے کہا میں تیرا فرشتہ ہوں بخلاف دعوت نبوت کہ بالاجماع کفر ہے یہ حکم عام ہے کہ مدعی زمانۂ اقدس میں ہو مثل ابن صیاد ومسیلمہ واسود خواہ بعد کما تقدم وسیاتی۔

(نص ۱۷ و ۱۸) شفا شریف امام قاضی عیاض مالکی اور اُس کی شرح نسیم الریاض للعلامۃ الشہاب الخفاجی میں ہے:۔

او کذالك یکفر من ادعی نبوۃ احد مع نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ای فی زمنہ کمسیلمۃ الکذاب والاسود العنسی (او) ادعی (نبوۃ احد بعدہ) فانہ خاتم النبیین بنص القران والحدیث فھذا تکذیب للہ ورسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (کالعیسویۃ)

یعنی اسی طرح وہ بھی کافر ہے جو ہمارے نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانے میں کسی کی نبوت کا ادعا کرے جیسے مسیلمہ کذاب واسود عنسی یا حضور کے بعد کسی کی نبوت مانے اس لئے کہ قرآن وحدیث میں حضور کے خاتم النبیین ہونے کی تصریح ہے تو یہ شخص اللہ ورسول کو جھٹلاتا ہے جل جلالہ وصلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم جیسے یہود کا ایک طائفہ عیسویہ کہ عیسٰی

---

[۱] قلت وبنحوہ مع الفصولین وقد وقع فی نسخۃ الطبع تحریف فلیجتنب ۱۲

وهم طائفة (من اليهود) نسبوا لعيسى بن اسحٰق اليهودي ادعى النبوة في زمن مروان الحمار وتبعه كثير من اليهود وكان من مذهبه تجويز حدوث النبوة بعد نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم (وكاكثر الرافضة القائلين بمشاركة علي في الرسالة للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم وبعده كالبز يغية والبيانية منهم) وهم اكفر من النصارى واشد ضررا منهم لانهم بحسب الصورة مسلمون ويلتبس امرهم على العوام (فهؤلاء) كلهم (كفار مكذبون للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم لانه صلى الله تعالى عليه وسلم اخبر انه خاتم النبيين و) اخبر

بن اسحاق یہودی کی طرف منسوب ہے اس نے مروان الحمار کے زمانے میں ادعائے نبوت کیا تھا اور بہت یہود اس کے تابع ہو گئے اس کا مذہب تھا کہ ہمارے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی امت ممکن ہے اور جیسے بہت رافضی کہ مولیٰ علی کو رسالت میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شریک اور حضور کے بعد انھیں نبی کہتے ہیں اور جیسے رافضیوں کے دو فرقے بزیغیہ وبیانیہ ان لوگوں کا کفر نصارٰے سے بڑھ کر ہے اور اُن سے زائد ان کا ضرر کہ یہ صورت میں مسلمان ہیں ان سے عوام دھوکے میں پڑجاتے ہیں یہ سب کے سب کفار ہیں نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنیوالے اسلئے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور خبر دی کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں اور اپنے رب عزوجل سے خبر دی کہ وہ حضور کو خاتم النبیین اور تمام

Marfat.com

الیضا انہ (لانبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس واجمعت الامۃ علی ان ھذا الکلام علی ظاھرہ وان مفھومہ المراد منہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعا اجماعا وسمعا اھ مختصراً۔

جہاں کی طرف رسول بتاتا ہے اور امت نے اجماع کیا کہ یہ آیات واحادیث اپنے معنے ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے خدا اور رسول کی یہی مراد ہے نہ ان میں کچھ تاویل ہے نہ تخصیص تو کچھ شک نہیں کہ یہ سب طائفے بحکم اجماع امت وبحکم حدیث وآیت بالیقین کافر ہیں۔ الحمد للہ اس کلام رشید نے ولید پلید وروافض بلید وقاسمیہ جدید وامیریہ[1] طرید کسی مردود وعنید کا تسمہ نہ لگا رکھا وللہ الحجۃ السامیہ۔ یہ فقرے آب زر سے لکھنے کے ہیں کہ ان خبیثوں کا کفر یہود ونصاریٰ سے بدتر اور کھلے کافروں سے انکار حزر

[1] اسی طرح طائفہ مرزائیہ متبعان غلام قادیانی کہ سب سے تازہ ہے یہ بھی مرزا کو مرسل من اللہ کہتا ہے اور خود مرزا اپنے اوپر وحی اترنے کا مدعی ہے اپنے کلام کو کلام الٰہی ومنزل من اللہ بتاتا بتاتا ہے اور اس کے رسالہ (ایک غلطی کا ازالہ) سے منقول کہ اس میں صراحۃً اپنے آپ کو نبی بلکہ بہت انبیا سے افضل لکھا ہے اس بارے میں ابھی چند روز ہوتے امرتسر سے سوال آیا تھا جس پر حضرت مصنف علامہ مدظلہ نے مدلل ومفصل فتویٰ تحریر فرمایا جس کا حسن بیان پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے جس کا نام السوء والعقاب ہے والحمد للہ۔ عفی عنہ مصحح۔

Marfat.com

والعیاذ باللہ العزیز الاکبر۔

(نص ۱۹ و ۲۰) وجیز امام کردری و مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے:۔

اما ایمان بسیدنا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیجب بانہ رسولنا فی الحال وخاتم الانبیاء والرسل فاذا اٰمن بانہ رسول ولم یومن بانہ خاتم الانبیاء لا یکون مؤمنا۔

ہمارے مولا ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر یوں ایمان لانا فرض ہے کہ حضور اب بھی ہمارے رسول ہیں (نہ یہ کہ معاذ اللہ بعد وصال شریف حضور رسول نہ رہے یا حضور کے بعد اب اور کوئی ہمارا رسول ہو گیا) اور ایمان لانا فرض ہے کہ حضور تمام انبیاء و مرسلین کے خاتم ہیں کہ اگر حضور کے رسول ہونے پر ایمان لایا اور خاتم الانبیاء ہونے پر ان نہ لایا تو مسلمان نہ ہوگا۔

اقول یہاں رسالت پر ایمان مجازاً بنظر صورت بحسب ادعائے قائل بولا گیا ورنہ جو ختم نبوت پر ایمان نہ لایا قطعاً حضور کی رسالت ہی پر ایمان نہ لایا کہ رسول جانتا تو حضور جو کچھ اپنے رب جل جلالہ کے پاس سے لائے سب پر ایمان لاتا کما تقدم فی کلام الامام التورپشتی رحمہ اللہ تعالٰی۔

طائفہ امیریہ و مرزائیہ کی تکفیر (نص ۲۱) امام علامہ یوسف اردبیلی شافعی کتاب الانوار میں فرماتے ہیں:۔

من ادعى النبوة فی زماننا او صدق مدعیالها او اعتقد نبیا فی زمانه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم او قبله من لم یکن نبیا کفر اھ ملخصا۔

جو ہمارے زمانے میں نبوت کا مدعی ہو یا دوسرے کسی مدعی کی تصدیق کرے یا حضور کے زمانے میں کسی کو نبی مانے یا حضور سے پہلے کسی غیر کو نبی جانے کافر ہو جائے

طائفہ قاسمیہ وامیریہ ومرزائیہ کی تکفیر (نص ۱۲) امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں :-

ان الامة فهمت من هٰذا اللفظ انه افهم عدم نبی بعده ابدا وعدم رسول بعده ابدا وانه لیس فیه تاویل ولا تخصیص ومن اوله بتخصیص فکلامه من انواع الهذیان لا یمنع الحکم بتکفیره لانه مکذب لهٰذا النص الذی اجمعت الامة علی انه غیر مؤول ولا مخصوص۔

یعنی تمام امت محمدیہ علی صاحبہا وعلیہا الصلاۃ والتحیۃ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ وہ بتاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا حضور کے بعد کبھی کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا کہ اس لفظ میں نہ کوئی تاویل ہے کہ آخر النبیین کے سوا خاتم النبیین کے کچھ اور معنی گڑھے نہ اس عموم میں کچھ تخصیص ہے کہ حضور کے ختم نبوت کو کسی زمانے یا زمین کے کسی طبقے سے خاص کیجئے اور جو اس میں تاویل وتخصیص کو راہ دے اس

Marfat.com

کی بات جنون یا نشے یا سرسام کی ہو۔

بڑا نے بکنے کے قبیل سے ہے اُسے کافر

کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ وہ آیت قرآن

کی تکذیب کر رہا ہے جس میں اصلا تاویل

و تخصیص نہ ہونے پر امت مرحومہ کا اجماع

ہو چکا ہے۔

بحمد اللہ یہ عبارت بھی مثل عبارت شفاو نسیم تمام طوائف جدیدہ قاسمیہ وامیریہ خذلہم اللہ تعالیٰ کے ہذیانات کا رد جلیل وجلی ہے آٹھ آٹھ سو برس بعد آنے والے کافروں کا رد فرما گئے یہ ائمہ دین کی کرامت منجلی ہے۔

(نص ۲۳) غنیۃ الطالبین شریف میں عقائد ملعونہ غلاۃ روافض کے بیان میں فرمایا:۔

ادعت ایضا ان علیا نبی (الی قولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لعنھم اللہ وملئکتہ وسائر خلقہ الی یوم الدین وقلع واباد خضراءھم ولاجعل منھم فی الارض دیارا فانھم بالغوا فی غلوھم ومردوا علی

یعنی غالی رافضیوں کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ مولیٰ علی نبی ہیں اللہ اور اس کے فرشتے اور تمام مخلوق قیامت تک ان رافضیوں پر لعنت کریں اللہ اُن کے درخت کی جڑ اکھیڑ کر پھینک دے تباہ کر دے زمین پر ان میں سے کوئی بسنے والا نہ رکھے کہ انھوں نے اپنا غلو حد سے گزار دیا کفر پر جم

Marfat.com

الکفر وترکوا الاسلام وفارقوا	گئے اسلام چھوڑ بیٹھے ایمان سے جدا ہوئے
الایمان وجحدوا الالٰہ والرسول	اللہ و رسول و قرآن سب کے منکر ہو گئے ہم
والتنزیل فنعوذ باللہ ممن	اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اُس سے جو ایسا
ذھب الی ھذہ المقالۃ لے	مذہب رکھے۔

الحمد للہ اللہ عزوجل نے یہ دعائے کریم مستجاب فرمائی غرابیہ وغیرہا ملعون طوائف کا نشان نہ رہا اب جو اس دار الفتن ہند پُر محن کی زمین میں فتنوں کی بوچھار کی گندہ بہار میں دو ایک حشرات الارض کہیں کہیں تازہ نکل پڑے وہ بھی بحمد اللہ تعالیٰ جلد جلد اپنے مقر سقر کو پہنچ گئے ایک آدھ کہیں باقی ہو تو وہ بھی قہر الٰہی سے الم نہلك الاولین ○ ثم نتبعھم الاٰخرین ○ کذلك نفعل بالمجرمین ○ کا منتظر ہے۔

(نص ۲۴) تحفہ شرح منہاج میں ہے۔

اوکذب رسولا او نبیا او	یعنی کافر ہے جو کسی نبی کی تکذیب کرے یا
نقصہ بای منقص کأن	کسی طرح اس کی شان گھٹائے مثلاً بہ
صغر اسمہ مریدا تحقیرہ	نیت توہین اُس کا نام چھوٹا کرکے لے یا
اوجوز نبوۃ احد بعد وجود	ہمارے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	تشریف آوری کے بعد کسی کی نبوت ممکن
وعیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام	مانے اور عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام تو حضور
نبی قبل فلا یرد۔	کی تشریف آوری سے پہلے نبی ہو چکے اُن
	سے اعتراض وارد نہ ہوگا۔

(نص ۲۵) عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی شرح الفرائد میں فرماتے ہیں

فساد مذھبھم غنی عن البیان بشھادۃ العیان کیف وھو یؤدی الی تجویز مع نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او بعدہ وذالک یستلزم تکذیب القراٰن اذ قد نص علی انہ خاتم النبیین واٰخر المرسلین وفی السنۃ انا العاقب لا نبی بعدی واجمعت الامۃ علی ابقاء ھٰذا الکلام علیٰ ظاھرہ وھٰذا احدی المسائل المشھورۃ التی کفرنا بھا الفلاسفۃ لعنھم اللہ تعالیٰ۔

فلاسفہ نے کہا تھا کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے آدمی ریاضتیں مجاہدے کرنے سے پا سکتا ہے اس کے رد میں فرماتے ہیں کہ اُن کے رب کا بطلان محتاج بیان نہیں آنکھوں دیکھا باطل ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس کے نتیجے میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی نبی کا امکان نکلے گا اور یہ تکذیب قرآن کو مستلزم ہے قرآن عظیم نص فرما چکا کہ حضور خاتم النبیین وآخر المرسلین ہیں اور حدیث میں ہے میں پچھلا نبی ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اسی معنے پر ہے جو اس کے ظاہر سے سمجھ میں آتے ہیں یہ ان مشہور مسئلوں میں سے ہے جن کے سبب ہم اہلِ اسلام نے فلاسفہ کو کافر کہا اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔

Marfat.com

نقل ھٰذین خاتم المحققین معین الحق المبین السیف المسلول مولانا فضل الرسول قدس سرہ فی المعتقد المنتقد ۔ ان دونوں کو نقل کیا خاتم المحققین معین الحق المبین سونتی ہوئی تلوار، مولانا فضل رسول صاحب نے المعتقد المنتقد ۔

(نص ۲۶) مواہب شریف آخر نوع ثالث مقصد سادس میں امام ابن حبان صاحب صحیح مسمی بالتقاسیم والانواع سے نقل فرمایا

من ذھب الی ان النبوۃ مکسبۃ	جو اس طرف جائے کہ نبوت کسب سے
لا تنقطع او الی ان الولی افضل	مل سکتی ہے ختم نہ ہوگی یا کسی ولی کو کسی نبی
من النبی فھو زندیق الی آخرہٖ	سے افضل بتائے وہ زندیق بے دین ملحد دہریا ہے ۔

یہ شخص اس وجہ سے کافر ہوا کہ قرآن لتکذیب القرآن وخاتم النبیین یہ شخص اس وجہ سے کافر ہوا کہ قرآن عظیم وختم نبوت کی تکذیب کرتا ہے ۔

(نص ۲۷ و ۲۸) بحر الکلام امام نسفی پھر تفسیر روح البیان میں ہے :۔

صنف من الروافض قالوا	رافضیوں کا طائفہ کہتا ہے زمین نبی
ان الارض لا تخلو من نبی و	سے خالی نہیں ہوتی اور نبوت مولیٰ علی
النبوۃ صادت میراثا لعلی واولادہٖ	اور اُن کی اولاد کے لئے میراث ہوگئی ہے
وقال اھل السنۃ والجماعۃ لا	اور اہلسنت وجماعت نے فرمایا ہمارے
نبی بعد نبینا صلے اللہ تعالیٰ	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد
علیہ وسلم لقولہ تعالیٰ ولٰکن	کوئی نبی نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

Marfat.com

رسول اللہ وخاتم النبیین و	ہاں خدا کے رسول ہیں اور سب انبیاء
قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	میں پچھلے اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ
لا نبی بعدی ومن قال بعد	علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے بعد کوئی نبی
نبینا نبی یکفر لانہ انکر	نہیں تو جو حضور کے بعد کسی کو نبی مانے
النص وکذٰلک لو شک فیہ	کافر ہے کہ قرآن عظیم کی نص صریح
اھ ببعض اختصار	کا منکر ہے یوں ہی جسے ختم نبوت میں
	کچھ شک ہو وہ بھی کافر ہے۔

(نص ۲۹) تمہید ابو شکور سالمی میں ہے:۔

قالت الروافض ان العالم	رافضی کہتے ہیں دنیا نبی سے خالی نہ ہوگی
لا یکون خالیا من النبی قط	اور یہ کفر ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے
وھذا کفر لان اللہ تعالیٰ	وخاتم النبیین اب جو دعویٰ نبوت
قال وخاتم النبیین ومن	کرے کافر ہے اور جو اُس سے معجزہ مانگے
ادعی النبوۃ فی زماننا فانہ	وہ بھی کافر کہ اُسے ارشاد الٰہی میں شک
یصیر کافرا ومن طلب منہ	پیدا ہوا جب تو معجزہ مانگا اور اُس کا
المعجزات فانہ یصیر کافرا لانہ	اعتقاد فرض ہے کہ کوئی شخص نبوت محمد
شک فی النص ویجب الاعتقاد	صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شریک
بانہ ما کان لاحد شرکۃ فی	نہ تھا بخلاف روافض کے کہ مولیٰ علی کو
النبوۃ لمحمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ	حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے
وسلم بخلاف ما قالت الروافض	ساتھ شریک نبوت مانتے ہیں اور یہ اُنکا

ان علیا کان شریکا لمحمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی النبوۃ وھذا منہم کفر۔

کفر ہے۔

طائفہ امیریہ کی تکفیر

(نص ۳۰) بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی محمد شرحِ مسلم میں فرماتے ہیں:۔

محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین و ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الاصحاب والاولیاء رھاتان القضیتان مما یطلب بالبرھان فی علم الکلام والیقین المتعلق بھما یقین ثابت ضروری باق الی الابد ولیس الحکم فیھما علی امر کلی یجوز العقل تناول ھذا الحکم بغیر ھذین الشخصین وانکار ھذا مکابرۃ وکفر۔

محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ و خاتم النبیین ہیں اور ابوبکر رضی ا تعالیٰ عنہ تمام اصحاب اور اولیاء سے ہیں اور ان دونوں باتوں پر دلیل قا علم عقائد میں مذکور ہے اور ان پر یقی وہ جما ہوا ضروری یقین ہے جو ابد ال تک باقی رہے گا اور یہ خاتم النبیین افضل الانبیاء ہونا کسی امر کلی کے ثابت نہیں کیا ہے کہ عقل ان دونو پاک کے سوا کسی اور کے لئے اسکا ث ممکن مانے اور اس کا انکار ہٹ د اور کفر ہے۔

اقول فیہ لف ونشر بالقلب یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

افضل الاولیا رہونے سے انکار قرآن وسنت واجماع امت کے ساتھ مکابرہ ہے اور سید عالم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیا ہونے سے انکار کفر والعیاذ باللہ رب العالمین۔

علم لدنی کی دو قسمیں ہیں رحمانی، شیطانی

تذییل امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ مقصد سابع فصل اول پھر علامہ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ باب اوّل فصل ثانی میں فرماتے ہیں:۔

العلم اللدنی نوعان لدنی رحمانی ولدنی شیطانی والمحك هو الوحی بعد رسول الله صلے الله تعالیٰ علیه وسلم واما قصة موسی مع الخضر علیهما الصلاة والسلام فالتعلق بها فی تجویز الاستغناء عن الوحی بالعلم اللدنی الحاد وکفر مخرج عن الاسلام موجب لاراقة الدم والفرق ان موسیٰ علیه الصلوٰة والسلام لم یکن مبعوثا الی الخضر

یعنی علم لدنی دو قسم ہے رحمانی اور شیطانی اور اُن کے پہچاننے کی معیار وحی ہے کہ جو اس کے مطابق ہے رحمانی ہے اور جو اس کے خلاف ہے شیطانی ہے (اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد وحی نہیں کہ کوئی کہے میرا یہ علم وحی جدید کے مطابق ہے) رہا خضر وموسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کا قصہ (کہ خضر کے پاس وہ علم لدنی تھا جو موسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام کو معلوم نہ تھا) اُسے یہاں دستاویز بنا کر علم لدنی کے سبب وحی کی پرواہ نہ رکھنا نری بے دینی وکفر

ولم يكن الخضر مامورا بمتابعته
ومحمد صلے الله تعالیٰ علیه وسلم
الى جميع الثقلين فرسالته
عامة للجن والانس فی کل
زمان فمن ادعی انه مع محمد
صلے الله تعالے علیه وسلم
کالخضر مع موسٰی علیهما
الصلاة والسلام اجوز ذلك
لاحد من الامة فليجدد اسلامه
(لكفره بهذه الدعوى) وليشهد
شهادة الحق ليعود الى الاسلام
فانه مفارق لدين الاسلام
بالكلية فضلا عن ان يكون
من خاصة اولياء الله تعالیٰ
وانما هو من اولياء الشيطان
وخلفائه ونوابه (فی الضلال
والاضلال) والعلم اللدنی
الرحمانی هو ثمرة العبودية
والمتابعة لهذا النبی الكريم

ہے اسلام سے نکال دینے والی بات
جس کے قائل کا قتل واجب اور فر
یہ ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والت
حضرت خضر کی طرف مبعوث نہ تھے نہ خ
کو ان کی پیروی کا حکم (کہ وہ تو خاص
اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے (کان
النبی یبعث الی قومہ خاص
اور محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج
جن وانس (بلکہ تمام ماسوائے اللہ
طرف مبعوث ہیں (وارسلت الی الخ
کافۃ) تو حضور کی رسالت ہر زما
میں سب جن وانس کو شامل ہے تو
مدعی ہو کہ وہ محمد صلے اللہ تعالیٰ
وسلم کے ساتھ ایسا ہے جیسے خضر
علیہما الصلاۃ والسلام کے ساتھ کہ
امت میں کسی کے لئے یہ مرتبہ ممکن
وہ نئے سرے سے مسلمان ہو کر ا
قول کے باعث کافر ہو گیا مسلمان
کے لئے کلمہ شہادت پڑھے کہ وہ

Marfat.com

لیہ ازکی الصلاۃ واتم
تسلیم وبہ یحصل الفہم
الکتاب والسنۃ یام یختص
ہ کما قال علی (امیرالمومنین)
قد سئل (کما فی الصحیح وسنن
النسائی) ھل خصکم رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بشیٔ دون الناس (کما تزعم
الشیعۃ) فقال لا الا فہما
یؤتیہ اللہ عبدا فی کتابہ اھ
مختصرا مزیدا ما بین الھلالین
من شرح العلامۃ الزرقانی۔

اسلام سے یک لخت جدا ہو گیا چہ جائے
آنکہ اللہ عزوجل کے خاص اولیا سے ہو
وہ تو شیطان کا ولی اور گمراہی وگمراہ گری
میں ابلیس کا خلیفہ ونائب ہے علم لدنی
رحمانی بندگیِ خدا وپیروی محمد مصطفےٰ صلی
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پھل ہے جس
سے قرآن وحدیث میں ایک خاص سمجھ
حاصل ہو جاتی ہے جس طرح صحیح بخاری
وسنن نسائی میں ہے کہ امیر المومنین
مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے سوال
ہوا کہ تم اہلبیت کو نبی صلے اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم نے کوئی خاص شے ایسی عطا
فرمائی ہے جو اور جو لوگوں کو نہ دی جیسا رافضی
گمان کرتے ہیں فرمایا نہ۔ مگر وہ سمجھ جو اللہ
عزوجل نے اپنے بندوں کو قرآن عزیز میں
عطا فرمائی ورزقنا اللہ تعالیٰ بمنہ والائہ
بفضل رحمتہ باولیائہ وصلی وسلم
علی خاتم انبیائہ محمد وآلہ وصحبہ
واحبائہ آمین۔

Marfat.com

جو عقیدہ کفریہ رکھے نہ اُسے سیّد کہنا جائز اور نہ وہ سیّد صحیح النسب۔ بالجملہ ولید بلید خواہ کوئی پلید ختم نبوت کا منکر عنید صراحۃً اجامد ہو یا تاویل کا مرید مطلقاً نفی کرے یا تخصیص بعید امیری قاسمی مشہدی مرید رافضی غالی وہابی شدید۔ سب صریح کافر مرتد طرید علیہم لعنۃ العزیز الحمید اور جو کافر ہو وہ قطعاً سید نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح نہ اُسے سید کہنا جائز رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لا تقولوا للمنافق سید فانہ ان یکن سیدا فقد استخطتم ربکم عزوجل۔

منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سید ہو تو بیشک تم پر تمہارے رب عزوجل کا غضب ہو۔

رواہ ابوداؤد والنسائی بسند صحیح عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت حاکم کے لفظ یہ ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اذا قال الرجل للمنافق یا سید فقد اغضب ربہ عزوجل۔

جو کسی منافق کو اے سید کہے اس نے اپنے رب عزوجل کا غضب اپنے اوپر لیا والعیاذ باللہ رب العالمین۔

اقول پھر یہی نہیں کہ یہاں صرف اطلاق لفظ سے ممانعت شرعی اور نسب سیادت کا انتفائے حکمی ہو حاشا بلکہ واقع میں کافر اس نسل طیب وطاہر سے تھا ہی نہیں۔ اگرچہ سید بنتا اور لوگوں میں براہ غلط سید کہلاتا ہو ائمہ دین اولیائے کاملین علمائے عاملین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تصریح فرماتے ہیں کہ سادات

Marfat.com

رام بحمد اللہ تعالیٰ خباثت کفر سے محفوظ و معصوم ہیں جو واقعی سید ہے اُس سے
بھی کفر واقع نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ :۔

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ہ

اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے نجاست دور رکھے اے نبی کے گھر والو اور تمہیں خوب پاک کردے ستھرا کر کے۔

حدیث تمام فوائد اور بزار و ابو یعلے مسند اور طبرانی کبیر اور حاکم بافادہ تصحیح[1]
مستدرک میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ان فاطمۃ احصنت فرجھا فحرمھا اللہ وذریتھا علی النار۔

بیشک فاطمہ نے اپنی حرمت نگاہ رکھی تو اللہ عزوجل نے اُسے اور اُس کی ساری نسل کو آگ پر حرام کردیا۔

حدیث ابو القاسم بن بشران اپنے امالی میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

سالت ربی ان لا یدخل احدا من اھل بیتی النار فاعطانیھا

میں نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا کہ میرے اہلبیت سے کسی کو دوزخ میں نہ ڈالے اس نے میری یہ مراد عطا فرمائی

حدیث طبرانی بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

[1] افادہ الھیثمی فی الصواعق حیث قال جاء بسند رواتہ ثقات انہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لفاطمۃ فذکرہ ۱۲ منہ

Marfat.com

سے راوی رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا:۔

ان اللہ تعالیٰ غیر معذبك ولا ولدك۔ — بیشک اللہ تعالیٰ نہ تجھے عذاب فرمائے گا نہ تیری اولاد کو۔

حدیث ابن عساکر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

انما سمیت فاطمۃ لان اللہ فطمها وذریتها عن النار یوم القیٰمۃ — فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ عزوجل نے اُسے اور اُس کی نسل کو روزِ قیامت آگ سے محفوظ فرما دیا۔

حدیث قرطبی آیہ کریمہ ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ ٥ کی تفسیر میں حضرت ترجمان القرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل کہ انھوں نے فرمایا:۔

رضاہ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لا یدخل احد من اهل بیته النار۔ — یعنی اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راضی کر دینے کا وعدہ فرمایا اور محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا اس میں ہے کہ اُن کے اہلِ بیت سے کوئی دوزخ میں نہ جائے۔

نار دو قسم ہے نار تطہیر کہ مومن عاصی جس کا مستحق ہو اور نار خلود کہ کافر کیلئے ہے اہلبیت کرام میں حضرت امیر المومنین مرتضیٰ و حضرت بتول زہرا و حضرت سید مجتبیٰ و حضرت شہید کربلا صلے اللہ تعالیٰ علیٰ سیدہم و علیہم و بارک وسلم

Marfat.com

تو بالقطع والیقین ہر قسم سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ ہیں اس پر تو اجماع قائم اور نصوص متواترہ حاکم بانی نسل کریم تا قیام قیامت کے حق میں اگر بفضلہ لی مطلق دخول سے محفوظی لیجیے اور یہی ظاہر لفظ سے متبادر اور اسی طرف کلمات اہلِ تحقیق ناظر جب تو مراد بہت ظاہر اور منع خلود مقصود جب بھی نفی کفر پر دلالت موجود۔ شرح المواہب للعلامۃ الزرقانی میں زیر حدیث مذکور

انما سمیت فاطمہ ہے :-

فاما هي وابناها فالمنع مطلق	اور بہر حال وہ (فاطمہ) اور ان کے دونوں
واما من عداهم فالممنوع	بیٹے تو منع مطلق ہے اور دوسروں کیلئے
عنهم نار الخلود وان الله	خلود ممنوع ہے، اور اللہ مغفرت کرنا
تعالیٰ يشاء المغفرة لمن واقع	چاہتا ہے ان لوگوں کی جنھوں نے ان میں
الذنوب منهم اكراما لفاطمة	سے گناہ کیا، فاطمہ اور انکے باپ صلے اللہ
وابيها صلی الله تعالیٰ عليه	تعالیٰ علیہ وسلم کی تکریم کے لئے، اور جو
وعليها وسلم اما ما رواه ابو نعيم	ابو نعیم اور خطیب نے روایت کیا کہ علی رضا
والخطيب ان عليا الرضا بن موسیٰ	بن موسیٰ کاظم ابن جعفر صادق سے دریافت
الكاظم ابن جعفر الصادق سئل	کیا گیا کہ فاطمہ نے اپنی عزت کو محفوظ رکھا،
عن حديث ان فاطمة احصنت	تو اس کے بارے میں انہوں نے فرمایا یہ حسن
فقال خاص بالحسن والحسين	اور حسین کے ساتھ خاص ہے اور اخباری
وما نقله الاخباريون عنه من	علماء نے جو یہ نقل کیا کہ جب انکے بھائی
توبيخه لاخيه زيد حين خرج	زید نے مامون پر خروج کیا تو انھوں نے

Marfat.com

علی المامون وقولہ اغرك قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان فاطمۃ احصنت الحدیث ان ھٰذا لمن خرج من بطنھا لا لی ولا لك فھٰذا من باب التواضع وعدم الاغترار بالمناقب وان کثرت کما کان الصحابۃ المقطوع لھم بالجنۃ علی غایۃ من الخوف والمراقبۃ والا فلفظ الذریۃ لا یختص بمن خرج من بطنھا فی لسان العرب ومن ذریتہ داؤد وسلیمان الایۃ وبینھم وبینہ قرون کثیرۃ فلا یرید ذالك مثل علی الرضا مع فصاحتہ ومعرفتہ لغۃ العرب علی ان التقلید بالطائع یبطل خصوصیۃ ذریتھا ومحبیھا الا ان یقال للہ تعذیب الطائع فالخصوصیۃ

ان کو توبیخ کی کہ "کیا تمہیں حضور کے اس قول نے مغالطہ میں ڈال دیا ہے کہ فاطمہ احصنت، یہ تو صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو ان کے پیٹ سے نکلے، میرے تمہارے لئے نہیں، تو یہ محض تواضع کے طور پر تھا، اور مناقب پر اترانے سے بچنا تھا، جس طرح کہ وہ صحابہ جنکا جنت میں جانا قطعی تھا انتہائی خوف کے عالم میں رہتے تھے، ورنہ زبان عرب میں لفظ ذریت صرف پیٹ سے پیدا ہونے والی اولاد پر ہی نہیں بولا جاتا ہے قرآن میں ہے،" اور ان کے ذریت سے داؤد اور سلیمان ہیں" حالانکہ ان کے درمیان صدیوں کا فاصلہ تھا، تو علی رضا جیسے فصیح اور عارف بالغۃ یہ ارادہ نہیں کر سکتے تھے، پھر اطاعت گذار کی قید سے مقید کرنا، ذریت اور محبت کرنے والوں کی خصوصیت کو باطل کرتا ہے ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ فرمانبردار کو عذاب دے

ان لا یعذبہ اکراما لہا واللہ اعلم اھ مختصرا وراٴتنی کتبت علی ھامش قولہ الا ان یقال مانصہ۔ اقول۔ ولا یجدی فان الوقوع ممنوع باجماع اھل السنۃ واما الامکان فثابت عند من یقول بہ الی خلاف ائمتنا الماتریدۃ رضی اللہ تعالی عنھم فانھم یحیلونہ وقد تکلمت فی المسئلۃ علی ھامش فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت لبحر العلوم بما یکفی ویشفی فانی احد فی فیھا ارکن وامیل الی قول ساداتنا الا شعریۃ رحمھم اللہ تعالی ورحمنا بھم جمیعا واللہ اعلم بالصواب فی کل باب۔

سکتا ہے، تو ان کی خصوصیت یہ کہ انکو فاطمہ کی تکریم کی خاطر عذاب نہ دیگا واللہ اعلم۔ میں نے الا ان یقال کے حاشیہ پر لکھا ہے، کہ اس کا کچھ فائدہ نہیں، کیونکہ وقوع باجماع اہل سنت ممنوع اور امکان ان لوگوں کے نزدیک ثابت ہے جو امکان کے قائل ہیں، ہمارے ائمہ ماتریدیہ اس کے خلاف ہیں کہ وہ اسے محال سمجھتے ہیں، میں نے فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت کے حاشیہ پر یہ مسئلہ کھول کر بیان کر دیا ہے، وہاں میں نے اشعریہ کی طرف میلان کا اظہار کیا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

فتاویٰ حدیثیہ امام ابن حجر مکی میں ہے:۔

اذا تقرر ذالک فمن علمت نسبتہ

جب یہ بات ثابت ہو گئی تو جس کی نسبت

الى آل البيت النبوی والسر
العلوی لایخرج عن ذالک
عظیم جنایتہ ولا عدم دیانتہ
ولا عدم دیانتہ ثم قال بعض
المحققین مامثال الشریف الزانی
او الشارب او السارق مثلا اذا
اقمنا علیہ الحد الا کامیر او
سلطان تلطخت رجلاہ بقذر
فغسلہ عنہما بعض خدمہ ولقد
برفی ھذا المثال وحقق ولیتأمل
قول الناس فی امثالھم الولد
العاق لایحرم المیراث نعم
الکفر ان فرض وقوعہ لاحد
من اھل البیت والعیاذ باللہ
تعالیٰ ھو الذی یقطع النسبۃ
بین من وقع منہ وبین شرفہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما قلنا
ان فرض لانی اکاد ان اجزم
ان حقیقۃ الکفر لاتقع ممن علم

اہل بیت نبوی کی طرف ثابت ہوجائے، تو
پھر اس کا بڑے سے بڑا گناہ اس کو اس
خاندان سے خارج نہیں کرے گا اسلئے
بعض محققین نے فرمایا کہ اس کی مثال
ایسی ہے جیسے کوئی شریف زانی یا چور
ہو مثلاً جب ہم اس پر حد قائم کر چکیں،
مگر جیسے امیر یا بادشاہ کہ اس کی دونوں
ٹانگیں گندگی میں لتھڑ جائیں اور اس کا
کوئی خادم دھودے، اور یہ مثال صحیح
دی ہے، اور ان جیسے لوگوں کے بارے
میں لوگوں کے قول میں غور کیا جانا چاہیے
کہ نافرمان بیٹا میراث سے محروم نہیں
ہوتا، ہاں اگر کفر کا وقوع کسی اہلبیت
سے فرض کیا جائے والعیاذ باللہ تو یہ
حضور سے نسبت کو قطع کردے گا، اور
میں نے "فرض کیا جائے" کا لفظ اس لئے
کہا ہے کہ حقیقت کفر اس سے صادر
ہو ہی نہیں سکتی جسکا صحیح نسب حضرت
فاطمہ رضی اللہ عنہا سے متصل ہو بعض نے

اتصال نسبہ الصحیح تبلك البضعۃ الکریمۃ حاشاھم اللہ عن ذلك وقد احال بعضھم وقوع نحو الزنا واللواط ممن علم شرفہ فما ظنك بالکفر۔

زنا اور لواطت جیسے افعال کے وقوع کو شرفا رسے محال جانا ہے، تو پھر کفر کا کیا ٹھکانہ ؟

امام الطریقہ لسان الحقیقۃ شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات مکیہ باب ۲۹ میں فرماتے ہیں :۔

لما کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عبدا محضا قد طھرہ اللہ واھل بیتہ تطھیرا واذھب عنھم الرجس وھو کل ما یشینھم فھم المطھرون بل ھم عن الطھارۃ فھذہ الآیۃ تدل علی ان اللہ تعالیٰ قد شرك اھل البیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالمغفرۃ لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك وما تاخر ای وسخ وقذر من الذنوب فطھر

چونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے تھے اللہ نے آپکو اور آپکے اہلبیت کو پاک کر دیا تھا اور اُن سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور رکھا تھا، تو وہ ہی مطہر ہیں بلکہ عین طہارت ہیں، تو آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "یغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك وما تاخر" میں آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو بھی شامل کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مغفرت کے ذریعہ ہر اس چیز سے پاک کر دیا جو بہ نسبت ہماری گناہ ہے، تو اس حکم میں اولاد

اللہ سبحانہ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالمغفرۃ مما ھو من اھل البیت مثل سلمان الفارسی رضی اللہ کلھم رضی اللہ تعالیٰ عنھم ومن ھومن اھل البیت مثل سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی یوم القیمۃ فی حکم ھذہ الاٰیۃ من الغفران الی اٰخرما افاد ولجاد وثمہ کلام طویل نفیس جلیل فعلیک بہ رزقنا اللہ العمل بما یحبہ ویرضاہ اٰمین۔

فاطمہ اور تمام اہلبیت شامل ہوگئے جیسے سلمان فارسی، اور یہ حکم قیامت تک ہے اس پر انھوں نے بڑا نفیس اور بہترین کلام کیا، وہاں اسکا مطالعہ کیا جائے اللہ ہمیں اپنی پسند کے عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے آمین۔

جو کلمہ گو منکر ضروریاتِ دین سید کہلاتا ہے ضرور قصداً سید بن بیٹھا ہے یا کسی اور وجہ سے انتساب میں خطا ہے،

اگر کہئے بعض کثیر بیشمار اشد غالی رافضی بہت سچے ملحد جھوٹے صوفی کچھ ہفت خاتم شش مثل والے

وہابی غرض بکثرت کفار کہ صراحۃً منکرینِ ضروریاتِ دین ہیں سید کہلاتے میں فلاں لکھے جاتے ہیں۔

اقول کہلانے سے واقعیت تک ہزاروں منزل ہیں نسب میں اگرچہ شہرت پر قناعت والناس امناء علیٰ انسابھم مگر جب خلاف پر دلیل قائم

ہولو شہرت پر قناعت نامقبول وعلیل اور خود اس کے کفر سے بڑھ کر نفی سیادت پر اور کیا دلیل درکار کافر نجس ہے قال تعالیٰ انما المشرکون نجس اور سادات کرام طیب وطاہر قال تعالیٰ ویطہرکم تطہیرا اور نجس وطاہر باہم متباین ہیں کہ ایک شے پر معاً ان کا صدق محال جب علمائے کرام تصریح فرما چکے ہیں کہ سید صحیح النسب سے کفر واقع نہ ہوگا اور یہ شخص صراحۃً کافر تو اس کا سید صحیح النسب نہ ہونا ضرورۃً ظاہر اب اگر اس نسب کریم سے انتساب پر کوئی سند معتمد نہ رکھتا ہو تو امر آسان ہے ہزاروں اپنی اغراض فاسدہ سے براہ دعوے سید بن بیٹھے ع

غلہ تا ارزاں شود امسال سیدی شوم

دو دلیل جلیل ساطع کہ عقیدۂ کفریہ اور رافضی صاحبوں کے یہاں تو یہ رکھنے والا ہرگز صحیح النسب نہیں، بائیں ہاتھ کا کھیل ہے آج ایک رذیل سار ذیل دوسرے شہر میں جاکر رفض اختیار کرے کل ہی میر صاحب کا تمغا پائے تو فلاں کا فر سے کیا دور ہے کہ خود بن بیٹھا ہو یا اس کے باپ دادا میں کسی نے ادعائے سیادت کیا اور جب سے یوں ہی مشہور چلا آتا ہو اور اگر بالفرض کوئی سند بھی ہو تو اسی پر کیا دلیل ہے کہ یہ اُسی خاندان کا ہے جسکی نسبت یہ شہادت تامہ ہے علامہ محمد بن علی صبان مصری اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ وفضائل اہل بیت الطاہرین میں فرماتے ہیں ومن این تحقق ذلک لقیام احتمال زوال بعض النساء وکذب بعض الاصول فی الانتساب۔

کیونکہ بعض عورتوں کا زوال ممکن ہے اور انتساب میں بعض اصول کا جھوٹ بھی ممکن ہے۔ یہ وجوہ ہیں ورنہ حاشا للہ ہزار ہا ہزار حاشا للہ نہ بطن پاک حضرت بتول زہرا میں معاذ اللہ کفر دکافر کی گنجائش نہ جسم اطہر سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی پارہ کتنے ہی بعد پر عیاذاً باللہ دخول نار کے لائق الحمد للہ یہ دو دلیل جلیل واجب التعویل ہیں کہ کوئی عقیدہ کفریہ رکھنے والا رافضی وہابی متصوف نیچری ہرگز سید صحیح النسب نہیں۔

دلیل اوّل تین قیاس پر مشتمل۔ قیاس ۱۔ یہ شخص کافر ہے اور ہر کافر نجس۔ نتیجہ۔ یہ شخص نجس ہے۔ قیاس ۲۔ ہر سید صحیح النسب طاہر ہے اور کوئی طاہر نجس نہیں۔ نتیجہ۔ کوئی سید صحیح النسب نجس نہیں۔ قیاس ۳۔ اب یہ دونوں نتیجے ضم کیجئے یہ شخص نجس ہے اور کوئی سید صحیح النسب نجس نہیں۔ نتیجہ یہ شخص سید صحیح النسب نہیں۔ قیاس اوّل کا صغریٰ مفروض اور کبریٰ منصوص اور دوم کا صغریٰ منصوص اور کبریٰ بدیہی تو نتیجہ قطعی۔

دلیل دوم قیاس مرکب یہ بھی تین قیاسوں کو متضمن یہ شخص کافر ہے اور ہر کافر مستحق نار نتیجہ یہ شخص مستحق نار ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا کوئی پارہ مستحق نار نہیں نتیجہ یہ شخص نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا پارہ نہیں اور ہر سید صحیح النسب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا پارہ ہے نتیجہ، یہ شخص سید صحیح النسب نہیں۔ پہلا کبریٰ منصوص قرآن اور دوسرے کا شاہد ہر مومن کا ایمان اور تیسرا عقلاً ونقلاً واضح البیان والحمد للہ الکریم المنان والصلاۃ والسلام اتمان الاکملان علی

سیدنا و مولانا سید الانس والجان خاتم النبیین بنص الفرقان.
وعلیٰ آلہ وصحبہ وتابعیہم باحسان وعلینا معہم یا رحمٰن امین
امین یا رؤف یا حنان سبحٰنک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الٰہ
الا انت استغفرک واتوب الیک واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کتبہ

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ
عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

تقریظ جناب مولانا شیخ احمد مکی مدرس مکہ معظمہ دام مجدہ

الحمد للہ الذی جعلنا من ذوی العقول ومنحنا بالرضا
والقبول لنا لہ الصلاۃ والسلام کما ینبغی لجلال عظمۃ قدر بینا و
سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم الانبیاء وسید کل رسول اشہد
ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ المنزہ عن الکذب والافول
والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم انبیائہ واشرف رسلہ

Marfat.com

المبعوث الی کافۃ الخلق والی الاسود والاحمر ھو الشافع المشف
فی المحشر صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ واصحابہ المصا
الغرد وعلی الائمۃ المجتہدین الی یوم الیقین۔ اما بعد فقد
نورت جفنی باثمد ھذا الجواب۔ فیاطرب من جواب اصاب
یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ بل ھدایۃ
الی الحق والصواب وکیف لا وھو للبحر الطمطام والجبر الفہ
قدوۃ الفقہاء والمحدثین وزبدۃ الکملاء والمفسرین ریا
البلغاء المتکلمین ومرکوز الفصحاء الماہرین جامع المتو
شارح الفنون التقی النقی نعمان الزمان مولانا الحاج الحاف
القاری الشیخ احمد رضا خان لا زالت شموس افاضتہ
العالمین مشرقہ وصمصام اجوبتہ لاعناق الملحدین قا
جزاہ اللہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء بتہ لاعناق الملح
الاوتاد والنجباء فلعمر ان ھذا الجواب لا یقبلہ الا ذو ق
سلیم ولا یخوض فیہ بالباطل الا الملحد الزندیق الرجیم

الحمد للہ ان الحق قد ظہرا الا علی اکمہ لا یعرف ال
من فاضل نال من ابائہ الشرفا اروی سحاب نداہ الجن وا

والحق ان من یضلل اللہ فلا ھادی لہ ومن یھدہ فلا م

اللھم اجعلنا متصفین بالافعال کما جعلتنا عن زیغ الزائغین
وارض عنا بجاہ سیدنا محمد والال واحفظنا عن زیغ الزائغین

ھمزات الشیاطین واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین تمقہ
ببنانہ الراجی عفو ربہ الخفی الباری احمد المکی الچشتی الصابری
الامدادی المدرس بالمدرسۃ الاحمدیۃ الواقعۃ فی مکۃ المحمیۃ

سنہ ۱۳۱۷ھ

تمام تعریف اس اللہ کیلئے ہے جسنے ہمیں اصحاب عقول سے بنایا اور ہمیں رضا اور قبول سے سرفراز کیا، ہم اللہ سے ایسے صلاۃ وسلام کے طالب ہیں جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کے لائق ہو، جو خاتم الانبیاء ہیں اور ہر رسول کے سردار ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں وہ کذب سے اور عزوب ہونے سے پاک ہے اور صلاۃ سلام ہو ہمارے سردار محمد خاتم الانبیاء اشرف الرسل المبعوث الی کافۃ الخلق، والی الاسود والاحمر الشافع المشفع فی المحشر صلے اللہ علیہ وسلم پر اور انکے اصحاب پر جو روشن ہیں اور ائمہ مجتہدین پر قیامت تک، اما بعد، میں نے اس جواب کے سرمہ سے اپنی آنکھیں منور کیں، پس کتنا دل خوشکن جواب ہے کہ باطل نہ اسکے سامنے سے آتا ہے اور نہ پیچھے سے بلکہ وہ حق کی طرف رہبری کرنے والا ہے، اور کیوں نہ ہو، آخر تو یہ جواب بحر طمطام حبر فہام قدوۃ الفقہاء والمحدثین وزبدۃ الکملاء والمفسرین ریاض البلغاء المتکلمین ومرکز الفصحاء الماہرین جامع المتون وشارح الفنون التقی النقی نعمان الزمان مولانا الحاج الحاج القاری الشیخ احمد رضا خاں لازالت شموس افاضتہ علی العالمین مشرقۃ وصمصام اجوبتہ لاعناق المحدثین قاطعۃ، جزاہ اللہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء وجمع اللہ شملہ مع الاوتاد والنجباء پس قسم میری جان کی اس جواب کو قلب

Marfat.com

سلیم والا ہی قبول کرے گا اور اس میں چون چرا نہ کریگا۔ ملحد بے دین جیسے کہا گیا

تمام تعریف اللہ کیلئے ہے کہ حق ظاہر ہوگیا مگر اندھے پر جو چاند

کو نہیں پہچانتا ہے، ایسے فاضل کی طرف سے جسنے اپنے آبا کیطرف

سے شرف پایا اس کی سخاوت کے بادلوں نے جن و بشر کو سیراب کر دیا

اور حق تو یہ ہے کہ خدا جسے گمراہ کر دے اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں، اور جسکو وہ ہدایت کرے اسے کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں، اے اللہ ہمیں افعال کے ساتھ متصف فرما جس طرح کہ ہم اقوال سے متصف ہیں اور ہم سے راضی ہو بحرمت ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کے، اور ہمیں محفوظ رکھ کجروں کی کجی سے ہمزات شیاطین سے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین، اسے اپنے ہاتھ سے لکھا، الراجی عفو ربہ الحفی الباری احمد، المکی، الچشتی الصابری الامدادی المدرس بالمدرس الاحمدیہ الواقع فی مکۃ الحمیہ ۱۳۱۷ھ۔

فتوے دربارہ خاتم النبیین ص

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقل فتوائے علمائے کرام شہر بدایونی

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

Marfat.com

ایک شخص اپنا عقیدہ بایں طور رکھتا ہے کہ حضرات علی و فاطمہ و حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انبیا و رسول کہنا ثابت ہے اور اپنے زعم میں اس کا ثبوت حدیثوں سے بتاتا ہے اور ان حضرات اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مرتبہ قرآن مجید کے برابر ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان سنت و جماعت اولیاء کاملین سے ہے یا رافضی غالی کافر اولیائے شیاطین سے ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب واللہ الملہم للصواب

حضرات اہل بیت کرام کو جو انبیا و رسل کہتا ہے یہ قول اس کا مستلزم کفر صریح ہے اور ادعا اُس کے ثبوت کا احادیث سے کذب محض ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا ہرگز اہل سنت اور اولیائے کاملین میں سے نہیں ہو سکتا ہے بلکہ بموجب تصریحات کتب عقائد و فقہ و حدیث کے کافر و اولیاء شیاطین سے ہے چنانچہ تصریح اس کی کتب میں مانند معتمد علامہ توریشتی و شفاء قاضی عیاض و زواجر ابن حجر و فتاوی عالمگیریہ میں موجود ہے۔

فقط واللہ اعلم	عبد المقتدر	المجیب مصیب
صح الجواب	مطیع الرسول ۸۹	کتبہ محمد عبد القیوم القادری ۱۲

حررہ الفقیر عبد القادر عفی عنہ

نقل فتوائے علمائے لاہور و حیدر آباد دکن دہلی و کانپور

الجواب وھو الموفق للصواب

مندرجہ بالا عقیدہ اہلسنت و جماعت کا نہیں ہے جناب رسول مقبول

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عالم ظہور میں تشریف لانے کے بعد کسی اور شخص کو خواہ وہ ذکور میں سے ہو یا اناث میں از سرِ نو نبوت کا منصب نہیں دیا گیا اور نہ رسالت کا جو شخص حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عالم ظہور میں تشریف لانے کے بعد کسی اور کے لئے از سرِ نو منصب نبوت اور رسالت دیے جانے کا یا اُس پر تبلیغی وحی والہام یقینی کے نازل ہونے کا قائل اور معتقد ہو وہ نہ صرف دائرہ اہلسنت وجماعت سے علیحدہ بلکہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے قال القاضی عیاض فی کتابہ الشفا فی تعریف حقوق المصطفےٰ

وکذلک من ادعی نبوۃ احد مع نبینا علیہ الصلاۃ والسلام او بعدہ کالعیسویۃ من الیہود القائلین تخصیص رسالتہ الی العرب وکالخرمیۃ القائلین بتواتر الرسل وکاکثر الرافضۃ القائلین بمشارکۃ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الرسالۃ للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکذلک کل امام عند ھؤلاء یقوم مقامہ فی النبوۃ والحجۃ وکالبزیغیۃ والبیانیۃ منھم

اور اسی طرح جو شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، یا آپ کے بعد مدعی نبوت ہو جیسے فرقہ عیسویہ یہود کا جو اس بات کا قائل ہے کہ حضور کی رسالت صرف عرب ہی کیلئے مختص تھی اور جیسے فرقہ خرمیہ جو رسالت کے مسلسل جاری رہنے کا قائل ہے، اور جیسے اکثر رافضی کہ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضؓ بھی رسالت میں حضور کے ساتھ شریک تھے اور اسی طرح ان کے نزدیک ہر امام نبوت اور حجت میں حضور کا قائم مقام ہوتا ہے اور جیسے شیعوں میں بزیغیہ اور بیانیہ جو خود دعوای

Marfat.com

القائلین
نبوة بزیغ وبیان واشباه هؤلاء
من ادعی النبوة لنفسه او جوز
اکتسابها والبلوغ بصفاء القلب
الی مرتبتها کالفلاسفة وغلاة
المتصوفة وکذالك من ادعی انه
یوحی الیه وان لم یدع النبوة
او انه یصعد الی السماء ویدخل
الجنة ویاکل من اثمارها ویعانق
الحور العین فهؤلاء کلهم کفار
مکذبون للنبی صلی الله تعالی
علیه وسلم لانه اخبر انه صلی
الله تعالی علیه وسلم خاتم
النبیین ولا نبی بعده واخبر
عن الله تعالی انه علیه السلام
خاتم النبیین وانه ارسل کافة
للناس واجمعت الامة علی حمل
هذا الکلام علی ظاهره وان
مفهومه المراد به دون

نبوت کرے یا اسکے حاصل کرنے کو جائز
کہے یا قلب کی صفائی سے اس مرتبہ
پر فائز ہونے کو جائز کہے جیسے فلاسفہ اور
غالی صوفی کہتے ہیں اور اسی طرح وہ شخص
جو اس بات کا مدعی ہو کہ اس کے پاس
وحی آتی ہے اگرچہ مدعی نبوت نہ ہو یا یہ
دعویٰ کرے کہ وہ آسمان پر چڑھ کر جنت
میں داخل ہوتا ہے، اس کے پھل کھاتا
اور اس کی حوروں سے بغل گیر ہوتا ہے،
تو ایسے سب لوگ کافر ہیں، حضور کی نبوت
کی تکذیب کرنے والے ہیں کہ حضور صلے
اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم
النبیین ہیں اور سب لوگوں کی طرف
اصول بنا کر مبعوث کیے گئے ہیں اور امت
کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہی
محمول ہے اور اس کا مفہوم ہی اس کی
مراد ہے، نہ اس میں کوئی تاویل ہے
اور نہ تخصیص ہے، تو ان سب گروہوں
کے کفر میں کچھ شک نہیں قطعاً اور سمعاً۔

Marfat.com

تاویل ولا تخصیص فلا شک
فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا
قطعاً اجماعاً وسمعاً۔

ص ۳۶۲ شاہ عبدالعزیز صاحب محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں :-

"عقیدہ دہم آنکہ آنجناب خاتم النبیین ست لانبی بعدہٗ جمیع فرق اسلامیہ ہمیں قائل اند الا چند فرقہ از شیعہ مثل خطابیہ و معمریہ و منصوریہ و اسحاقیہ و مفضلیہ و سبعیہ کہ بے پردہ مخالفت ایں عقیدہ دارند۔"

دسواں عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں تمام اسلامی فرقے اسی کے قائل ہیں، سوائے شیعوں کے چند فرقوں کے جیسے خطابیہ معمریہ، منصوریہ، اسحاقیہ، مفضلیہ اور سبعیہ کہ وہ کھل کر اس عقیدہ کے مخالف ہیں۔

ص ۱۸۰ لیکن اس میں شک نہیں کہ حضرت علی و حضرت زہرا و حضرات حسنین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے محامد و فضائل سے کتب حدیث بھری ہوئی ہیں اور ان کی جناب میں کسی قسم کی سوء ادبی کا خیال بھی سخت باعث وبال و نکال ہے

قال النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعلی کرم اللہ وجہہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی

Marfat.com

الا انہ لا نبی بعدی متفق علیہ مشکوٰۃ شریف ص۵۶۳ عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یحب علیا منافق ولا یبغضہ مؤمن رواہ احمد والترمذی وقال ھٰذا حدیث حسن غریب اسنادا مشکوٰۃ شریف ص۵۶۳ وعن المسور بن المخرمۃ ان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی وفی روایۃ یریبنی ما رابہا ولؤذینی ما اذاھا متفق علیہ مشکوٰۃ شریف ص۵۶۸ وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف ص۵۶۹ وعن زید بن ارقم

نہ ہوگا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ سے کوئی منافق محبت نہ کریگا اور کوئی مومن بغض نہیں رکھ سکتا ہے احمد، ترمذی، اور انھوں نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے، اور مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے جو اسے ناراض کریگا اور ایک روایت میں ہے کہ جو اسے مشقت میں ڈالیگا وہ مجھے مشقت میں ڈالیگا اور مجھے تکلیف دیگی وہ چیز جو اسے تکلیف دیگی اور ابو سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، اسے ترمذی نے روایت کیا، اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا (حضرت علی، فاطمہ، حسن و حسین) رضی اللہ عنہم کے بارے میں جو آپکے سامنے

Marfat.com

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم قال لعلی وفاطمہ والحسن
والحسین انا حرب لمن حاربھم و
سلم لمن سالمھم رواہ الترمذی
مشکوٰۃ شریف ص۵۶۱ عن علی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ دعانی رسول
اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال
ان فیک من عیسٰی مثلا ابغضتہ
الیھود حتیٰ بھتوا امہ واحبتہ
النصاریٰ حتی انزلوہ بالمنزل
الذی لیس بہ الا وانہ یھلک
فی اثنان محب یقرضنی بما لیس فی
ومبغض یحملہ شنانی علی ان
یبھتنی الا انی لست بنبی ولا
یوحی الی ولکنی اعمل بکتاب اللہ
وسنۃ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ما استطعت فما امرتکم من طاعۃ
اللہ فحق علیکم طاعتی فیما احببتم
وکرھتم مسند امام احمد ج ا ص۱۶۰ ہذا

کریگا میں اُس سے جنگ کرونگا، اور جو
اُن سے مصالحت کرے گا میں اس سے
مصالحت کرونگا، اسے ترمذی نے روایت
کیا، علیؓ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے بلاکر ارشاد فرمایا کہ
تمہاری مثال عیسٰی کی سی ہے کہ انھیں
یہود نے مبغوض رکھا حتیٰ کہ ان کی ماں پر
اتہام رکھا اور نصاریٰ نے اُن سے اتنی محبت
دکھائی کہ وہ مقام انھیں دے ڈالا جو
درحقیقت ان کا مقام نہ تھا، آگاہ ہو جاؤ
میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک
ہونگے، ایک تو وہ جو میری ایسی تعریف کریں
جو مجھ میں نہیں دوسرے وہ جو میرا بغض
اپنے اندر رکھیں اور مجھے متہم کریں، آگاہ
ہو جاؤ میں نہ تو نبی ہوں اور نہ ہی میری
طرف وحی کیجاتی ہے میں تو اللہ کی کتاب اور
اس کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت
پر عمل پیرا ہوں حسب مقدور، تو جب
تک میں تم کو اطاعت الٰہی کا حکم دوں تم

Marfat.com

باعندی واللہ اعلم بالصواب کتبہ العبد المذنب المفتی محمد عبداللہ عفی عنہ ۔

میری اطاعت کرو خواہ اس کو تم پسند کرو یا نہ کرو ۔

الجواب صحیح
عبداللہ مدرس ثانی مدرسہ نعمانیہ لاہور

الجواب صحیح
محمد اسمٰعیل عفی عنہ مدرسہ رحیمیہ لاہور انارکلی

الجواب صحیح
غلام احمد مدرس اول مدرسہ نعمانیہ لاہور

الجواب صحیح
غلام محمد دوم مدرسہ حمیدیہ

الجواب صحیح
محمد ذاکر بگوی مدرس اول مدرسہ حمیدیہ

الجواب صحیح
فقیر غلام محمد بگوی عفی عنہ امام مسجد شاہی لاہور

ھذا الجواب صحیح
محمد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح
محمد عبدالرشید دہلوی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح
قاضی نورالحسن معین ناظم انجمن مستشار العلماء لاہور

الجواب صحیح
کتبہ القاضی ظفرالدین احمد عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح
احمد حسن عفی عنہ کانپوری اُستاذ قاضی سراج الدین پالن پوری

اصاب من اجاب

اللہ محمد ظفر ١٢

مہر استاذ الاستاذ قاضی سراج الدین پالن پوری

دلِ مرتضیٰ
حسن
جان احمد
١٢ ١٣

الجواب صحیح ابو محمد عبدالحق عفی عنہ مصنف تفسیر حقانی ۔ ہو الموفق
ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے انبیا و رسول ہونیکا اعتقاد رکھنے والا
کافر ہے تفسیر ابو سعود میں ہے لان معنی کونہ خاتم النبیین انہ لا نبیاء
احد بعدہٗ انتھی واللہ اعلم وعلمہٗ احکم ۔ حررہ الراجی غفور ربہ ابو حید ابو المحامد
محمد عبدالحمید غفر اللہ ذنوبہ دستخط عبدالرحمٰن ۳۱۷ھ رج

فتوے علمائے پانی پت در دستخط مصنف انوار ساطعہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث نبوی میں ہے لا نبی بعدی اس آیت وحدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہونے کا اور یہی عقیدہ اہلسنت وجماعت کا ہے جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی وحضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن وحضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مردی حدیث سے ثابت وہ بالکل جھوٹا ہے اس بات کا کہیں قرآن حدیث میں ذکر نہیں ہے جس شخص کا سوال میں ذکر ہے وہ تو رافضیوں سے بھی بڑھا ہوا ہے اور نص قرآنی کا منکر جو ہو وہ کافر ہے ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ احمد المذنب عبدالسلام عفی عنہ انصاری نہم جمادی الثانی ۱۳۱۸ھ یوم دوشنبہ

صح الجواب بلا ارتیاب
حررہ عبدالسمیع انصاری

(مہر: عبدالسمیع)

الجواب صحیح ورای المجیب نجیح
(مہر: محمد یحییٰ ۱۳۱۱)

Marfat.com

قال مولانا ابوشکور سلمی فی التمہید

كلام الروافض مختلفة فبعضه يكون كفرا وبعضه لا فلو قال ان عليا كان الها نزل من السماء كفر وقال بعضهم بانه شريك لمحمد صلى الله تعالى عليه وسلم في النبوة وقال بعضهم النبوة كانت لعلي وجبرئيل اخطاء ومنهم من قال ان عليا كان افضل من الرسول فهذا كله كفر انتهى

خلاصہ ترجمہ عبارت مذکورہ کا یہ ہے کہ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ حضرت علی خدا ہیں نازل آسمان سے ہوئے ہیں یا وہ شریک ہیں آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت تھی واسطے علی کے لیکن جبریل نے خطا کی یا علی افضل ہیں رسول سے یہ تمام کفر ہے پس جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی وغیرہ رسالت اور نبوت میں شریک ہیں وہ اہلسنت وجماعت سے نہیں ہے بلکہ وہ اس فرقہ رافضی غالیہ میں ہے کہ جن کو صاحب تمہید نے کافر کہا ہے۔ فقط۔ محمد خلیل اللہ عفا اللہ عنہ ۱۵ / جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ یوم جمعہ

فتوائے سہارنپور

جو شخص حضرات علی و فاطمہ و حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انبیاء ورسل کہتا ہے اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کافر ہے کیونکہ حق تعالیٰ قرآن شریف میں صریح ارشاد فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ تو جس شخص نے

Marfat.com

ان حضرات کو بھی نبی و رسول کہا وہ اس آیت شریفہ کا منکر ہوا اور آیت قرآنی کا منکر کافر ہوتا ہے نیز جس طرح نبی اور رسول پر شرعاً ایمان لانا فرض ہے اسی طرح غیر نبی و رسول کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا کفر ہے اور شیعہ کے نزدیک بھی تو ان حضرات کو نبی اور رسول کہنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ روایات شیعہ کی اصح الکتب اصول کافی وغیرہ میں موجود ہیں لہٰذا یہ شخص اثنا عشری روافض میں بھی نہ ہوا بلکہ یہ شخص غالی رافضی اور کافر ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہٗ خلیل احمد عفی عنہ مدرس اول مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

(۲) اور یہ عقیدہ کہ حضرات موصوفین کا مرتبہ قرآن مجید کے برابر ہے اس کا منشا بھی وہی ہے کہ اُن کو معصوم اعتقاد رکھا ہے حالانکہ یہ حضرات معصوم نہیں ہیں اور قرآن مجید کا حکم قطعی ہے علاوہ اس کے کلام الٰہی خدائے تعالیٰ کی صفت ہے اور یہ حضرات مخلوق ہیں مخلوق کا مرتبہ خالق اور اس کی صفت کے برابر نہیں ہو سکتا ہے اور یہ حضرات قرآن مجید کے اتباع کے مکلف مامور ہیں اور ظاہر ہے کہ تابع متبوع کے برابر نہیں ہو سکتا ہے۔ فقط

حررہٗ خلیل احمد مدرس اول مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

المجیب مصیب۔ حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انبیاء کہنا اور اعتقاد رکھنا کفر صریح ہے اور قرآن مجید کے برابر سمجھنا ضلالت ہے جیسا کہ مجیب نے مدلل ثابت فرمایا۔

خلیل الرحمٰن خلف مولانا احمد علی محدث سہارنپوری

صح الجواب۔ صدیق احمد عفا اللہ عنہ ۞ الجواب صحیح۔ عنایت الٰہی عفا اللہ عنہ

Marfat.com

صحیح
تابٔ علی عفی عنہ

المجیب صحیح والمجیب نجیح
محمد رحیم الٰہی عفی عنہ

فتوائے دیوبند

ایسا اعتقاد رکھنے والا مسلمان سُنی نہیں بلکہ روافض سے بھی بدتر ملحد و بددین ہے کیونکہ یہ انکار ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے قال اللہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اگر رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ لا نبی بعدی پس رسول و نبی کہنا کسی کو بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے الحاد و کفر ہے اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی

الجواب صحیح
بندہ محمود عفی عنہ

الجواب صحیح
محمد منفعت علی مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند
محمد منفعت علی ۱۳۱۵

العزیز الرحمٰن
دلتے کل علی ۱۳

فتوائے گنگوہ

جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرات علی و فاطمہ و حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیا

Marfat.com

ومرسلین ہیں اور اُن کا نبی کہنا ثابت ہے وہ شخص کافر ہے کیونکہ وہ شخص رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا منکر ہے، جس کا ثبوت نصوص قطعیہ قرآن وحدیث سے ہے قرآن شریف میں حق تعالیٰ فرماتا ہے ماکان رسول اللہ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور ایک حدیث میں جس کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے آیا ہے وختم بی الرسل دوسری مسلم کی حدیث میں وختم بی النبیون اور ایک روایت میں آیا ہے لوکان بعدی نبی لکان عمر بن اور ایک حدیث میں آیا ہے وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی۔ پس ایسا عقیدہ رکھنے والا یقیناً کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید عفی عنہ
گنگوہی۔

رشید احمد ۱۳

Marfat.com

اعلیحضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلویؒ

کی چند ایمان افروز تصانیف

حدائقِ بخشش کامل دو حصے

جذبۂ عشق و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسانِ عصر حاضر کی زبان نے وہ سوز عطا کیا ہے جو پڑھنے اور سننے والے دونوں کے دلوں پر وجدانی کیفیت طاری کر دیتا ہے

قیمت ۳/۷۵

احکامِ شریعت ★

آدابِ معاشرت اصلاحِ رسوم، تصوف کے اسرار و رموز، اور بدعقیدہ لوگوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ مسائل شریعت کی وضاحت و توجیہہ جس میں فاضل مولف کے فتاوی اور فیصلے درج ہیں۔

قیمت

ملفوظات اعلیحضرت بریلویؒ

کامل چار حصے

علوم و فنون الٰہیات، ارضیات و فلکیات، دینی و دنیاوی حقائق، فلسفہ، کلام اور منطق کی تشریح و توجیہہ، امور مذہبی، معاشی اور معاشرتی مسائل و معاملات، علمائے حق و اولیائے کرام کی علامات اور دیگر تمام ضروری معلومات اور تفصیلات کا سرچشمہ، جسکا ہر مومن کے پاس ہونا نہایت ضروری ہے

قیمت

فتاویٰ افریقہ

ایک سو گیارہ استفتاء جو افریقہ سے بھیجے گئے تھے، ان سوالوں کے نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ جوابات جنمیں مختلف موضوعات و مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے، طباعت آفسٹ کاغذ سفید قیمت

مدینہ پبلشنگ کمپنی

ایم-اے جناح روڈ، کراچی